ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

عطیۂ الٰہی

مصنفہ

جناب سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق لکھنوی

باہتمام جناب منشی محمد وصی علیخان صاحب وصف لکھنوی و جناب سید علی محسن خان صاحب صابر لکھنوی

مطبوعہ معیار پریس تحسین گنج لکھنؤ

قیمت فی جلد عار علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ مفتی گنج دری والی گلی

سید احمد حسین عرف ننھو صاحب
شفیق اُمی لکھنوی

N. K. Press, Lucknow.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن کیا چیز ہے ہوتی ہی نبوت کیسی × تو جسے چاہے وہی یوسف کنعان ہو جائے

بلا شبہ مجھ ان پڑھ کی شاعری بھی اوسکی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ سا شعبہ ہی جو خداوند کریم نے اپنی قدرت سے دولت نظم مجھکو عنایت فرمائی ہو ماشاء اللہ خزینہ نظم ایسی چیز ہے کہ جسکا خالی ہونا مدت دراز تک غیر ممکن ہی یہ تا قیامت یونہی مملو رہیگا اگر خداوند کریم مجھے کوئی مالی ثروت عنایت کرتا تو میری ایسی عزت نہوتی جیسے کہ کوچۂ نظم مین نصیب ہوئی انشاء اللہ تعالے خداوند کریم مجھے اس دولت نظم کی سبب سے حیات جاودانی عنایت فرمائیگا آمین ثم آمین اگر خداوند کریم میرے ہر موئے تن کو صورت زبان گویائی عنایت فرمائے تو مین اوسکا ایک سجدہ شکر نہین بجا لا سکتا یہ اوسی پاک بے نیاز کے رسول امی کا تصدق ہی جو مجھ ایسے ناقابل ان پڑھ کو قوت شاعری عنایت کی ہی جو ایک قابل شاعر کو زیبا تھی حضرات مین اپنا تھوڑا سا حصہ سوانح عمری کا جو متعلق شاعری کی ہی عرض کرتا ہون امید ہے کہ حضرات بغور ملاحظہ فرمائینگے۔

الفت ہر ایک شی کو بڑھاتی ہی کسقدر × دفتر وفا کا اک پر پروانہ ہوگیا

مجھے نو برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا مینے ایک شعر غزل مین عرض کیا وہ میرا راہبر ہے مین اوسکو بجنسہ پیش کرتا ہون۔

پکڑ کر لیچلا صیاد یون بلبل کو گلشن سے ٭ وہاے بال و پر سبھی مین اور منقار جلی مین
میرا میلان طبیعت شاعری کیطرف رہا اوسکے بعد مین کلکتہ اس ذریعہ سے گیا کہ مین جواہر
کا کام کرتا تھا اسوقت تک کچھ سلسلہ اوسکا باقی ہی مینے سات برس تک شعر گوئی کی
مشق کی شبانہ روز مین کہو گیا اوس مدت مین مینے کسی شاعر کو اپنا کلام نہین سنایا
مین اب قدر کرتا ہون اوس سات برس کی مشق کی جناب حجو صاحب شرف مرحوم و
مغفور مٹیا برج سے جناب والد مرحوم و مغفور سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے مین اکثر جو
اپنے ہمسنونمین شعر پڑھتا تھا جناب والد معظم بھی سنا کرتے تھے اونھون نے جناب
شرف صاحب سے فرمایا کہ میرا لڑکا شعر پڑھتا ہے ایسے کہ جس سے مجھے یہ گمان ہوتا ہی
کہ وہ اشعار اوسکے نہین ہین جناب شرف صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تو شعر اپنے پڑھ
مینے بہت ترنم کے ساتھ کچھ اشعار اونکی خدمتمین پیش کیے سننے کے بعد اونھون نے فرمایا
میان اپنے شعر پڑھو اونکا فرمانا مجھے ناگوار ہوا مینے گستاخانہ عرض کیا کہ شاید ابتدا مین
آپ بھی دوسرونکے اشعار اپنے نام سے پڑھتے ہونگے جناب موصوف نے فرمایا مین طرح
دونگا تو کہیگا طرح عنایت کی مین شعر کہنے لگا جتنے عرصہ مین اون جناب نے اونیس
شعر تحریر فرمائے مینے اونیس شعر نظم کیے سننے کے بعد جناب نی نہایت شاباشی دی
اور فرمایا کہ تو شعر گوئی کو کبھی نہ ترک کرنا پھر مین کلکتہ اور مٹیا برج کے مشاعرونمین شریک
ہونے لگا حضرات مٹیا برج جو اوستاد فن تھے منشی گلشن الدولہ بہادر و منشی ہجر
اور حضرات جنکے نام مجھے اسوقت نہین یاد ہین یہ میری عزت افزائی فرماتے تھے
یہ سب حضرات آخری شاہ اودھ کے ملازم تھے منشی گلشن الدولہ بہادر اوستاد بھی
جہان پناہ کے تھے اوسکے بعد میرا لکھنؤ آنا ہوا مین مشاعرونمین شریک ہونے لگا
پہلا مشاعرہ میرے معزز دوست جناب حکیم منے آغا صاحب فاضل کے یہان تھا
مین اوس مشاعرہمین شریک ہوا حضرات لکھنؤ نے میری نہایت عزت افزائی فرمائی

بعدہ وہ مشاعرے لکھنو کے کہ جنمین حضرات کاملین کا مجمع ہوتا ہی مین بھی اون مشاعرون مین شریک رہا اور ہون مین نہایت شکریہ حضرات شعراے لکھنو کا ادا کرتا ہون کہ اون حضرات نے میری ایسی عزت افزائی کہ جو میری شان اور قوت نظم سے مدرجہا زائد ہی میرے معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لا نے بتاکید مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو کلام اپنا جمع کر اور چھپوا مینے جناب موصوف کی تحریک سی خیال کیا کہ مین دیوان اپنا مرتب کرون لفضلہ دیوان میرا ردلیف وار چھپ گیا مین جناب مذکور کے جہان اور احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہون سب سی بڑھکر اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جناب موصوف کی فرمانین اتنا اثر تھا کہ مین اس مرتبے تک پہونچا ابتدائی حالتمین مینے جناب ابو صاحب جلیس مرحوم و مغفور نبیرہ جناب انیس مرحوم و مغفور کو اپنا کلام دکھلایا جناب مرحوم دال کی منڈی مین عالیجناب سید پیارے صاحب رشید مدظلہ کی یہان تشریف رکھتے تھے میری غزل جناب ابو صاحب جلیس دیکھنے کے بعد فرماتے تھے کہ تو بھائی پیارے کو بھی اپنی غزل سنادی مین ایک روز کانپور کے مشاعرہ مین جارہا تھا کسی مصرع پر میرے اور اون جناب مرحوم کے تقریر ہو رہی تھی کہ جناب پیارے صاحب بھی وہ تقریر سن رہی تھے جناب جلیس صاحب سی فرمایا کہ بھائی صاحب انکو آپ مجھے عنایت کیجئے یہ آپکی مان کی نہین اوس روز سے مین جناب اوستاد رشید صاحب مدظلہ کیخدمتمین اپنا کلام پیش کرنے لگا پہلی غزل مینے جناب کی خدمتمین پیش کی دیکھنے کی بعد مجھے دو لفظ تعلیم فرمائے حضرات ملاحظہ کرینگے اون دو لفظونکی معنی خیزی کو وہ لفظ بتاتے ہین کہ ہم کسی ملک الشعرا ماہر فن کی زبانسے نکلے ہوئے ہین۔ یار کی باتین یار سی باتین یار کی باتین ہجر یار سی باتین وصل بھی حاصل تغزل بھی ان دو لفظون سی میری شاعری یہانتک پہونچی کہ مجھے ضرورت نہین کہ مین غزل گوئی کے بارےمین کسی اور سی کوئی بات دریافت کرون جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی گاہی گاہی فن شاعری کو

بطور علم سینہ مجھے تعلیم کرتے رہے ہین اب عنایت الٰہی سے میری روشن خیالی میری شاعری کے
لئے ایسی ہی کہ مجھے کوئی ضرورت نہین ہی کہ کسی شخص غیر سے غزل گوئی کی نسبت اور زبان کی
بابت کوئی بات دریافت کرون مین جناب اوستاد صاحب مدظلہ العالی کا بہایت
ممنون اور مشکور ہون کیونکہ جناب موصوف مجھسے اسدرجہ الفت فرماتے ہین کہ مجھے شفقت
پدری کا لطف ملتا ہی ناظرین مین پھر آپکی خدمتمین عرض کرتا ہون میرے دیوانمین جو بڑا
حصہ ہے وہ بے اصلاح ہی مینے جناب اوستاد کردہ غزلین دکھائی ہین کہ جو مجھکو
مشاعرونمین پڑھنے کی ضرورت ہوئی تھی اور بے اصلاحی کا سبب یہ ہی کہ مجھے عالم مین
اس باتکا دکھانا ضرور تھا کہ جو کچھ مجھے خداوند عالم عنایت کرے مین بجنسہ حضرات
ہندوستانکی خدمتمین پیش کرون بلکہ اس بات کو دکھادون کہ شاعری اور شئے ہے
اور علم وفضل دوسری چیز ہے الحمدللہ زبان اردو کی شاعریمین کوئی قسم ایسی نہین ہی جس سے
خداوند کریم نے مجھے مجبور کیا ہو میرے دیوانمین بہت کم غزلین ایسی ہین جو مینے فکر سے
کہی ہین اسمین عرصہ ہونیکا سبب یہ ہی کہ افضال الٰہی سے نظم کرنا کوئی مشکل نہین ہے
مگر یاد کرنیمین دقت ہوتی ہی جو مشاعرہمین غزل پڑھتا ہون وہ غزل مجھے حفظ بھی کرنا ہوتی
ہے ہمیشہ مینے اس بات کو عیب سمجھا کہ دوسرا شخص مجھے بتلاتا جائے مین پڑھتا جاؤن
مجھے بجز ذات خدا کے کسی شخص غیر کی ضرورت نہین ہی نہایت افسوس مجھے اپنی حالت پر ہے
کہ مینے اپنی عمر کا حصہ بہت کم شاعریمین صرف کیا کیونکہ مجھے اور بھی تفکرات دنیوی مین
وقت صرف کرنا پڑتا ہی میری معزز دوست جناب نواب حامد علیخان صاحب جا مدیر سٹریٹ لائٹ
پرچہ معیار مین اس حکایت کو درج فرمایا تھا ایک شاعر آن پڑھ بخارا ایران مین تھا
جسوقت وہ دربار شاہی مین جاتا تھا مع بادشاہ کے ساڑھے چار ہزار آدمی کرسی نشین
اوسکی تعظیم کرتے تھے جسکی عزت ایسی ہو اوسکے تمول کا کیا شمار ہو سکتا ہی اگر ایسا شخص
اعلی درجہ کی شاعری بھی کرے تو کیا تعجب ہی مین اپنی بدقسمتی اور خوبی زمانہ سے شکایت

کرتا ہون کہ مجھے ایک بھی قدردان ہندوستان مین نہ ملا کہ تفکرات دنیوی سے آزاد کر دیتا اور مجھسے
سوائے نظم کی اور دوسرا کام نہ لیا جاتا اوس وقت مین حضرات ہندوستان کو کچھ ظاہر ہوتا جو
کچھ خداوند عالم نے مجھے قوت نظم پوری دی تھی مین پیش کرتا شفیق اب قدردان کو
ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیا مین تمھاری بدنصیبی سے تمھارا ہی وطن بگڑا ناظرین یہانتک میری
سوانح شاعری کا حصہ ختم ہوا اب سبب اشاعت دیوان یہان سے عرض کرتا ہون سنہ ۱۳۳۲ھ
ہجری مین مینے کلکتہ کا سفر کیا میرے معزز دوست جناب سید حسین صاحب شوستری ساکن
حال کلکتہ پارسی چرچ نمبر ۲ نے مجھے مہمان کیا چھ مہینے جیسی مہمان نوازی اونھون نے کی ہے میری
زبان اوسکے شکریہ مین قاصر ہے مجھے سو روپیہ دیوان چھپنے کیواسطے عنایت فرمائے
دوسرے جناب صالح جی ہاشم صاحب ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۱
ان جناب نے بھی میری پچاس جلدین قبل چھپنے کے خریدین روپیہ فوراً عنایت کیا
مجھسے اون جناب سے بہت ہی تھوڑی ملاقات تھی جو کچھ اون جناب نے مہمان نوازی
فرمائی ہے مین نہایت ممنون و مشکور ہون اور رہونگا کلکتہ مین مین مشاعرونمین شریک
ہوا نہایت مہمان نوازی و مسافرنوازی فرمائی میری نہایت مدح کی اور قدر فرمائی مین جناب
جعفری صاحب رنجور شمس العلما مع حضرات شعرا اون جناب کا شکریہ ادا کرتا ہون میرے
معزز دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم اے۔ لکھنوی نے ایک مشاعرہ میرے واسطے منعقد کیا
مدرسۂ عالیہ مین بہت بڑا مشاعرہ تھا جسکے پریسیڈنٹ جناب نصیر الممالک صاحب
عارف تھے مینے اوس مشاعرہ مین دو غزلہ پڑھا اسکے علاوہ بھی مجھسے حضرات نے
متفرقات غزلین پڑھوائین میری نہایت عزت افزائی اور قدردانی کی بلکہ جو طالب علم
تھے رؤسا اور شرفا کے مدرسۂ عالیہ مین تشریف فرما تھے اونمین ماشاءاللہ قوت نقادی
پوری پوری تھی مین جملہ حضرات کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون میری اسقدر جو مدح
فرمائی اور قدر کی بلکہ اس شکریہ کے عوض مین مین اونکا دعاگو ہون یہ سب اثر میری معزز

دوست جناب مرزا ابوجعفر صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر کی تعلیم کا ہی کہ وہ صاحب زادے
ایسے نقاد سخن ہین بعد ختم مشاعرہ جناب مرزا ابوجعفر صاحب نی ایک تقریر فرمائی جسکا
حاصل یہ ہے کہ شفیق صاحب کا دیوان چھپ جانا چاہئیے دیوانکی قیمت مبلغ دو روپیہ
روپیہ حضرات خریداران کو پیشتر عنایت کرنا چاہئیے بلکہ مجھسے جناب نی یہ فرمایا کہ مین
مبلغ چارسو روپیہ فراہم کردونگا امید ہے کہ بعد دیوان چھپنے کے وہ جناب خریدار دوسری
فراہم کرنیمین کوشش بلیغ فرمائینگی بیس جلدین جناب نصیر الملک صاحب نے
لینے کا وعدہ فرمایا ہی بیس یا دس جلدین نواب نصیر حسین خانصاحب خیال نے بھی
خرید فرمانیکا وعدہ فرمایا ہی دس جلدین جناب شیخ محمود علیصاحب رئیس لکھنؤ سوداگر نی
خریدین اور روپیہ مجھکو پیشتر عنایت کردیا بذریعہ منی آڈر دس جلدین جناب سید
محمد صاحب شاکی رئیس لکھنؤ ساکن حال کلکتہ محلہ بباری روڈ کلکتہ نے لینے خریدین اور روپیہ
مجھے پہلے عنایت کردیا دس جلدین جناب حکیم محمد صادق صاحب رئیس لکھنؤ ساکن
حال کلکتہ نے نصف قیمت مجھے قبل عنایت فرمائی دس جلدین میرے معزز دوست حاجی صاحب
سوداگر رئیس دہلی ساکن کلکتہ محلہ کولوٹولہ نے بھی خرید فرمائین مجھکو نصف قیمت بھی عنایت فرمادی
مین ان حضرات کی قدردانی کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون جناب عارف یعقوب صاحب
ملک التجار ساکن حال کلکتہ امرتلہ گلی نمبر ۲ ان جناب نی بھی سو جلدین لینی کا وعدہ فرمایا ہے
مجھے امید ہی ان جناب سی کہ وہ ضرور ایفائے وعدہ فرمائینگی میرے دیوان چھپوانیمین
جناب سید علی محسن خان عرف ننھی آغا صاحب آبر لکھنوی اور جناب شاہزادے محمد وصی علیخان
عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی ان دونون صاحبون نی اپنا بہت وقت صرف کیا
مین نہایت ان دونون حضرات کا ممنون و مشکور ہون اسمین سی ایک جناب میرا کلام
پڑھتے تھے مین اور جناب آبر سنتے تھے جہانپر ان دونون صاحبونکی رائے ہوتی تھی مصرع
بدلنے کی یا لفظ رکھنے کی مین افضال الہی سی فوراً مصرعہ بدل دیتا تھا اور لفظ بھی رکھدیتا تھا

بلکہ جناب وصف صاحب نے بارہا مجھسے فرمایا کہ اس مصرعہ کو اس ترکیب سے نظم کر لو
مینے افضال الہی سے اونکے خیال سے الگ ہٹ کر مصرعہ نظم کیا جہان لفظ کی ضرورت
ہوئی جناب وصف نے پانچ چار لفظونکے نام لئے مجھکو خداوند کریم نے اون لفظونسے
جداگانہ لفظ عنایت کیا میرے دیوان مین افضال الہی سے سوائے جناب اوستاد
مدظلہ العالی کے اور کسی شخص غیر کا کوئی مصرعہ یا لفظ نہین ہے اسکے شاہد جناب وصف صاحب
اور جناب آبر صاحب ہین حضرات ملاحظہ فرمائین مجھے اوستادونکے کلام سے کوئی مدد نہین
پہونچی کیونکہ مین ایک ان پڑھ ہون میری نظر سے کسی دیوانکا ایک لفظ بھی نہین گذرا مجھے
دوسرونکی نظم سے کیونکر فائدہ پہونچتا یہ جو کچھ خداوند کریم نے مجھے علم سینہ یا قوت نظم عنایت
فرمائی ہے یہ میرے رسول اُمی کا تصدق ہے مین امید کرتا ہون کہ حضرات متفرقات نظم دیوان کو
بھی ملاحظہ فرمائین گے مکرر گذارش کرتا ہون ساکنان ہندوستان سے اور اپنے معزز ناظرین سے
کہ اگر میری ہر نظم و نثر کو بشوق خرید فرمائین گے تو انشاءاللہ الرحمن اپنی عمر کا بقیہ حصہ اپنی لکھنین
اشغال مین صرف کرونگا جو کچھ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے عنایت فرمائیگا پیش کرتا
رہونگا- شعر مے گویم بہ از قند و نبات ٭ من غذا انم فاعلاتن فاعلات ٭ جن حضرات نے تقریظین
یا قطع تاریخ میرے دیوان کی عنایت فرمائے ہین مین اون حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون
جو حضرات ہندوستان میرے دیوانکی جلدین خرید فرمائین گے مین نہایت ممنون ہونگا اور مجھے
امید ہے کہ مین رؤسائے لکھنو یا شرفائے لکھنؤ کی خدمتمین عرض کرتا کہ قبل دیوان چھپنے کے مجھے قیمت
عنایت ہوجائے یقینی وہ حضرات مجھکو عنایت فرماتے مگر میرا خیال یہ ہوا کہ بعد چھپنے کے مین
اون حضرات کی خدمتمین حاضر کرونگا مین دو تین مہینے سے علیل بھی ہون اس سے مین اون
حضرات کی خدمت سے محروم رہا میرے دوست نواب سجاد علیخان صاحب سجاد عرف
منے نواب صاحب ان جناب نے بھی مجھسے دس جلدین خرید فرمائین اور روپیہ مجھکو قبل مین دیدیا فقط
سید احمد حسین عرف ننھو شفیق بدترین خلایق خادم الاحباب لکھنؤ سفید گنج دریوالی گلی

تقریظات بحساب تہجی

حاصل طبع جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج لکھنوی

باسمہ سبحانہ وتعالے شانہ

شفیق بالتحقیق وصدیق بالتصدیق جناب شفیق کا بعض کلام فصاحت نظام مینے سنا زبانکی خوبی بیان کی خوش اسلوبی دونون دلکش پیرایہ مین ہین مین متحیر ہون کہ ان دونون کسی کو ترجیح دون

عبدہ وابن عبدہ احقر محمد جعفر اوج بقلمہ

تقریظ از نتیجہ فکر جناب نواب حامد علیخان صاحب حامد بیرسٹر ایٹ لا

سید احمد حسین عرف نتھو صاحب متخلص بہ شفیق لکھنؤ کے رہنے والے ہین ۱۲۸۵ھ مین مفتی گنج وری والی گلی مین پیدا ہوئے حضرت امام موسی رضا کی اولاد مین ہین انکے والد جناب حاجی سید علی حسین صاحب مرحوم اور دادا جناب سید صادق علی صاحب مرحوم زبردست عامل تھے پڑھے لکھے نہ تھے سید احمد حسین جاہل مطلق نہین بلکہ یون کہون تو بجا ہوگا کہ آبائی جاہل ہین ایک لفظ کسی زبان کا نہ لکھ سکتے ہین اور نہ پڑھ سکتے ہین اپنا نام تک نہین لکھ سکتے لیکن ہر صنف سخن مین شعر کہتے ہین رباعی۔ سلام۔ مرثیہ۔ قومی نظمین۔ مخمس۔ غزل۔ سب کچھ کہتے ہین اور خوب کہتے ہین۔ بیشتر غزل کہتے ہین پہلے پہل جو شعر کہا وہ یہی شعر ہے پکڑ کر پھیلا دیا یون بلبل کو گلشن سے دبائے بال و پر مٹھی مین اور منقار چٹکی مین ۔ جب یہ شعر کہا ہے انکی عمر نو یا دس برس کی ہوگی شعر مندرجۂ بالا بھی اوسی زمانہ کا ہے۔ حضرت آنیس کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید لکھنوی کے جو اپنے رنگ مین مرثیہ غزل وغیرہ مین مثل و نظیر نہین رکھتے دشاگرد ہین جو لفظین اوستاد بنا دیتے ہین وہ یاد رکھتے ہین اور جو کاٹ دیتے ہین وہ بھول جاتے ہین کئی برس سے اصلاح نہین لیتے کہ اب اصلاح کی ضرورت باقی نہین رہی۔

کہنے کا انداز یہ ہے مصرع طرح یاد کر لیا قافیہ و ردیف کسی سے پوچھ لئے شعر کہنا شروع کیا

اور کسی نہ کسی سے لکھوا لیا شفیق شعر بہت جلد کہتے ہین سر جھکایا اور مضمون فکر کے سانچے
مین ڈھل گیا طبیعت ہر وقت حاضر رہتی ہی گویا فکر کرنے کی ضرورت ہی نہین پڑتی دو
برس سے زائد ہوئے ایک دن محلہ اُچلینی بازار لکھنؤ مین مجھسے ملنے آئے مین اس زمین مین
غزل کہہ رہا تھا - راز کا - ساز کا - پوچھا آپ کیا کر رہے ہین مینے جواب دیا کل مشاعرہ ہے
غزل کہہ رہا ہون کہا سنائیے مین نے مطلع پڑھا مطلع ٭ کس سے ادا ہو شکر ہو بندہ نواز کا
ہر چیز مین شعور دیا امتیاز کا ٭ تعریف کی اور بہت تعریف کی معلوم ہوتا تھا کہ تعریف
کے ساتھ ہی ساتھ فکر کرتے جاتے ہین اتنی ہی دیر مین مطلع کہہ لیا اور پڑھا افسوس مجھکو
یاد نہین رہا شفیق کے دیوان مین موجود ہوگا مینے داد دی لیکن میری داد مین فکر شعر
شامل نہ تھی پھر مینے یہ شعر پڑھا ٭ کس منہ سے دوستونکے کھلا راز دان ہون ہم ٭ دشوار
جب چھپانا ہوا اپنے ہی راز کا ٭ اس شعر کی تعریف شفیق نے ختم نہین کی تھی کہ ایک شعر
اسی زمین قافیہ ردیف مین موزون کرکے پڑھا وہ شعر بھی مجھکو یاد نہین پھر مینے یہ
شعر پڑھا شعر ٭ بیمار کیطرف تو کوئی دیکھتا نہین ٭ منہ تک رہے ہین غور سے سب چارہ ساز کا
فوراً اس قافیہ مین بھی شعر کہا - الغرض تمام قافیہ شفیق نے دریافت کئے - قوافی متفرق تھے
میرے سامنے ایک پرچہ پر لکھے ہوے رکھے تھے مینے قوافی بتانے شروع کئے اور
شفیق نے غزل کہنا ایک شعر مجھکو یاد ہی جتنا پرانا مضمون ہی میری زمین بندش نے
اُتنا ہی نیا کیا ہی شعر موسیٰ چلے ہین طور کی جانب اوٹھائی سر ٭ کچھ بھی نہین خیال نشیب و
فراز کا ٭ شفیق علم موسیقی سے واقف ہین اور بعض اوقات غزل کے پڑھنے مین اسکا پتہ
چل جاتا ہی - چند سال ہوئے مینے ایک مضمون شفیق پر لکھا تھا اُس مضمون مین یہ تحریر کیا تھا
کہ اگر غزل کا پرچہ اتفاقاً سیدھا ہاتھ مین آگیا تو آگیا ورنہ اولٹا ہی ہاتھ مین لیتے ہین
کسی سے اس مضمون کو شفیق نے پڑھوا کر سنا اوسدن سے مطلع پر نشان بنو لیتے ہین
حافظہ نہایت قوی ہی قریب سب اپنا کلام یاد ہی - اہل لکھنؤ گھر سے باہر قدم نہین

رکھتے لکھنؤ پر دل سے فدا ہیں پر اہل لکھنؤ کی وہی حالت ہی جو ناسخ کی تھی مصرع لکھنؤ مجھپر فدا ہی مین فدائے لکھنؤ۔ لیکن لکھنؤ پر ایسی تباہی آئی ہی کہ باوجود اسقدر حب وطنی کے ہمینے کوئی ایسا شہر یا قصبہ ہندوستان مین نہین دیکھا جہان کوئی نہ کوئی اہل لکھنؤ نہ ملا ہو ہزار ہا بلکہ بلا مبالغہ لاکھون آدمی لکھنؤ سے نکل گئے۔ لکھنؤ خالی ہوگیا یہ مین کیا کہنے لگا یہ کہتا تھا کہ لکھنؤ مین اب بھی ایسے لوگ موجود ہین جو کانپور تک بھی تشریف نہین لیگئے لیکن شفیق نے کانپور۔ الہ آباد۔ بریلی۔ رامپور۔ میرٹھ۔ متھرا۔ سہارنپور۔ بنارس دہلی۔ پٹنہ۔ بھاگلپور۔ مرشدآباد۔ مونگیر۔ کلکتہ۔ بمبئی وغیرہ وغیرہ کی سیر کی ہی اور اس سیر سے اونکی شاعری پر بھی اثر پڑا ہی افسوس اونکا کلام میرے پاس نہین ہے صرف ایک غزل ہی ورنہ اسی حالت مین کہ ۱۸ برس سے مرض ذیابیطس مین اور کئی روز سے جاڑے کے بخار مین مبتلا ہون پلنگ پر لیٹے لیٹے یا بیٹھے بیٹھے اونکے کلام کی بابتہ رائے زنی کرتا اب اوسی ایک غزل کے چند اشعار کی طرف ناظرین کی توجہ منعطف کرنے پر اکتفا کرتا ہون مطلع ملاحظہ ہو **مطلع** آنکھ لڑتے ہی جگر کے پار پیکان ہوگیا ہم تو سمجھے فیصلہ تیرا رگ جان ہوگیا + اور یہ مطلع بھی کس زور کا مطلع ہے

مطلع

آہ کی پر ضبط بھی تا حد امکان ہوگیا	آج میرا راز ظاہر در پنہان ہوگیا

یہ شعر بھی سننے ایک جاہل مطلق اور یہ شعر خدا کی شان ہی۔

شعر

کیا مری عمر دو روزہ بھی مصیبت سے کٹی	شرم آتی ہی مجھے کس کس کا احسان ہوگیا

اس مردہ مضمون مین از سر نو جان ڈالی ہی گستاخ کیا اچھی لفظ ہاتھ آئی ہے

شعر

پہلے ہی سے کسقدر دست جنون گستاخ تھا	دامن یوسف بھی وحشی کا گریبان ہوگیا

لفظ نام نے اس شعر کو بنا کر دیا۔ یہ لفظ اور اوس شخص کو ملے جو الف کا نام نہین جانتا

شعر

قتل اسد رجب کئے عشاق کوئی حد نہین | آپ ہی کے نام کا شہر خموشان ہو گیا

یہ شعر بھی کیا خوب شعر ہی۔

شعر

اقربا روتے ہین کیون انکو بھی ہنسنا چاہتے | میرے مرجانے سے میرا راز پنہان ہو گیا

راز پنہان کے ٹکڑے نے کیا لطف پیدا کیا ہی۔

اس شعر مین کیا اثر کوٹ کوٹ کر بھرا ہی۔

شعر

آج ملک تمین کیسی بستیان سنسان ہین | دل کے مرجانے سے سارا شہر ویران ہو گیا

مقطع سنئے۔

مقطع

وہ بھی کہتے ہین تعجب ہی مجھے اس بات کا | عشق مین میرے شفیق ایسا غزلخوان ہو گیا

سچ ہے۔ شفیق۔ جو وہ کہتے ہین وہی سب کہتے ہین ہمکو بھی تعجب ہی ایک جاہل مطلق انپڑھ اور ایسا شاعر شفیق تمھاری نظیر نہین تم خود ہی اپنی نظیر ہو دل سے دعا نکلتی ہی

تم سلامت رہو ہزار برس | ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

امروہہ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء

خاکسار حامد علی

تقریظ از حلاوت زبان کلک جناب پنڈت برج نراین صاحب چکبست لکھنوی

شفیق بندہ تسلیم

مجھے سخت افسوس ہی کہ مین تعمیل ارشاد سے معذور رہا اور آپکے دیوان کیواسطے قطعۂ تاریخ نہ کہہ سکا مینے آپکا کلام بارہا شوق سی پڑھا ہی اور سنا ہی - شعرا کے لیے کہا گیا ہی کہ شاگردان الٰہی ہین اگر واقعی کسی کے لئے یہ لقب موزون ہو سکتا ہی تو آپ کے لئے آپکے کلام کی شستگی اور لطافت قدرتی ہی - اور تصنع سے آزاد ہی مجھے کامل یقین ہی کہ آپکے کلام کا مجموعہ نظم اردو مین قابل قدر اضافہ ہوگا اور نہایت شوق سی پڑھا جائیگا

چکبست لکھنوی

۱۴ - جنوری سنہ ۱۹۱۶ع

تقریظ دیوان ہذا از گہرباری خامہ جناب مولوی مرزا محمد ہادی عزیز لکھنوی

یہ بات مسلم ہی کہ شاعری فطری چیز ہے اکتساب سے اسکو کوئی علاقہ نہین شاعر صرف مدرسہ الٰہی مین تعلیم پاتا ہی مناظر قدرت اوسکی جذبات کو برانگیختہ کرتے ہین اور یہی آیات الٰہی اوسکا تعلیمی نصاب ہین موجودات عالم مین صرف شاعری مین قوت ودیعت ہی کہ وہ طبقات عالم کو درہم وبرہم کر دے اوسی کی فکر مین دریاؤن کا جزر و مد پنہان ہی شعر کی حقیقت پر اون لوگون نے پردہ ڈال دیا ہی جو اوسکو حقیقی محل پر استعمال نہ کر سکے عصر موجود مین شعر و شاعری کا کوئی معیار باقی نہین رہا اور اوسکی اہمیت کا انکشاف بعض سطحی نظر نہ کر سکین صحن عالم مین صرف شاعری یہ رجز پڑہ سکتی ہین -

من نیستم آن سالک کونین سپرم	از بختہ جوہر قدس است خمیرم
آن تشنہ قدم کہ زلب تشنگی وحی	جبرئیل در آید بحرمگاہ ضمیرم

ہمارا مشاہدہ ہی کہ فضلا سے جو شعر موزون نہین پڑھے گئے وہ اکثر جاہل اور کمسن بچون نے

بلا تکلف پڑھ دیئے، یا بہت سے شاعر دیکھے جو دن رات اس فن سے شغل رکھنے پر بھی
شعر کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکے یہیں سے شعر کی استعداد کا خداداد ہونا مسلّم ہے
شاعری مطالعہ نفس کا نتیجہ ہے اور انسانکا ما فی الضمیر فقط شاعر کا قلمرو ہے۔

عرب جاہلیت میں صرف شاعری اوس قوم کے لئے طرۂ امتیاز تھی اونکی مرصع
نظمیں کعبہ کی مقدس دیوار دنکا طوق گلو تھیں سوق عکاظ اونکی نواسنجیو نسے
گونجا تھا قبایل کی باگیں اونکی ہاتھوں میں تھیں اگر وہ کسی قبیلہ کو برانگیختہ کرنا چاہتے
تو ایک شعر اونکا جرار لشکروں کا کام دیتا تھا جب کوئی شاعر پیدا ہوتا تھا تو قبیلہ کی
عورتیں جمع ہو کر فخریہ گیت گاتی تھیں اور اوسکو مبارکباد دی جاتی تھی قبیلہ کی موت اور
زندگی فقط شعر سے وابستہ تھی۔

نظم کر لینا اور صاحب دیوان ہو جانا آسان ہے مگر شاعر ہونا اختیار سے باہر ہے بہت سے
صاحب دیوان شاعر ایسے ہیں جو بتکلف شاعر بنے اور اونھوں نے مختلف چمنوں سے
گلچینی کر کے ایک گلدستہ تیار کر دیا مگر پھولونکی ڈالیوں کو مناسب مقام پر نہ لگا سکے
نہ اوس گلدستہ کو مرتب کر سکے بلکہ اونھوں نے اصلی باغبانکی ریاضت کو بھی خاک میں ملا دیا
نظم کا ذوق فطری ہوتا ہے اس دعوی کی برہان میں میں اپنی شفیق دوست سید محمد حسین صاحب
کا دیوان پیش کرتا ہوں باوجود اپنی بے سوادی کی نظم کرنے میں باسواد اور اکثر ناظموں سے
ممتاز ہیں اور ملکہ خاص رکھتے ہیں کلام میں آمد زیادہ ہے آورد بہت کم جو ادب میں ایک
بڑی صفت ہے گو یہ دیوان بتمامہ میری نظر سے نہیں گذرا لیکن اسکا اکثر حصہ میں نے وقتاً فوقتاً
سنا اور لطف اندوز ہوا شفیق کی خصوصیات میں یہ بات قابل ذکر ہے جسنے اونکو تمام
افراد میں ممتاز کر دیا ہے کہ پڑھے لکھے نام کو نہیں مگر نظم کرنے میں نہایت حاضر طبیعت ہیں
معاملہ بندی اور جذبات سے کلام خالی نہیں ہوتا شفیق نے اس عصر کے شعرا سے خراج تحسین وصول
کیا ہے امید ہے کہ ادبی دنیا میں اسکا دیوان قبولیت عام حاصل کرے۔

عزیز لکھنوی

تقریظ از مضمون زیری خامۂ جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب آصف
لسان الفصحا بجا ہی جو جناب سید احمد حسنین عرف نھنو صاحب شفیق لکھنوی کو کہا جاے

اس لیئے کہ زبان مادری انکی زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو سی یہ بخوبی
واقف۔ اگرچہ مطلق نہ لکھے نہ پڑھے لیکن وہ خاص صفت جو ایک زبان اردو کے
جاننے والے مین اعلیٰ پیمانہ کی ہونا چاہیئے ہے انمین خاطر خواہ موجود ہی میرے خیال مین
مبصرین ضرور تنقیدی نظر ڈالین گی اور نہایت متانت سی کام لین گی کہ یہ جملہ مذکور
کس لیئے جناب شفیق لکھنوی کیطرف منسوب کیا گیا جو کہ بحیثیت انصاف ایک
امی خصال ہین تو ایسی حالتمین ہر استند جواب یہ کافی ہو سکتا ہی کہ جناب شفیق
لکھنوی حد زبان اردو و نیز اصطلاحات زبان اردو اور فطری مذاق اصناف
نظم و نثر اور تخئیل جذبات طریقۂ زبان مذکور مین بہت ہی بہتر ہین۔ اگر اس حالت پر
بھی لجناب شفیق لکھنوی اس خطاب مذکورہ بالا کے مستحق نہ سمجھی جائین تو وہ واقعی
بیجا حق تلفی ہی۔ انکی عظمت پاکیزہ خیال و نیز سیاست زبان اردو محتاج بیان نہین ہے
کیونکہ فی الحال یہ اپنی آپ ایک نظیر ہین اور خیال تخیف مین مشکل ہی ایسا شخص ممکن ہونا۔
جناب شفیق اپنے حد مذاق اردو شاعری کی ایک رکن خاص ہین۔ ناقدان فن یہ دلیل
نہ خیال کرین کہ اس خطابی جملہ سے نخیف کا کیا مطلب ہی محض اس غرض سی کہ دنیا مین
ایسے ایسے لوگ بھی موجود ہین جنھون نی اس ذی برگی و بے سامانی علم پر اس حد کی مرکزی
تحقیق اور فصاحت کا مادہ اپنی مین پیدا کر لیا ہی جناب شفیق لکھنوی کی شاعری مین
جناب انیس مرحوم کا رنگ بھی اکثر مضمر ہے اثر۔ درد۔ عشق۔ ہجر۔ وصل۔ رنگ
جذبات علی الخصوص مذاق سلیم متعلقہ زبان اردو تو خاص انکا حصہ ہی۔ کوئی شخص غیر
جو جناب شفیق لکھنوی کی ماہیت سی واقف نہو وہ انکا کلام سنکر یہ نہین بتا سکتا ہی
کہ یہ واقف اسرار فن شاعری و ماہر اصناف عروض و نظم و نثر نہین ہین۔ اس حد کا

تو مذاق سلیم انسان اپنے مین پیدا کرلے جناب شفیق لکھنوی کا انہماک شاعری اس پیمانہ پر ہوگیا
کہ جسنے انکو اس خطاب مذکورۂ بالا کا مستحق بنا دیا۔ جناب شفیق لکھنوی نے تجدید تنقیم
زبان مذکور کسی طرحکا ایثار و نیز اعتکاف مذاق خیالات شخص دیگر اپنی ذات سے وابستہ
نہین کیا۔ بلکہ ہمیشہ ایسے اوقات پر انکی طبع مایل بانحطاط رہی۔ ہمیشہ یہ خیال رہا اور
یقینی رہیگا کہ اپنے کلام مین ترکیب زبان فارسی یا ادق الفاظ عربی و نیز فارسی کا کثرت
تصرف نہونا چاہئے کیونکہ ہندوستان زبان مذکور مستقل طور پر باقی نرہیگی میرے خیال سے تو
جناب شفیق لکھنوی ضرور خطاب مذکورۂ بالا کے مستحق ہین۔

وصف لکھنوی

از کرشمۂ فن طبیعت جناب نواب سید محمد ذکی خانصاحب ہاتف لکھنوی

ان اللہ علی کل شئ قدیر

شکر ہے اوس خداے واحد و قادر کا جسنے باوجود جسم و جسمانیت سے بری ہونیکے
ایک لفظ کن سے تمام موجودات عالم کو خلق فرما کر نعمات متعددہ و مختلفہ سے متنعم فرمایا
کلام پیدا کیا اور جس شے مین چاہا قوت گویائی عطا فرمائی۔ جیسا کہ موسی عمران کو عالم
وجود مین بھیجتے ہی نطق بھی عطا فرمایا۔ اور قابل نعت ہے وہ رسول اُمّی جسنے بمصداق
ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ کوئی کلام نہ کیا لیکن اوسکے لئے خداے
قادر نے تمام نباتات و جمادات وغیرہ مین قدرت سلام و کلام عطا فرمادی بعینہ
اسی طرح قابل نعت ہے بقیۂ نور رسول یعنے حضرت سید المرسلین کا نفس۔ چچازاد
بھائی وصی و جانشین حقیقی جسنے دنیا مین جلوہ فرما ہوتے ہی تمام صحف سابقہ کی
مع قران کریم جو اوس وقت تک نازل بھی نہ ہوا تھا تلاوت فرمائی اور بہ فصاحت
تمام رسالت حضرت پناہی کی شہادت دی لاکھ لاکھ درود و سلام ہو اوس پر او نکی

آبائے طاہرین پر اور اونکی اولاد معصومین پر کہ میرے دوست جناب سید احمد حسین صاحب
شفیق لکھنوی کا دیوان مسمیٰ بہ عطیۂ الٰہی طبع ہوکر باعث اظہار قدرت پروردگار عالم ہوا۔ حضرات
سرزمین لکھنؤ قدرتاً کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ مرکز علوم ہوگئی۔ ایسی کہ مشرقی علوم وفنون کے تمام
اصناف مین ہر شخص یہانکا گل سرسبد ہوا۔ اور مذاق شعری کو تو یہانکی آب وہوا کچھ ایسی راس آگئی ہے
کہ جسکی کوئی حد نہین اوسپر طرہ متقدمین کی کوششین اور موجودہ صاحبان زبان وارباب
حق کی صحبتون کا اثر۔ باہتمام تمام مشاعرونکا ہونا اور زبان کو زندہ رکھنے کے اذکار کا سلسلہ
رہنا وغیرہ وغیرہ بھی وہ اسباب ہین جنسے سرزمین لکھنؤ پر بہتر سے بہتر شعرا ہر زمانے مین پائے
گئے اور انشاء اللہ یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ نتیجہ یہ کہ ہر طبقہ مین شاعرانہ مذاق کافی طور
داخل طبیعت ہوگیا ہے اور بلا جنبہ داری کے کہہ سکتا ہون کہ کیا عجب ہے کہ یہ امر بھی لکھنؤ کے
مخصوصات مین شامل ہو۔

مثال مین جناب شفیق تلمیذ جناب رشید لکھنوی مدظلہ موجود ہین جو فی الواقع جاہل محض ہین حتیٰ کہ
اپنا نام بھی نہ لکھ سکتے ہین نہ پڑھ سکتے ہین۔ لیکن قدرت کیطرفسے کچھ ایسی طبع رسا مرحمت
ہوئی ہے اور ایسا مذاق سلیم عطا ہوا ہے کہ آج آپکے سامنے ممدوح کا دیوان موجود ہے جو اونکے
تصانیف کا نمونہ ہے۔ بڑی خوش قسمتی یہ کہ اوستاد بھی ملا تو شفیق اور اصل یہ ہے کہ قدرتنے
ایک جاہل کو قدرت کلام فصیح عطا فرمائی پھر لکھنؤ کو ایسے شخص پر فخر ہونا بیجا نہین ہے مذاق
شعری کی حالت یہ کہ غزل مرثیہ۔ سلام۔ رباعی۔ قصیدہ۔ قومی نظم۔ وغیرہ وغیرہ غرضکہ تمام
اصناف شاعری مین لکھنؤ ایسی معیار الکلام مقام پر خاص طور پر نام پیدا کرلیا۔ ایسا کہ ناواقف
اصحاب محض کلام سنکر نہین پہچان سکتے کہ یہ شخص جاہل ہے غرضکہ اس دیوانکے ملاحظہ سے حضرات انکو
کافی طور پر اندازہ کرنیکا موقع ملیگا کہ باوجود مٹی ہوئی حالت کے لکھنؤ ابتک اپنی وضع کا
کس آن بانسے پابند اور اپنی زبان پر کیونکر قبضہ کئے ہوئے ہے۔

العبد المذنب

سید محمد ذکی علیخان عفی عنہ خلف عالیجناب نواب معز الدولہ احتشام الملک سید محمد تقی خان بہادر اسد جنگ مغفور رئیس نگرام لکھنؤ

ع

از جوہر طبع جناب پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب مرزا لکھنوی بی - اے

جناب نخو صاحب شفیق کا دیوان لکھنؤ کا معجزہ نہین تو کیا ہے کلام کا عیوب سے پاک ہونا کوئی خوبی نہین ہی بلا تصنع کل محسنات کلام سے آراستہ ہونا اور پھر سوا دخوانی و خطی سے شاعر کا عاری ہونا البتہ کمال ہے بیشک لکھنؤ کی زبان شاعری کی جان ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کا ایمان ہے اب بھی اگر امتحان منظور ہو لکھنؤ کی کسی شریف خاندانون کی باتین سنو پھر مطول اور مختصر کے ورق اولٹو دیکھو جو کچھ سکاکی نے لکھا ہے ہماری زبان نے اوسکا عطر کھینچ لیا ہے اسمین شک نہین کہ لکھنؤ اس گئے گذری وقت مین بھی جو کچھ ہی غنیمت ہی - مگر نخو صاحب کا دیوان محض لکھنؤ کی زبان اور شریف خاندانکا جوہر نہین ہی خداداد موزونی اور اور طبیعت کے لگاؤ کو بھی دخل ہی ورنہ ہر گلی کوچہ مین لکھنؤ کے دو ایک شاعر ہوتے یہان تو صرف ایک شفیق ہی شفیق نظر آتے ہین نخو صاحب کا کلام کوئی معمولی بات نہین ہے اوستادانہ کلام بلکہ کمال ہے اہل سخن دیکھین گے اور وجد کرین گے پڑھین گے اور داد دینگے دلون سے آہ نکلے گی اور زبانون سے واہ اس سب پر طرہ یہ ہے کہ پر گو اور لطیف گو دونون ایک ہی شخص مین جمع ہین طرح دیدو غزل کہلوا لو یہ تو کوئی بات ہی نہین اکثر شکی مزاجون نے امتحان بھی کر لیا جو ہمنے لکھا ہے ویسا ہی پایا -

حررہ ہادی

ع

نوٹ - چونکہ یہ تقریظ دیر مین وصول ہوئی لہذا درج سلسلہ نہ ہو سکی -

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آبر لکھنوی

ایسے دیوان کی تعریف مین اور کیا لکھئے
قابل نازش اردوے معلا لکھئے

دیوان شفیق از بائے بسم اللہ تا تائے تمت میری نظر سے اچھی طرح گذرا وجہ اوسکی یہ ہی کہ جب مصنف نے نظر ثانی شروع کی تو مسودات غزلیات مین ہی پڑھتا جاتا تھا وہ سنتے جاتے اور جابجا حک و اصلاح کرتے جاتے تھے جناب شفیق کی پر گوئی اور زود گوئی کا اسکے پہلے بھی مجھکو چند مرتبہ تجربہ ہو چکا تھا اکثر مشاعرونکی غزلین ساتھ کہنے کی نوبت آئی ہی جتنی دیر مین یہان ایک شعر ہو وہ دو تین شعر کہہ چکے ایمین شاعرانہ قوت مشقی نہین بلکہ خداداد ہے اصناف سخن پر ایک ہی طرح کی قدرت و ملکہ ہی باستثناے تاریخ کہ الف بے ہی نہین پڑھے حروف ابجد کے اعداد کیا جانین ہان صوری تاریخ بھی کہہ سکتے ہین غرضکہ مین کہہ سکتا ہون کہ شفیق ایک ہمہ تن شاعر ہین اور لکھنؤ کے تمام شعرا مین ایک ممتاز نظر سے دیکھے جاتے ہین اور خوش گو بھی اس حد کے کہ مجھے نہین یاد آتا کہ شفیق جب مشاعرہ مین پڑھے ہون اور بخوبی داد نہ ملی ہو یہی وجہ ہی کہ فہرست خوش گویان لکھنؤ مین انکا بھی شمار ہے شفیق کی ذات علاوہ کمال شاعری کے چند در چند صفات سے اور بھی متصف ہے جو شخص سیدھی اولٹی عبارت نہ پہچان سکے اوسکی بول چال ایسی صحیح و درست کہ پڑھے لکھونکو تعجب ہو کیا مجال جو فک اضافت ہو یا غیر فصیح جملہ زبان سے نکلے روزمرہ وہی جو ثقات شعرا کا ہونا چاہئے ایک یہ بھی صفت ہی کہ اوس اکثر اہل لکھنؤ پر جو زمانے کے بگڑنیکا اثر پڑا ہی انپر مطلق نہین ہی یعنے انکی زبان وہی لکھنؤ کی اردوے معلی ابھی تک باقی ہی حافظہ ابتک ایسا قوی کہ ہمیشہ پوری غزل پڑھتے وقت یاد ہوتی ہی ایک شعر نہین بھولتے طرفہ بات یہ ہی کہ جب اوستاد سے اصلاح لیتے تھے جب اصلاح بھی اوسی طرح بے روک صفائی سے پڑھ جاتے تھے جیسے اپنا کلام شفیق خلص

نوٹ۔ چونکہ یہ تقریظ دیر مین وصول ہوئی لہذا درج سلسلۂ تہجی نہو سکی۔

متواضع خوش مزاج وطن دوست اور بندہ دوست پس پشت اپنے دوست کے علاوہ غیر کو بھی برا نہین سن سکتے مزاجمین شوخی و ظرافت بھی ہی افسوس کہ شفیق نے اپنا ظریف کلام نہین رکھا ورنہ وہ بھی ایک مجموعہ دلچسپ ہوتا باشندگان لکھنؤ مین ہر طبقہ میں ممتیاز انکو اک طرحکی ہر دل عزیزی حاصل ہی جواہر کی تجارت کرتے ہین اچھا شعر پرکھنے مین بھی وہی ملکہ ہے جیسا کہ جواہر پرکھنے مین نگاہ ہے منصف مزاجی کی یہ حالت ہی کہ چاہی مبتدیکا شعر ہو مگر اچھا ہو تو یہ نہایت جوش وخروش سے داد دیتے ہین (عطیۂ الہی) کے پروف بھی مینے پڑھ کے منصف سے صحیح کیۓ علاوہ اون ردیفونکے جلنسے دواوین کی قدیم ترتیب کو تعلق ہے کوئی غزل میری نظر سے ایسی نہین گذری کہ جسمین تین چار شعر بہت اچھے نہ پائے ہون- تمام دیوان مین حضرت آتش کے رنگ کی جھلک نمایان طور پر نظر آتی ہی-

ع قبول خاطر ولطف سخن خدا داد است

آبر لکھنوی

غزل نعتیہ

بوقت نظم کافی ہی سہارا مجھکو یزدان کا
نمونہ اُسکی قدرت کا ہی مطلع میرے دیوان کا

مقابل ہو تو پھیکا رنگ ہو لعل بدخشان کا
نگین مہر سلیمان کا ہی مطلع میرے دیوان کا

بکے تھے مصر کی بازار مین تونے نبوت دی
عنایت سے تری یہ مرتبہ ہی ماہ کنعان کا

ترا الطاف تھا ہون عبد اور معبود مین باتین
اسی سے اوج یہ ہی مرتبہ موسی عمران کا

وہ کیا مردے جلا سکتے تھے تیرا حکم تھا خالق
ترے دم سے ہتا یہ بھی معجزہ عیسی دوران کا

تجھی نے شیر سے اُنکو بچایا اپنی رحمت سے
وگرنہ کون تھا تیرے سوا صحرا مین سلمان کا

بنایا تونے آدم کو ملائک نے کیا سجدہ
یہ تیری مصلحت تھی ورنہ یہ رتبہ ہو انسان کا

خلیل اللہ نے کعبہ بنایا ہاتھ سے اپنے
یہی معمار قدرت چاہیے تھا تیری ایوان کا

تجھی نے نوح کا بیڑا بچایا غرق عالم تھا
تجھی نے اُسکو دوکا اور توہی بانی تھا طوفان کا

بوقت قتل اسمعیل دنبہ بھیجا جنت سے
زمانہ مین ہوا چرچا جبھی سے عید قربان کا

تجھی نے لفظ کن سے دو جہان پیدا کیے یارب
تجھی سے زور چل سکتا نہین عالم کے سلطان کا

عجب محبوب ختم الانبیا پیدا کیے تونے
رسول پاک کو مالک بنایا دین و ایمان کا

اُسیکو مالک کوثر بنایا واہ ری قدرت
اُسیکی ملک ہی ادنی سی پورا باغ رضوان کا

اُسی سے معجزہ شق القمر کا ہو گیا پیدا
اُسی دن سے تو سینہ شق ہوا ہی ماہِ تابان کا

رسول پاک کے سب مرتبو نسی ہی توہی واقف
ترے راز و نیاز عشق مین کیا دخل انسان کا

مری عزت بچانا نظم کے میدان مین ای یارب
توہی رتبہ بڑھائیگا شفیق ایسے غزل خوان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیوان ہوا مرتب دیکھے گا اک زمانا
ان پڑھ ہوں مین الٰہی عزت مری بچانا

اک لفظ کن سے تیرا ہر چیز کا بنانا
جیسا کہ تو ہی خالق ویسا ہے کارخانا

یکتا ہے تو بھی خالق تیرا نبی یگانا
دنیا مین جس سے پایا اسلام نے ٹھکانا

سب منکروں کے ہاتھوں وہ ظلم کا اوٹھانا
یہ اوسکا قاعدہ تھا اخلاق کا نبھانا

تیرا پیام لیکر ہر سمت اوسکو جانا
تو دوست تھا الٰہی دشمن تھا اک زمانا

ایسے نبی کا یارب ایسا وصی بنانا
جسکو امام اوّل کہنے لگا زمانا

بچپن مین یہ نبی کے تھا فعل عاشقانا
دیدے کے اپنی جانین اسلام کو بچانا

ان سب نے منکروں کا ستھراو کر دیا ہے
کفار کو تھا مشکل جانوں کا بھی بچانا

ان کو ہی تو نے دی تھی ایسی صفت الٰہی
ہر دم جہاد کر کے کفار کو دبانا

ایمان کے چمن مین یہ معجزہ ہے ظاہر
نام کریم سنکر کلیوں کا پھول جانا

ایمان کے جو ہین بلبل وہ کر رہی ہین کوشش
اپنا بنا رہی ہین جنت مین آشیانا

ان کی زبان کی قوت زائد ہوئی الٰہی
اسلام کا ہے ڈنکا بلبل کا چہچہانا

انسان ہون یا کہ طائر آباد اونکو رکھنا
پڑھتے ہین ہر چمن مین جو تیرا ہی فسانا

اس طرح سے نبیؐ نے بویا ہی تخم ایمان
سنتے ہی نام خالق بیلونکا پھیل جانا

شاخین جہان مین اسکی ہر سمت کو گئی ہین
کس کو جہان مین آیا ایسا چمن لگانا

جتنے شجر ہین اسکے سب سرسبز ہو رہی ہین
کیا لطف ہو زمین پر سبزے کا لہلہانا

جو پنجتن کو تونے یارب دئے ہین رتبے
تونے اونھین بنایا تونے ہی اونکو جانا

کھیتی انھین کے دم سے اسلام کی ہری ہے
سینچا ہے اپنے خون سے ہر نرح دانا دانا

قوت علیؑ کی یہ ہے عالم مین آشکارا
وہ دست چپ سے اپنے خیبر کا در اوٹھانا

کچھ مصلحت تھی اسمین بولے نبیؐ علیؑ سے
کاندھے پہ میرے چڑھکر کعبے کے بت گرانا

بارہ امام بھی ہین ایسے امین یارب
تونے عطا کیا ہے اسلام کا خزانا

دنیا مین ایسی قوت کس کو ہوئی ہی حاصل
سب سے بلند پایا ان کا ہی آستانا

اتنا خیال رکھنا مخدومہ دو عالم
ہم ایسے عاصیون کو دوزخ سے تم بچانا

اوسکی خدائی بھر کا ہے اختیار تم کو
ہوگا تمھارا قبضہ جنت پہ مالکانا

پھر سب زیارتون سے روشن ہون سب کی آنکھین
میرا مع عزیزان کے ہو مدینہ جانا

بی بی اسی طرح سے حج سے بھی ہون مشرف
کونین کی خوزادی ہے عرض خادمانا

یارب ترے کرم کا کیا شکر یہ ادا ہو
تونے عطا کیا ہے کیا نظم کا خزانا

اچھا ہے یا برا ہے تیرا ہی ہے عطیہ
اسکو قبول کرنا ہے نظم جاہلانا

بے شبہ تونے اپنی قدرت دکھائی سبکو
میری زبان سے نکلین الفاظ عالمانا

معبود میرا تجھپر احوال سب ہے ظاہر
تیرے سوا کسی کو مینے کرم جانا

تیرے سوا نہین ہی میرا کوئی سہارا
دم بھر مین تو ہی دینا اتنا مجھے خزانا

جس سے کہ میری نکلین یارب ضرورتین سب
حاجت روا ہے عالم عزت مری بچانا

روشن ہی تیرے در پر بدست دعا ہون یارب
کیا بات تیرے آگے قوت مری بڑھانا

کس سے کہون الٰہی سنتا ہے کون میری
جو میرے کام آئے ایسا نہین زمانا

تیرے ہی در پہ یارب پھیلا ہی ہاتھ میرا
میرا بشکل سایل ہی تیرے در پہ آنا

عزت تجھی نے دی ہی ہے تو ہی اسکا حافظ
میرا بگڑ چکا ہے سارا ہی کارخانا

ہو غیب سی الٰہی سامان ایسا ظاہر
کچھ ایسی ہو ترقی دیکھے جسے زمانا

سب التجائین میری مقبول ہون الٰہی
دیکھون مین اپنے سر پر رحمت کا تیری آنا

یارب قبول کرنا صدقہ مین پنجتن کے
لا علم ہون الٰہی ہے مختصر فسانا

ان بڑھ شفیق یارب آیا ہے تیرے در پر
یہ ہو اثر سخن مین اچھا کہے زمانا

غزل نعتیہ

دعا میکش نے دی ہی پیکے پیمانہ محمد کا
قیامت تک رہو آباد میخانہ محمد کا

نبی سب گرد ہونگے آپ ہونگے بیچ مین بیٹھے
جنا مین ہوگا جب دربار شاہانہ محمد کا

سوا ذکر خدا کے اور کوئی بات کیا ہوتی
ملائک سے بھرا رہتا تھا کاشانہ محمد کا

پلائین گے سبھونکو جام بھر کر ساقیٔ کوثر
نبی سب دیکھنے آئین گے میخانہ محمد کا

گناہون کے سبب جا بے تو اوسکو کیا ضرر پہونچے
نہین وہ نور حق مین جل سکتا ہی پروانہ محمد کا

مے حب علیؑ پیکر بہار خلد دیکھےگا
چلے گا جھوم کر ایک ایک مستانہ محمد کا

عجب کیا ہے جو یہ عرش بریں بھی جھومنے لگتا
زمین وہ کیا ہے جسپر ہوگا کاشانہ محمد کا

خدا کا نام ہی لب پر چلا جاتا ہی جنت مین
کسی کی کچھ نہین سنتا ہی دیوانہ محمد کا

شفیق زار وہ جنت مین جائیگا خدا شاہد
سنا ہی گوش دل سے جسنے افسانہ محمد کا

اک جوانی کا سبب اور یہ ارمان ہونا
سخت مشکل ہی مری موت کا آسان ہونا

مین کہان نظم کہان جاہل مطلق ہون مین
اوسکی قدرت ہی مرا صاحب دیوان ہونا

کارگر پند و نصیحت نہین ہوتی اوسکو
جسکی تقدیر مین لکھا ہو پریشان ہونا

وقت زینت ہی مجھے اونیہ ہنسی آتی ہی
آئنہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا

یاد آتی ہین مجھے اونکی وہ بھولی باتین
خود مجھی کوسنا اور خودہی پشیمان ہونا

تو نے مجنون کے کف پا مین کیئے زخم بہت
تیرا پابوس بھی اے خار مغیلان ہونا

تو نے صیاد و قفس پر جو رکھی بھول تو کیا
موت بلبل کی ہی دوری گلستان ہونا

گر اسی طرح ہین غارت گر دنیا تری ظلم
میری نظرومین ہی عالم کا بیابان ہونا

ہر رگ دلمین مری روز خلش ہوتی ہی
اسمین ممکن ہی ترے تیر کا پیکان ہونا

ایک دن آنیکا اک سوے عدم جانیکا
رسم ہی خلق مین دوروز کا مہمان ہونا

دل یہ کہتا ہی مرا سلسلہ گیسو سے رہا
مین نے سیکھا ہے پریشانسی پریشان ہونا

ساکن ملک عدم شعبدہ یہ سیکھی ہین
خواب مین آئین کھلے آنکھ تو پنہان ہونا

یہ مرے کاتب قدرت نی مقدر مین لکھا
روز فرقت کا بعینہ شب ہجران ہونا

قیس نے دشت نوردی مین بسر اپنی کی
میری تقدیر مین تھا ساکن زندان ہونا

روشنی قبر پہ کردے کوئی اتنا بھی نہین
قہر ہے دل کا چراغ تہ دامان ہونا

اے جنون تیری ہی خصلت ہی مری رگ رگ مین
اب کبھی مجھسے نہ تو دست وگریبان ہونا

لاش بھی تیری گلی سے نہ نکلنے دیگا
ہجر مین دم کا مرے صورت ارمان ہونا

دل بیتاب مرا سینہ سے باہر آیا
ابتو ممکن ہی نہین راز کا پنہان ہونا

بولا جلاد کہ ہم باتونین کرتے ہین قتل
ہمکو شرماتا ہی شمشیر کا عریان ہونا

بیکسی کہتی ہی ویرانہ رہے اوس جا پر
جس سی ظاہر ہو کبھی گور غریبان ہونا

مجھکو عسرت مین حیا آتی ہی یارب اسکی
تیری موجودگی اور غیر کا احسان ہونا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ جاہل ہی شفیق
ہی بہت جائے عجب اسکا غزل خوان ہونا

وہ یہ کہتے ہین کہ ہر دلپہ ہے قابو اپنا
لڑتے ہی آنکھ اثر کرتا ہی جادو اپنا

یار گو پاس نہین دل تو نہین گھبراتا
درد کے صدقہ مین آباد ہے پہلو اپنا

پاس سے اوٹھکے وہ جانیکو ہین دل نالان ہے
کچھ سوا خانۂ ماتم سے ہے پہلو اپنا

ہم پئین یا نہ پئین غیر کو اک جام نہ دین
ابکی میخانہ پہ ہو جائے جو قابو اپنا

جگر امداد جو کرتا ہے تو دل کہتا ہے
تو تو ہر وقت مین ہی قوت بازو اپنا

آتش ہجر وہ بھڑکی ہے جگر جلتا ہے
دل ناشاد بچائے رہے پہلو اپنا

جسطرح چاہتے زینت کو ترقی دیجیے
آئینہ اپنا ہے رات اپنی ہی گیسو اپنا

قتل لاکھون کو کیا ہی تن تنہا قاتل
اپنی ہی ہاتھ سے تو تھام لے بازو اپنا

دلکی بے چینی سے جب مین ہوا بالکل عاجز
اپنی ہی ہاتھ سے زخمی کیا پہلو اپنا

یہ شفیق جگر افگار ہوا ہجر مین کیا
ابتو روکے سے بھی رکتا نہین آنسو اپنا

آئینہ مین عکس جب اوسکا مقابل ہوگیا
پھر تو وہ قاتل مرے قاتل کا قاتل ہوگیا

تیر مارا تھا جگر پر دل بھی گھایل ہوگیا
قاتل اک بسمل کے ساتھ اک اور بسمل ہوگیا

مین جنونمین کھتا ہون اوسکا مرقع دیکھکر
اب تو تو نام خدا باتونکے قابل ہوگیا

سر جو کٹوا کر گیا اوس بزم مین حاصل فروغ
نام روشن خلق مین اے شمع محفل ہوگیا

وہ بھی دل تھامے ہوئے آتے ہین گھبرائے ہوئے
اب اثر پورا ترا اے نالۂ دل ہوگیا

اوٹھ گئی وہ شمع میرے دلکی صورت جل گئی
غش ہوا مین اور بھی کچھ رنگ محفل ہوگیا

پھر تجھے ہم نذر دینگے اے خدنگ ناز یار
اور دل ممکن جو کوئی تیرے قابل ہوگیا

شمع نے آنسو بہائے جان پروانونے دی
اوٹھکے جاتے ہی دگرگون رنگ محفل ہوگیا

مفت وحشت کی سبب بدنام ہوتا ہی جنون
باعث صحرا نوردی پاؤن کا تل ہوگیا

اے جنون زلف مسلسل کی محبت مین ہون قید
ساتھ میرے دل بھی پابند سلاسل ہوگیا

چودہوین شب مجھکو نیند آتی نہین اُس فکر مین ۔ ماہ کامل آج اوس رخ کی مقابل ہو گیا
اوسنے منہ دیکھا شکستہ کرکے شکل آئنہ ۔ جلوہ گہ لاکھون حسینونکا مرا دل ہو گیا
جمع تھے ارمان تیر ناز کے خالی تھی جا ۔ دلمین آبیٹھا تو دو نارنگ محفل ہو گیا
چاک دامن تو کیا یوسف کا جوش شوق مین ۔ رنج سے ٹکڑے زلیخا کا مگر دل ہو گیا
مرنے بیٹھے ہمین نہین اب اوسکی آنیکی امید ۔ کام جو آسان تھا مجھکو وہ بھی مشکل ہو گیا
کیا تکبر بھی بری شئی ہے خدا کی شان دیکھ ۔ آئنہ مین تو ہی خود اپنا مقابل ہو گیا
اقربا کفنا کے مجھکو تا لحد پہونچا گئے ۔ ساتھ میرا اونکا بس دو تین منزل ہو گیا
عید غیر و لسنے ملے وہ اسکو یہ صدمہ ہوا ۔ میرے سینے سے لپٹ کر غش مرا دل ہو گیا
ہر گھڑی ہر لحظہ کی مشق تصور اسقدر ۔ یار کا نقشہ ہماری آنکھ کا تل ہو گیا
درسے محفل مین بلایا اوسنے مین یہ خوش ہوا ۔ دو قدم کا راستہ بھی ایک منزل ہو گیا
مینے جب چاہا کہ بحر غم سے مین ہو جاؤن پار ۔ دور مجھسے منزلون دامان ساحل ہو گیا
دیکھکر روتے ہوئے مجھکو تمھین ہنسنا نہ تھا ۔ برق کے گرنے سے بیتاب اُدہر بھی دل ہو گیا
عشق عارض مٹگیا ہوتے ہی عشق زلف یار ۔ شام سے ٹھنڈا چراغ خانہ دل ہو گیا

اے شفیق زار بعد مرگ بس اتنا تو ہو
سب کہین احباب اک ایسا بھی جاہل ہو گیا

گو لاکھ مگر کوچے سے بستر نہ اوٹھیگا ۔ یہ تیرا ستم ہمسے ستمگر نہ اوٹھیگا
سینے پہ مرے بیٹھکے خود سر نہ اوٹھیگا ۔ بے قتل کئے مجھکو ستمگر نہ اوٹھیگا
دل درسے ترے اے مرے دلبر نہ اوٹھیگا ۔ ہے ضعف بہت مجھسے یہ پتھر نہ اوٹھیگا
لازم ہے کہ تم ناوک مژگانسے کرو قتل ۔ ابرو کا اشارہ ہی کہ خنجر نہ اوٹھیگا
جو عشق کے رستہ مین جہان بیٹھ گیا ہی ۔ تا حشر کبھی وہ ترا لاغر نہ اوٹھیگا
ہر آبلۂ دل مین مرے راز بھرے ہین ۔ ہرگز مرے پہلو سے یہ لشکر نہ اوٹھیگا

جلاد نے بسمل کو کیا قتل یہ کہکر
اب تو کبھی ہنگامۂ محشر نہ اوٹھیگا

میخوار تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
اب حال یہ پہونچا ہے کہ ساغر نہ اوٹھیگا

یہ مجھسے گران جان کا احوال فرشتون
تمسے بھی مرے قتل کا محضر نہ اوٹھیگا

سویا ہی ابھی تھک کے غم و رنج و محن سے
تا حشر کبھی میرا مقدر نہ اوٹھیگا

یہ اونکی حیا کہتی ہے تم بیٹھے ہو جب تک
محجوب ہین زانو سے کبھی سر نہ اوٹھیگا

اسطرح جلائیگی اوسے آتش الفت
پروانہ کا محفل سے کبھی پر نہ اوٹھیگا

کمسن ہو ڈرے جاتے ہو کیا قتل کروگے
جھپکی جو کہین آنکھ تو خنجر نہ اوٹھیگا

ساقی کا اولش ہو تو مین تھراتا ہون ڈرسے
مجھسے یہ چھلکتا ہوا ساغر نہ اوٹھیگا

اے چارہ گرو آبلہ دلکو نہ چھیڑو
مرجاؤنگا مین صدمۂ نشتر نہ اوٹھیگا

یہ قاعدہ ہی صانع قدرت نے بنایا
اک پاؤنکے اک پاؤن برابر نہ اوٹھیگا

تیر نگہ ناز سے ہو جاؤنگا زخمی
گر درد مرے دلمین سمجھکر نہ اوٹھیگا

رکھ اشک ذرا اے صدف چشم امانت
دامن پہ گریگا تو یہ گوہر نہ اوٹھیگا

تم ظلم کرو منہ سے کبھی اف نہ کرینگے
ہم جان ابھی دیدینگے ستمگر نہ اوٹھیگا

اس ضعف مین قاصد کو بتا دو تمھین کیونکر
گر ہاتھ مرا اونکے سوے در نہ اوٹھیگا

یہ سوچکے ہم کوچہ مین بیٹھے ہین تمھارے
آجاے قیامت بھی تو بستر نہ اوٹھیگا

دربان نے یہ کہکے مرے ہاتھ سے چھینا
فرماتے ہین وہ اب ترا بستر نہ اوٹھیگا

تم چھپ کے کہین جاؤ مگر چھپ نہین سکتے
رفتار سے کیا فتنۂ محشر نہ اوٹھیگا

ملتا ہی تری ایسی شفیق جگر افگار
کیا شور ترے مرنے کا گھر گھر نہ اوٹھیگا

راز عشق افشا کیا مجنون نے کیا اچھا کیا
خود ہوا بدنام اور لیلی کو بھی رسوا کیا

دوست صادق ہی دہی جو کام آئی دوستی
ہجر کی شب ساتھ میرے دل مرا تڑپا کیا

چاک سینہ کرکے کی سیر دو عالم یار نے — زخم دل دیکھے کبھی داغ جگر دیکھا کیا
بعد مردن چاک سینے کو کیا جلاد نے — بھر کے آہ سرد میرا دل جگر دیکھا کیا
دل نشانہ کرکے ظالم نے ادھر پھیری نظر — کیسا مایوسی سے مین اپنا جگر دیکھا کیا
حشر کے دن اپنے کشتو سے کہا جلاد نے — پھر برا ہوگا جو میرا کوئی بھی شکوا کیا
آئینہ مین دیکھ کے خود محو نظارہ رہا — اپنی ہی صورت کو آئینہ مین وہ دیکھا کیا
زندگی بھر ہجر کی راتو مین نیند آتی نہ تھی — مر کے پھر مین تا قیامت چین سے سویا کیا
زخم دل زخم جگر کی تازگی بڑھتی گئی — بھر کے آہ سرد یہ شاداب گلدستا کیا
ہمسے وحشی دشت مین خار دنیہ یون چلتے ہے — ہر قدم پر پاؤں لگا اک آبلہ پھوٹا کیا
اب دل بیتاب تھمنے مین نہین ہے دوستو — مین خجل ہو لگا جو اوسنے یار کا شکوا کیا
اسمین شرکت عشق کے اعجاز کی مطلق نہین — درد کو ہے نے دل مضطر مین خود پیدا کیا
کرکے پابند گیسوے شبرنگ پر مارا مجھے — یہ دل بیتاب میرے ساتھ تو نے کیا کیا
دفن کرنا تھا نہ میرے ساتھ قلب سوختہ — تا قیامت قبر سے میری دھوان اٹھا کیا
مجھکو مارا ہے اجل ظالم نے پھر کر آہ سرد — پھونک کر اوسنے چراغ زیست کو ٹھنڈا کیا

اب تری دیوانگی حد سے سوا بڑھنے لگی
رخ شفیق زار تو نے جانب صحرا کیا

اوسکے کوچہ سے تو مین بے سروسامان نکلا — حشر کر دونگا اگر قبر سے عریان نکلا
منتظم غیر ہوئے لاش ترے در سے اوٹھی — حیف گھر سے نہ مگر تو بے سامان نکلا
آکے اغیار نے کی دفن و کفن کی تدبیر — دار دنیا سے یہ مین بے سروسامان نکلا
سہ نو دیکھتی ہی ہاتھ بڑھائے سب نے — شکر ہے یہ تری وحشی کا گریبان نکلا
میری آنکھونکے تلاطم نے ڈبویا مجھکو — جوش گریہ ہی مرا باعث طوفان نکلا
جان و دلکو بھی سمجھتا ہون کہ ہے مال اوسکا — مجھسا دنیا مین کہان بے سروسامان نکلا

آتش عشق سے اب کون بچائے مجھکو
دل بھی نکلا تو چراغ تہ داماں نکلا

لاشین پروانونکی پھکوائین مری لاشکے ساتھ
صبح کو صحبت جاناں نسے یہ ساماں نکلا

جذب دل دیکھ تو عاشق کا ذرا او ظالم
ٹکڑے ہو ہو کے ترے تیر کا پیکاں نکلا

عشق گیسو مین عجب رات کٹی ہی میری
نالہ دل سے کوئی نکلا تو پریشاں نکلا

وصل کا ذکر نہین قصہ غم سے حاصل
کیون سنین ہم کہ کسی اور کا ارماں نکلا

میرے احباب یہ کہتے ہین کہ شاعر ہی شفیق
ہی تو جاہل یہ مگر خوب غزلخوان نکلا

یقین ہی دوست کو دشمن کو یکسان ہو الم میرا
جوانی مین جو موت آجائے ہو دونونکو غم میرا

سبب سے اونکے جانا ہوگا یون سوئے عدم میرا
اوٹھائین گے جنازہ دوست سب دو دو قدم میرا

مری میت کو وہ کاندھا دے جاتے ہین مجمع مین
مرینگے غیر بھی اب دیکھکر جاہ و حشم میرا

کبھی پھر عیادت آکے مجھکو دیکھ تو ظالم
نہ بھولیگا قیامت تک تجھے درد و الم میرا

نئی رفتار دکھلائی یہ کہکر مٹنے والونے
نہ پاوگے قیامت تک کبھی نقش قدم میرا

اوسی کی دوستی پر ناز ہی جو میرا دشمن ہے
کریگا قتل جو مجھکو اوسیکو ہوگا غم میرا

یہ اوسکی زلف پرچین مین کہا کرتی تھی شانہ سے
بڑھونگی جسقدر اوتنا زیادہ ہوگا غم میرا

تری سب کوششین ای چارہ گر بیکار جائنگی
مجھے مردہ سمجھ لینا مرض جب ہوگا کم میرا

قیامت خیز ہونگے میرے نالے اوسکی فرقت مین
ذرا جمنے دو کوے یار مین ابکی قدم میرا

مین اپنی تیرہ بختی کا اگر احوال لکھتا ہون
سیہ اشکونسے رو دیا کرتا ہی اکثر قلم میرا

نہ گھبرا کر کہو خالق کرے مشکل تری آسان
غنیمت جان لو اے دوستو اتنا ہی دم میرا

کہا ظالم نے یہ ناواقفان عشق سے ہنسکر
اوسی پر لطف بھی ہوگا اوٹھائے جو ستم میرا

ہمارے خواب مین آکر تغافل کیش کہتا ہی
سمجھنا اتفاقی یہ بھی اک لطف و کرم میرا

گریبان ڈرگیا دست جنونکا نام ہی سنکر
گلے لپٹا ہی وہ ایسا گھٹا جاتا ہے دم میرا

دکھانا ہے الٰہی حال اپنا اہل محشر کو
قیامت مین اوٹھون مین جب مجھے ملجائے غم میرا

مین ایسا تابع فرمان اوسکا حکم آتے ہی
کفن پہنا ارادہ ہو گیا سوئے عدم میرا

کرو حامد علیخان کا شفیق زار شکریہ
وہ محسن ہین کیا ہے حال پرچہ مین رقم میرا

نرگس نے مری چشم گہربار کو دیکھا
کس یاس سے بیمار نے بیمار کو دیکھا

گھبرائے جو سینے سے مرے تیر کھنچ آیا
پیکان پہ نظر کی کبھی سوفار کو دیکھا

یہ میرے مسیحا تری تشخیص ہے کیسی
آزار بڑھا اور جو بیمار کو دیکھا

برہم ہی رہا ہمسے مزاج اوسکا ہمیشہ
سیدھا نہ کبھی ابروے خمدار کو دیکھا

اوسوقت مسیحا تری کیا بات رہیگی
گر موت نے آکر ترے بیمار کو دیکھا

وہ دشت نوردی مین اذیت ہمین پہنچی
تھرائے مرے پاؤن جہان خار کو دیکھا

کچھ ہجر کا شکوہ جو کیا بزم مین مینے
ظالم نے کئی مرتبہ تلوار کو دیکھا

تم اوٹھ گئے پہلو سے برا وقت سمجھکر
دم توڑتے ہمنے دل بیمار کو دیکھا

دل تھام کے ظالم ہوا انگشت بدندان
جب اوسنے شفیق جگر افگار کو دیکھا

توڑ کر سینہ مرا ناوک قاتل نکلا
حضرت عشق مدد ہو کہ مرا دل نکلا

دوستی کی ہو بھلا کس سے زمانہ مین امید
دشمن جان مرے پہلو مین مرا دل نکلا

جسکے باعث سے ہوئی دشت نوردی پہلے
پھر مرے پاؤن مین افسوس وہی تل نکلا

تھا اسی شکل پہ یکتائی کا دعوی تجھکو
آئنہ مین یہ ترا کون مقابل نکلا

ہجر مین آنکھون نے یہ قطرۂ خون ٹپکائے
جسکو چٹکی سے دبایا وہ مرا دل نکلا

حسن یوسف کو تو سن سنکے بہت بگڑے تھے
چاند پر خاک نہ ڈالی جو مقابل نکلا

عاشق حیدر کرار ہوا اس سے شفیق
کوئی دنیا مین نہ حیدر کا مقابل نکلا

راز تیرا ہی تو ہی دیکھنے والا ہوتا
تیر تو نے ہی مرے دل سے نکالا ہوتا

عالم الغیب نے کچھ صبر دیا ہے دلکو
یہ نہ ہوتا تو زمانہ تہ و بالا ہوتا

ہے یقین راہ عدم کو مین ڈبو ہی دیتا
کوئی رستا جو مری پاؤنکا چھالا ہوتا

دیکھتے طالب دیدار کی اپنی صورت
تمنے غرفہ سے ذرا منہ تو نکالا ہوتا

آج سوم کو مری قبر پہ ہنسکر بولے
آپنے موت کو دو روز تو ٹالا ہوتا

خواب مین آکے گئے اسنا مناسب تھا تمہین
دیکے تسکین مرے دلکو سنبھالا ہوتا

بزم نوروز مین گر اتنا حسین کرتے شفیق
رنگ کے بدلے مرا خون بھی اوچھالا ہوتا

قیس سے مجھسے ہی دنیا بھر سے یارانہ جدا
اب کہان ہوتا ہی دیوانہ سے دیوانہ جدا

بزم مین کہتا ہی ساقی مجھسے تو خاموش رہ
رکھدیا ہے نام کا تیری بھی پیمانہ جدا

اپنی جا پر ہی مجھے صحرا نوردی کا مزا
ساری عالم سے مری دلکا ہی ویرانہ جدا

شوقین میخوار سب مرمر کے پہونچین گو وہان
تیرے ساقی کا ہی اس عالم سے میخانہ جدا

غور جب کرتا ہون ہر سو تو ہی آتا ہے نظر
تیرے رہنے کا بنا ہی آئنہ خانہ جدا

پھر نہ جلتا اور مرتا ہجر کی تکلیف سے
پھر ہے جب شمع سے ہو جائے پروانہ جدا

روک کر قاصد کو اپنی دلمین کچھ کہکر چلا
کام اپنا اور ہی اور کا رہیگا نہ جدا

حشر کے دن عدل اونکا دیکھکر مین خوش ہوا
ایک جا سب ہین نہین اپنی سے بیگانہ جدا

کوئی عالم بھر مین اوسکا دیکھنے والا نہین
ہی مرے پردہ نشین کا سب سے کاشانہ جدا

اپنے مین ہاتھون سے اپنی دل جگر ٹکڑے کرون
تا کہ اک عالم سے ہو میرا بھی افسانہ جدا

بیٹھتے ہی گردن جھکا کر داخل جنت ہوا
تیرے بادہ کش کا ہی انداز مستانہ جدا

بھائی کے مرتے ہی یہ آفت ہوئی مجھپر شفیق
گھر بھی چھوٹا در بدر کی ٹھوکرین کھانا جدا

اوسے دیکھا تو بھولے دلمین کیا تھا
کرشمہ یہ رخ قاتل مین کیا تھا

اثر سے جسکے دل تھرا رہا ہے
وہی جانے کہ اوس مشکل مین کیا تھا

بوقت امتحان گر دیکھتا وہ
سوائے درد میرے دل مین کیا تھا

سکون ہوتے ہی دنیا سے سدھارا
تڑپنے کے سوا بسمل مین کیا تھا

طلب کرتے ہی دل سینہ سے نکلا
خدا جانے کف سائل مین کیا تھا

کہا یہ قیس نے مین کیا بتاؤن
نہ پوچھو عشق کی منزل مین کیا تھا

نظر پڑتے ہی غش کھا کر گرا وہ
نہ سمجھا قیس کچھ محمل مین کیا تھا

رہا سینے پہ میرے ہاتھ مر کر
کوئی سمجھے نہ اوسکے دل مین کیا تھا

لحد پر آکے میری پوچھتے ہین
شفیق افسوس تیرے دلمین کیا تھا

دل جلا پہلو جلا سارا کلیجا جل گیا
آہ کی اللہ ری گرمی کہ کیا کیا جل گیا

چارہ گر اب کوئی بھی امید صحت کی نہین
اُف جو کی ہر زخم دلکا میری پھاہا جل گیا

تو ہوے جب دست حنائی اونکے یہ سرخی بھی
مجھکو یہ دھوکا ہوا تھوڑا سا لوہا جل گیا

آہ سوزان کو کیا ہے ضبط سینے عمر بھر
چارہ گر بھی دیکھ لین سینے مین کیا کیا جل گیا

یا الٰہی اب کہان دیوانگان عشق جائین
وحشیونکی آہ سے دامان صحرا جل گیا

شمع رونے کی جو بجھے گرم جوشی بزم مین
رشک سے پروانہ بھی آفت کا مارا جل گیا

کونسی آتش مرے سینے مین پنہان ہو گئی
جسکی حدت سے مرے زخمونکا بخیا جل گیا

آبلونین پاؤنکے گرمی ہے میرے اسقدر
زیر پا صحرا مین جو آیا وہ کانٹا جل گیا

اب دل سوزان کی گرمی حد سے زائد بڑھ گئی
دیکھنے مین نبض کے دست مسیحا جل گیا

راز جو مخفی ہین اسمین اب وہ چھپنے کے نہین
آتش فرقت سے میرے دلکا پردا جل گیا

نالہ کرکے آج ہی کے دن ہٹو تم بھی شفیق
دھوپ مین اوس یار کا نقش کف پا جل گیا

اغیار کی کچھ آنکھ مین کچھ دلمین رہگیا
میرا غبار اوٹھتی ہی مشکل مین رہگیا

نکلی نہین امید کوئی موت آگئی
ارمان میرے دلکا مرے دل مین رہگیا

سب عمر گذری طے نہ ہوئی اس سے راہ عشق
مجنون غریب ایک ہی منزل مین رہگیا

یہ بھی ہے کوئی قید ذرا غور تو کرو
دیوانہ مر کے قید سلاسل مین رہگیا

آئے خدنگ ناز تو جھگڑا تمام ہو
تھوڑا سا خون اور مرے دل مین رہگیا

قاتل یہ بولا ہنسکے نہ جائیگا حشر تک
گر زخم کا نشان بھی گھائل مین رہگیا

دریائے غم سے پار ہوئے بڑھکے خوش نصیب
مین کیون جھجک کے دامن ساحل مین رہگیا

دست طلب بڑھا تو مگر بات بھی گئی
مرنیکے بعد کیا کف سائل مین رہگیا

لیلیٰ نے جو اشارہ مین مجنون سے کہدیا
وہ راز تا بہ حشر یونہین دل مین رہگیا

محشر مین رنگ لائیگا پیش خدا ضرور
جو خون [illegible] قاتل مین رہگیا

مرنے کا میرے بزم مین اتنا اثر ہوا
افسوس بنکے وہ تری محفل مین رہگیا

جب چونکتا ہے غش سے تو لیتا ہے ترا نام
اتنا ہی ہوش اب ترے غافل مین رہگیا

اب چارہ گر یہ درد محبت نہ جائیگا
آرام جو ملا تو مرے دل مین رہگیا

شبکو مقابل اوس سے ہوا دن کو چھپ گیا
یہ نقص حشر تک مہ کامل مین رہگیا

رہنے دو اسکو یہ بھی خلش خوب ہے شفیق
پیکان تیر یار مرے دل مین رہگیا

جنون کچھ کم نہ ہو جائے خدا حافظ ترے دلکا
کلیجا تھام لے اوقیس اوٹھا پردا محمل کا

نہ بگڑے چارہ گر ارمان نکلا تیر قاتل کا
لہو جتنا بہا وہ سب تصدق ہے مرے دل کا

یہ سمجھا ہے نشانہ ہونگا مین بھی تیر قاتل کا
بڑھا جاتا ہے آگے حوصلہ دیکھو مرے دل کا

سمجھ لین سب کہ تازہ حشر آئیگا دم محشر
قیامت آئی مجھسے نام پوچھا میرے قاتل کا

کبھی مہندی لگا کے ہاتھ سینے پر مرے رکھین
تڑپنا بھی ذرا دیکھین تحمل بھی مرے دل کا

اوٹھا ہے درد اوسکی بزم میں اب تو مدد کرنا
الہی ضبط کرنا بھی بہت ہے کام مشکل کا

لگا تھا زخم کیسا اوسپہ کیا معلوم کیا گذری
سکان گھبرا کے سب سے پوچھتا ہی اپنے گھائل کا

سیہ دھبا نہ کامل کی دلمیں اس سبب سے ہی
کہ اوسمیں عکس پڑتا ہو ترے رخسار کی تل کا

نکل کے گھر سے نا واقف الہی کسطرف جائے
کہ جسنے راستہ دیکھا نہو الفت کی منزل کا

تڑپنے دو فلک پر برق کو دل مجھسے کہتا ہی
کبھی تو سامنا ہو جائیگا بسمل سے بسمل کا

رہے دریائے غم میں ہم بہت سے راستے دیکھے
پتہ پایا نہ لیکن آجتک دامان ساحل کا

ہمارے قتل میں نکلے ہیں سبکو حوصلہ کیا کیا
فلک پر برق بھی چمکی جو اوٹھا ہاتھ قاتل کا

طلب کرتے ہی دل بھیجدیا بیہوش تھا ایسا
عجب انداز سے اوسدم اوٹھا تھا ہاتھ قاتل کا

اوٹھا کر سونگھ لے بوئے محبت جسمیں آتی ہی
سمجھ لینا ارے ساقی وہ ساغر ہی مری گل کا

دیار یار کا دل نے پتہ ابتک نہیں پایا
چلا جاتا ہی کچھ بھی خوف ہی دوری منزل کا

یہ کہکر اوٹھ گئے وہ بزم سے کل پوچھتی لیلیٰ
ہمارے بعد جو کچھ حال ہوگا اہل محفل کا

کلیم اللہ سے کہدو ہزاروں راز ہیں پنہاں
ید بیضا جسے سمجھی ہو چھالا ہی مری دل کا

مرے اعضا ہوئے مجھسے جدا یہ قبر میں کہکر
شفیق اب سامنا کرنا ہی تجھکو ایک عادل کا

جی چاہتا ہے زخمی شمشیر ناز کا
ہو جلد خاتمہ کہیں عمر دراز کا

بیمار غم کے مرنے سے کیا اوداس ہی
اب سب مزاج پوچھتے ہیں چارہ ساز کا

بیمار غم کی کوئی تو حالت خراب ہی
چہرہ اوتر گیا ہی ہر اک چارہ ساز کا

فرقت بھی گذری مر بھی گئے حشر ہو گیا
دلبر مگر نشان رہا سوز و گداز کا

جاتے ہیں کوہ طور پہ موسیٰ اوٹھائے سر
کچھ بھی نہیں خیال نشیب و فراز کا

روز حساب وہ بھی ہیں میں بھی ہوں سرنگون
دفتر کھلیگا آج مرے اونکے راز کا

تھا جنکو خبط عشق وہ مشہور ہوگئے
لیکن کھلا نہ حال تمھاری ہی راز کا

جس دلمین انکا عشق تھا اسکو مٹا دیا
دشمن ہی چرخ پیر ہماری ہی دراز کا

آئے ہین غیر ملنے کو دل مجھسے کہتا ہے
حملہ کوئی زبان سے نکلے نہ راز کا

مانی ہزار فکر کرے مین دکھاؤنگا
نقشہ کھنچا ہوا ترے انداز ناز کا

یہ کہہ کے شمع جل گئی کل بزم عام مین
عالم مین نام رہ گیا سوز و گداز کا

آئینہ مین ابھی جسے دیکھا ہی غور سے
وہ بے جواب آپکے انداز ناز کا

اڑتے ہی آنکھ تیر نظر دل کے پار تھا
کچھ وقت ہی ملا نہ مجھے احتراز کا

نامہ دیا تھا مینے کبوتر کو غیر نے
یہ بھی شگون بد تھا لیا نام باز کا

عشاق جسکو کہتے ہین طول شب فراق
وہ بھی نمونہ ہے تری زلف دراز کا

مینے کہا نہ اوس سے کبھی اپنے دلکا حال
خود مجھسے دل الجھنے لگا چارہ ساز کا

آنکھون سے گر کے اشک کا اوٹھنا محال ہے
یہ خاک مین ملے گا مسافر جہاز کا

کچھ بھی زبان سے کہہ نہ سکے رہ گئے خموش
موسیٰ سے حال پوچھا جو راز و نیاز کا

مین بچ گیا ہین بزم غیر مین اوٹھے نگاہ ناز
اندازہ مین کرونگا ترے امتیاز کا

تھک کر شفیق بیٹھے ہو کیون راہ عشق مین
درپیش ہی یہ سفر ابھی دور و دراز کا

یہ مجھسے عشق کہتا ہی کہ جان و دل لٹا دینا
سخی کا کام ہی سائل کی خواہش سے سوا دینا

کرو اقرار پہلے پھر نقاب رخ اٹھا دینا
جو غش آجائے مجھکو اپنے دامن کی ہوا دینا

یہ دل کہتا ہی وہ بہر عیادت آنے والے ہین
جگر مین درد بھی اوٹھے تو اوسدم مسکرا دینا

سنا جب نام اوسکا اور تڑپا پڑ گئی قوت
قیامت ہی دل بیمار کو ایسی دوا دینا

رقیبونکو یہی ضد ہی یہی کد ہی یہی کوشش
چراغ گور میرا شام سے آکر بجھا دینا

عجب ہمت ہی عاشق کی یہ کہکر جان دی اوسنے
زمانہ سے الٰہی ہجر کی ایذا اوٹھا دینا

اطبا کچھ کہین چارہ گرو لکھا ہی یہی منصب
رہیگی سانس کچھ بیمار مین جب تک دوا دینا

تمہارے اشک طفلی مین تمہین اتنا سکھاتے ہین
ملے وہ خاک مین تم جسکو نظروں سے گرا دینا

جب اپنے گھر سے مین نکلون فلک صحرا نورد یکھو
کہین پر زلزلہ آئے کہین بجلی گرا دینا

شب وصلت یہ اونکی چھیڑ گھر جانکی اچھی ہے
وہ تھوڑی رات سے انگڑائیان لیکر جگا دینا

فلک پر عاشق و معشوق مین کیا کیا ہوئین باتین
کسی دن پر رہا موقوف پردیکا اوٹھا دینا

لڑی تھی آنکھ جب پہلے پہل وہ یاد ہے مجھکو
اوسی انداز سے ظالم کسی دن مسکرا دینا

مسیحا سے مرے احباب سب رو رو کے کہتے ہین
اودھر جانا اگر بیمار کو صورت دکھا دینا

مسیحا آئے جب یہ چارہ سازوں نے کہا ہنسکر
مبارک ہو تمھین بیمار کو اپنے دوا دینا

زمین و آسمانکو اے دل مضطر نہ چین آئے
تڑپنا جب کبھی ان دونو طبقو نکو ہلا دینا

مصیبت نے اثر یہ حیرت افزا کس سے سیکھا ہے
پڑے یہ جسکے اوپر رنگ چہرے کا اوڑا دینا

تمہارے بعد بھی کچھ اور وحشی آنے والے ہین
شفیق اپنی نہ آہ گرم سے صحرا جلا دینا

تمہاری بزم مین جب ساغر شراب آیا
عجیب لطف سے گردش مین آفتاب آیا

ازل کے دن سے مرا وقت ہی خراب آیا
ملا سبھوں نے مگر عمر بھر حجاب آیا

ادا و ناز تو بچپن سے اونکو آتے ہین
کرشمہ ساتھ لئے اور بھی شباب آیا

ہم اپنی جان سے گذرے خوشی ہوئی اتنی
ہمارے بعد زمانہ مین انقلاب آیا

امیدوار نے صورت جو دیکھی قاصد کی
یہ کہکے مر گیا خط کا مری جواب آیا

اب اونکے سامنے مجرم بلائے جاتے ہین
خدا بچائے قیامت ہوئی عتاب آیا

ہماری ایک ہی حالت ہے فکر دنیا مین
نہ انقلاب گیا تھا نہ انقلاب آیا

جہان مین گوشہ نشین ہر فتن لوگ کرتے ہین
ہمارے دلکو جو آیا تو اضطراب آیا

تمام اہل زمین کی شکایتین ہین فضول
ازل کے روز سے گردش مین آفتاب آیا

یقین ہے صحبت ساقی مین سیر ہون ہم بھی
ہمارے خواب مین کل کاسہ شراب آیا

بہت خطوط گئے اور پیام بھی بھیجے
تمھین بتاؤ کسی بار انکا جواب آیا

عجیب زور سی مقتل مین آئی تھے جانباز
ہم ہی کھڑے ہوئے جب وقت انتخاب آیا

جب آنکھ بند ہوے دوست ہوگئے دشمن
خدا بچائے زمانہ بہت خراب آیا

سبب سی آنکھونکے دلنے مصیبتین جھیلین
بُرونکے ساتھ مین اچھونپہ بھی عذاب آیا

شب فراق کی حالت شفیق آتی ہے
نہ جاگتے ہی رہے ہم نہ ہمکو خواب آیا

کچھ غور کر کے تونے ای بخیہ گر بھی دیکھا
ٹانکے لگائے دلپر زخم جگر بھی دیکھا

اوٹھا ہے فرش راحت سی ایسا وہ بے تکلف
انگڑائی لیکے ظالم تونے ادھر بھی دیکھا

ایسا ہی حسن اوسکا رہتا ہی ایک عالم
جو وقت شام دیکھا وقت سحر بھی دیکھا

دل مجھسی کچھ ہے آگے مین دلسی پوچھتا ہون
کوچہ کا اوسکے رستہ اور راہ بر بھی دیکھا

جلاد اپنی گھایل سے کہہ رہا ہی ہنسکر
آنکھونسے تونے ابتک تیر نظر بھی دیکھا

تو شب کو سو رہا تھا کیا درد دل اوٹھا تھا
وہ حال تونے میرا اے چارہ گر بھی دیکھا

گر حشر مین ملین گی پوچھو لگا ستمون سی
مرنیکے بعد تمنے وہ مال و زر بھی دیکھا

اے عشق تونے مجھکو اوسنے ملا یا لاکر
اتنا تو فائدہ ہی جانکا ضرر بھی دیکھا

نیچی نظر نے تیری دل پیس پیس ڈالے
آنکھین اوٹھا کے تونے او فتنہ گر بھی دیکھا

مرنیکے بعد میری تربت مٹائی آکر
دنیا مین تمنے ایسا بیداد گر بھی دیکھا

حالت شفیق تیری کچھ چارہ گر نہ سمجھے
مرنیکے بعد آخر دل اور جگر بھی دیکھا

تذکرہ میری جوانی کا وہان کام آیا
اوسنے انگڑائی لی جسوقت مرا نام آیا

قتل نامہ جو ضرورت سی اوٹھایا اوسنے
مسکرانے لگا جسوقت مرا نام آیا

دلکو پامال کیا اوسکی حقیقت کیا تھی
آپکے نام کا تھا آپ ہی کے کام آیا

عشق بازی میں مری دوستو اتنی تھی حیات — دل لگانا تھا کہ بس موت کا پیغام آیا
جان جب دی ہو تو یہ مرتبہ الفت میں ملا — یار کے نام کے ہمراہ مرا نام آیا
بزم ساقی کی مجھے روز جزر ملتی ہے — دل مرا کہتا ہے گردش میں وہاں جام آیا
بچپنا گذرا شباب آگیا تیور بدلے — اتنی مدت میں مرے قتل کا ہنگام آیا
جب مجھے خط میں لکھا عاشق جانباز لکھا — حفظ کرتے رہے ابتک نہ مرا نام آیا
اونکو معلوم ہوا جبسے یہ عاشق ہے مرا — پھر نہ اوس دن سے کوئی نامہ و پیغام آیا
آیا میت پہ لحد میں بھی اوتارا مجھکو — جس سے امید نہ تھی کچھ وہ مرے کام آیا
دیکھنے والونکی اب جانکا بچنا ہی محال — پوری زینت کئے وہ شوخ سر بام آیا
اوسکو پھر اپنے ہی سینے سے لگایا مینے — اوسکے کوچہ سے جو میرا دل ناکام آیا
دن تو فرقت کا کٹا رات کٹیگی کیونکر — دل دھڑکتا ہے کہ اب شام کا ہنگام آیا
بعد مرنیکے مجھے آپسے خفت یہ ہے — جان تو موت نے لی آپ پہ الزام آیا

جب سنا اونکا شباب آیا تو کہتا ہے شفیق
منتظر مانی ہیں جب قتل کا ہنگام آیا

درد دل کا دخل جب سینے میں بالکل ہو چکا — ضبط بھی بولا کہ بس مجھسے تحمل ہو چکا
اونسے کہہ دینا شب تاریک ہی آئیں یہیں — مجھ میں اب کیا ہے چراغ زندگی گل ہو چکا
رند کہتے ہیں کہ تم واعظ کی صحبت چھوڑ دو — تم ملے اونسے تو شوق ساغر مل ہو چکا
قید یونکو مارکے صیاد یہ کہنے لگا — بلبلوں بس آج سے فریاد کا غل ہو چکا
کہتی یہ باد بہاری باغ سے باہر چلی — اب خزاں آئی چمن میں شور بلبل ہو چکا

قتل جب مجھکو کیا صیاد یہ کہنے لگا
کیوں شفیق اب آج سے فریاد کا غل ہو چکا

صدمو نہیں کوئی اپنا مقابل نہیں رکھتا — وہ کونسی تکلیف ہے جو دل نہیں رکھتا

کیا کام ہے مجھے غیر کی باتین ہون کہ میری
مین یاد کوئی قصۂ محفل نہین رکھتا

اے بخیہ گر و بخیہ سے کیا کام ہی اوسکو
جو خون کا قطرہ کوئی گھایل نہین رکھتا

اسطرح تڑپتا ہے کہ وہ دور گھڑی ہین
اب دھیان کسیکا ترا بسمل نہین رکھتا

دل چھوٹا کہان اور کہان جانکو چھوڑا
اتنا بھی ترا ہوش تو غافل نہین رکھتا

تو دیکہ نہ دی تجھسے وہ ہر حال مین خوش ہی
غیرون سے تمنا ترا سائل نہین رکھتا

سو جان سے اوس نام کی مین جاؤن تصدق
جو میری اڑی کوئی بھی تحمل نہین رکھتا

یہ خوف ہی خود دیکھکی ہو جاؤنگا عاشق
آئینہ وہ اب اپنے مقابل نہین رکھتا

مجنون کا ادب قابل تعریف ہی لیلی
وہ پاؤن سر ساحۂ محمل نہین رکھتا

کافی ہین پئے قتل ستمگر کی ادائین
تلوار کبھی ہاتھ مین قاتل نہین رکھتا

ہی عشق وہ صحرا کہ کہین حد نہین اسکی
دریا یہ وہ دریا ہی جو ساحل نہین رکھتا

اوس در پہ جگہہ پائے جو دم بھر کو تو ٹھہرے
دل ہی وہ مسافر کہین منزل نہین رکھتا

ہشیار شفیق آگیا پیری کا زمانہ
انسان کو یہ جینے کے قابل نہین رکھتا

کہا دلنے میرے مجھسے اگر اعتبار ہوتا
کوئی جھوٹے وعدے کرتا مجھے انتظار ہوتا

شب غم مزا یہ ہی تھا کہ مین بیقرار ہوتا
کوئی آنے والا آتا مجھے انتظار ہوتا

مرا دل ذرا بہلتا نہ مین بیقرار ہوتا
کوئی ایسا شغل یارب شب انتظار ہوتا

نہ یہ عشق زلف ہوتا نہ یہ انتشار ہوتا
کہین اسقدر نہ طول شب انتظار ہوتا

جو بلائین لاکھ ہوتین پھر امیدوار ہوتا
اوسی موت پھر نہ آتی جسے انتظار ہوتا

تپ ہجر نے جلاکر مجھے خاک کر دیا ہی
مری استخوان بھی ہوتی تو کہین مزار ہوتا

مری سمت کی توجہ نہ کوئی ادا دکھائی
کوئی تیر ناز آتا تو جگر کے پار ہوتا

مری لاش پر سب آئی گھڑی بھر کو دوست دشمن
کوئی مسکراتا ہوتا کوئی اشکبار ہوتا

ابھی اوسمین کمسنی ہی ابھی اوسمین سادہ پن ہے
وہ ادائین اور ہوتین جو وہ ہوشیار ہوتا

فقط الفت اوسنی کرکی سو ادو شمنونکا مجمع
مری جان بھی نہ بچتی جو وصال یار ہوتا

نہین حسن وعشق یکجا کہ ہو دیکھنی کا عالم
کوئی بیقرار ہوتا کوئی شرمسار ہوتا

مرے بعد ہوتا صدمہ مجھی جب یقین آتا
مرا غیر حال ہوتا کوئی سوگوار ہوتا

سنا مینی آج دریتک وہ ہین بی نقاب آیا
مزا غیر کو چکھاتا جو یہ جان نثار ہوتا

مزا برق کی تڑپنی کا مین اوسگھڑی دکھاتا
مری پاس گرچہ میرا دل بیقرار ہوتا

کھلی رہتین دونو آنکھین دم واپسین ہماری
ہمین مرکے بھی تمھارا یوہین انتظار ہوتا

مری پاس جو نہ آئی تو یہ عذر اب ہی کیسا
وہ ہمیشہ جھوٹ کہتی مجھے اعتبار ہوتا

کوئی تیر ناز آتا مرا ایسا تھا مقدر
نہ تو دل مین آکے رہتا نہ جگر کے پار ہوتا

شب غم کا حال میرا ہوا ایک پر نہ ظاہر
کوئی راز دان جو ہوتا مجھی ناگوار ہوتا

شب ہجر عشق جو آتا مجھی دست نا امیدی
کوئی لاکھ فکر کرتا نہ مین ہوشیار ہوتا

جو بیان ہی دوستونکا تہین پی ہا ہون سنکی
وہ ادائین دیکھ لیتا تو مجھی قرار ہوتا

جو عزیز اوسکو لائی مجھی کچھ نہ تھی علالت
وہی چارہ ساز ہوتا وہی غمگسار ہوتا

پس مرگ میری رفعت فلک کو بھی تھی
اگر اونکا دوش ہوتا مرا جسم زار ہوتا

جو شفیق تجھپہ ہوتا کرم جناب ساقی
تو ہی مے پرست ہوتا تو ہی بادہ خوار ہوتا

وہ خون وہ جگر وہ مرا دل نہین رہا
اب مین کسی ہی بات کے قابل نہین رہا

تا عمر ایسا کوئی بھی بسمل نہین رہا
اک لحظہ ایک جا پہ مرا دل نہین رہا

آسان ہو کے سیکڑون ارمان نکل گئے
اب کوئی حوصلہ پے مشکل نہین رہا

دریائے غم مین سارا جہان ڈوبتا رہا
یہ بحر وہ ہی جسکا کہ ساحل نہین رہا

قاتل نے میرے بعد کہا زخمیون سے یہ
تھا ہمکو جسپہ ناز وہ گھایل نہین رہا

جب موت آئی آپکا کلمہ پڑھا کیا
ہین نزع مین بھی عشق سے غافل نہین رہا

راحت مین دل کی سیکڑون ارمان نکل گئے
اب کوئی حوصلہ ہے مشکل نہین رہا

کچھ ایسے غم اوٹھائے کہ بیکار ہو گیا
اب دل ہمارا درد کے قابل نہین رہا

جس دلمین اونکا درد تھا موت اوسکو آگئی
محمل کے ساتھ صاحب محمل نہین رہا

دلکا کنول بجھے ہوئی مدت گذر گئی
اب یہ چراغ لائق محفل نہین رہا

دیوانہ کھلکے اونسے یہ خود لوٹنے لگا
در پر تمھارے ایک بھی بسمل نہین رہا

جب غور دلمین کرلیا اوسجا پہونچ گئے
کچھ بھی خیال دوری منزل نہین رہا

کوٹھے سے اوترو سامنا اوسکا کرو گی کیا
وہ روز جو کبھی مہ کامل نہین رہا

آئینہ آپ توڑکے کہنے لگا وہ شوخ
ابتو ہمارا کوئی مقابل نہین رہا

جس سے شفیق ایک زمانہ کا لطف تھا
افسوس اپنے پاس وہی دل نہین رہا

قیس گر خاک مری دیکھتا حیران ہوتا
ذرے ذرے سے عیان رنگ بیابان ہوتا

ہجر مین میرا جنون خیز جو سامان ہوتا
سارا عالم مری نظرونمین بیابان ہوتا

ایکدن وست جنون میری بھی ٹکری کرتا
دل یہ کہتا ہے کہ مین کاش گریبان ہوتا

شب فرقت مری رونے کی جزا مل جاتی
اشک ہوتے مرے اوس شوخکا دامان ہوتا

گر جگر ساتھ مرے دلکے تڑپنے لگتا
اک نہ اک حشر نمایان شب ہجران ہوتا

مجھکو بہلاتے ہو اب چارہ گرو سمجھو تو
زخم بھر آتے تو خالی نہ نمکدان ہوتا

اس لئے غم کی مدارات مین کرتا ہون سوا
چھٹتا مجھسے تو کسی اورکا مہمان ہوتا

ایسا کچھ ہوتا ہے مجھے وصل کا آنا نہ خیال
مرتبہ پھر ترا کیسا شب ہجران ہوتا

سجدہ سے بھی کبھی صورت واعظ جلتے
نام ہوتا کوئی کافر جو مسلمان ہوتا

شب فرقت کی درازی جو سنی ہے مینے
دل ہے مین کہتا ہے وہ اور پریشان ہوتا

زلف کہتی ہی کہ اچھا ہوا عشاق ہین دو
جو مجھے دیکھتا وہ اور پریشان ہوتا

اپنے تو ظلم کو جب جانتا ای دست جنون
ہاتھ ہوتا مرا اور تیرا گریبان ہوتا

یار میرا بھی اگر اوسکے مقابل ہوتا
دیکھتا پھر کہ عروج مہ کنعان ہوتا

آتش غم کا یقین اوسکو بھی پھر آجاتا
یار کا ہاتھ ہمارا دل سوزان ہوتا

اپنی تصویر مجھی آپ اگر دیدیتے
اسمین کیا آپکا نقصان مری جان ہوتا

آتے ہی دریہ اگر موت اوسی آجاتی
اتنی ہی دیر شفیق آپکا مہمان ہوتا

لحد مین بعد مدت جب گئی زخم کہن بگڑا
رسانا سور دل ایسا مرا رنگ کفن بگڑا

حسینونکے تغافل نی وقار عشق کھویا ہی
ہوئے عشاق جب خود رو تو الفت کا چلن بگڑا

گل و بلبل کو بڑا باکانہ اوسی گالیان دی ہین
بہت سوسن کی باتونسی مرا اک اہل چمن بگڑا

کہا ساقی نے تو تو مد تو نکا پینی والا ہے
نہ کچھ پہلے پہل کے جام مین تیرا دہن بگڑا

سبب یہ ہی جو میری چارہ گر خاموش بیٹھے ہین
پڑا اگر زخم تو کوئی کوئی زخم کہن بگڑا

مری جانب سی اوسنی غیر یہ کہتے ہین صحبت مین
اگر دیوانہ وہ آیا تو رنگ انجمن بگڑا

ہمین ہی کام مرنی سی ادا کوئی بھی ہو صاحب
ہنسنی غصہ مین آنے سی تمھارا بانکپن بگڑا

مین اونکی سامنے جاتا ہون دل تو بھی ٹھہر جاتا
زبان مین گر ہوئی لکنت تو انداز سخن بگڑا

ہماری قتل کی زحمت بھی اتنا رنگ لائیگی
پسینا گر ہمین آیا تو رنگ پیرہن بگڑا

کہا نکا پردہ اٹھتو بی بیان بی پردہ ہوتی ہین
زمانہ کی خرابی سی مزاج مرد و زن بگڑا

سبھی موجود ہین اوس گل نی لاکھون گالیان دی ہین
مسلمانونکو غصہ ہی نہ کوئی برہمن بگڑا

حسین مرمر کے کہتی ہین نزاکت زندگی تک تھی
فشار قبر مین کس کس طرح نازک بدن بگڑا

شفیق اب قدردان کو ڈھونڈھتے پھرتے ہو دنیا مین
تمھاری بدنصیبی سی تمھارا ہی وطن بگڑا

یا د رکھنا ایک بھی ٹانکا جو بخیہ گر کھلا
غش ہے مجھے آجائیگا گر ابکی زخم سر کھلا

زور میرا کچھ نہیں ہے خوف ہے روز حساب
راز افشا ہو گیا گر ہجر کا دفتر کھلا

شیخ آئے بادہ کش نے اپنا دامن ڈہک دیا
ضعف تو ساغر چھپا اور ضعف ہی ساغر کھلا

ملکے اوس سے کیا کسی کو زندگی کی ہو امید
سامنے رہتا ہو جسکی ہر گھڑی خنجر کھلا

اوسکے کوچہ سے نہ اوٹھی زندگی یون ہی کٹی
بارہا بستر بندھا اور بارہا بستر کھلا

تیر کے پڑتے ہی نکلا خون بھی ارمان بھی
مدتوں میں خانۂ دل کا ہمارے در کھلا

چاک سینہ کر چکے بس پاس سے ہٹ جائیے
آپ کیا دیکھیں گے گر میرا دل مضطر کھلا

دیکھنے والے بتونکی گوش بر آوازہ ہیں
دی صدا ناقوس نے جلدی چلو مندر کھلا

زندگی بھر ضبط کر کے جسنے اپنی جان دی
حال اوس جابر کا آخر کو سر محشر کھلا

اور جانبازون نے قاتل سے کہا یہ طنز سے
مرنے والے پر تمھاری تیغ کا جوہر کھلا

وصل میں ہمکو مزا اوٹھا ہے برق طور کا
روشنی آئی نظر جب کانکا گوہر کھلا

ضعف تھا وحشی کو ایسا غش یہ غش آنے لگا
ایسا گھبرایا نہ پھر فصاد کا نشتر کھلا

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے
کون میت پر مری روتا ہے کسکا سر کھلا

اپنے ہی دیوانہ کی وحشت نہ تمسے کم ہوئی
بارہا دھمکایا تمنے بارہا نشتر کھلا

ذبح بھی کرنا تمھیں آتا نہیں جلیئے رہو
ایک میرے قتل پر سو مرتبہ خنجر کھلا

جب ہوا افسردہ طبیعت فکر ہے بیجا شفیق
شعر کہنے میں ہمیں یہ حال بھی اکثر کھلا

ناوک فگن کو مشق سے یہ اختیار تھا
پڑتے ہی تیر ناز کلیجے کے پار تھا

پیکے مجھے خراب ہر اک بادہ خوار تھا
اس پر بھی تیرا نام مئے خوشگوار تھا

کن آفتوں میں آپکا امیدوار تھا
اک لحظہ ایک سال شب انتظار تھا

میرے خیال نے یہ مری دل سے کہدیا
وہ ہیں قریب جنکا تجھے انتظار تھا

مردہ دلی نے اور بھی خاموش کر دیا
سوت اوسکو آگئی جو مرا رازدار تھا

حالت خراب دیکھ کے پھیرا ہی کس لئے
جو چاہے کرتے دلکا تمھین اختیار تھا

امیدوار مر گیا محشر بپا ہوا
طول شب فراق کا یہ اختصار تھا

اک زخم سینے کھا لیا دل اوسکا بڑہ گیا
قاتل کا پھلا زور تھا پہلا ہی وار تھا

وہ زلف لوگ دیکھنے آتے ہین شوق سے
جسمین کبھی ہمارا دل بیقرار تھا

کیا عشق بد بلا ہی کہ دیوانہ ہو گیا
سنتی ہین پہلے قیس بڑا ہوشیار تھا

سارا شباب عشق مین یون ہی گذر گیا
وہ جھوٹے کہہ رہی تھے مجھے اعتبار تھا

غربت مین کس مقام پہ موت آگئی شفیق
دشمن نہ جس جگہہ نہ کوئی دوست دار تھا

صید گہہ مین کوئی بسمل ترا نخچیر بھی تھا
دل ہی لیٹا ہوا جلاد ترا تیر بھی تھا

بولی قسمت کہ مرا پیچ تو تجھسے نہ کھلا
تیز ہر چند ترا ناخن تدبیر بھی تھا

قتل گہہ مین مری آنکھونکو عجب لطف ملا
جلوۂ یار بھی تھا جلوۂ شمشیر بھی تھا

تیرے دیوانہ کی فرقت مین عجب حالت تھی
کبھی ہنستا تھا کبھی نالۂ شبگیر بھی تھا

متعجب ہون کہ توحد سی بڑھی ہی اپنی
پاسبان کوئی ترا زلف گرہ گیر بھی تھا

لوگ کہنے لگے قاتل سی کہ ہی موت بری
ابھی مقتل مین ترا عاشق دلگیر بھی تھا

ایک ہی وضع رہی شکر کی جا ہی مجھکو
اب مین مفلس ہون کبھی صاحب جاگیر بھی تھا

پاؤن رکھتے ہی شفا ہو گئی بیمارونکو
اوسکے کوچہ مین کوئی ذرۂ اکسیر بھی تھا

حشر مین پیش خدا نام بتاؤن کس کا
موت کے ساتھ ستمگار ترا تیر بھی تھا

ہی بھلی یا کہ بری اوسکی عنایت کا ہی شکر
متعجب ہون کہ مین لائق تقدیر بھی تھا

کیا عجب میرے تصور نے مزہ دکھلایا
آج کے خواب مین مین اوسے بغلگیر بھی تھا

جوش وحشت کا مجھی یاد ہی اتنا تو شفیق
مین ہی ہنستا تھا مین ہی صورت تصویر بھی تھا

تجھسا کوئی دنیا مین ستمگر نہین ملتا — خنجر سے ترے کوئی بھی خنجر نہین ملتا
مرنیکا بھی موقع مجھے دلبر نہین ملتا — غصہ جو تجھے آیا تو خنجر نہین ملتا
اوٹھواتا ہی در سے مجھی جانا نہین منظور — دربان سے کہتا ہون کہ بستر نہین ملتا
وحشی کا برا حال جو فصاد نے دیکھا — گھبرا گیا ایسا اوسے نشتر نہین ملتا
ساقی مرے ہر روز کی آنے سے ہے یہ رنگ — اب مجھکو اوس انداز سے ساغر نہین ملتا
مین جانتا ہون بس تری غصہ کی یہ حد ہی — جبتک تری قدمون سے مرا سر نہین ملتا
وحشت کی بڑھا دینی کی تدبیر نئی کی — دیوانہ کو تیرے کہین پتھر نہین ملتا
کیا جانے تڑپتا ہوا کس سمت گیا ہے — ڈھونڈے سے ہمارا دل مضطر نہین ملتا
بیخود ہون مین ایسا کہ ہوا ایک زمانہ — مین کوچہ مین اپنے ہون مگر گھر نہین ملتا
ہے ساری خدائی مگر اندھیر ہی کیسا — قاتل مرا مجھکو سر محشر نہین ملتا
گھر میرے وہ آتا تو ہر اک راہ سے آتا — یہ اوسکا بہانہ ہی کہ رہبر نہین ملتا
اولجھن سے ہی کیا فائدہ تم کھول دو گیسو — دیکھون تو بھلا دل مرا کیونکر نہین ملتا

یہ سچ ہے شفیق آج جو ناصح نے کہی بات
بدبخت کو اچھا تو مقدر نہین ملتا

سمجھ مین کچھ نہین آتا معاملہ دل کا — حضور آئین تو ہو جائے فیصلہ دل کا
تڑپ جو بڑھ گئی معشوق نے جگر تھاما — اثر دکھایا تو ہونے لگا گلہ دل کا
یہ اونسے کہتا ہی ہنس ہنسکی اونکا دیوانہ — دکھاؤنگا تمھین اک روز حوصلہ دل کا
کریم تو مری مقتلین آبرو رکھنا — کہ اونکے تیر سے ہوگا مقابلہ دل کا
تمھاری زلف کی کوچہ مین ڈر ہی لٹنے کا — اندھیری رات ہی جاتا ہی قافلہ دل کا
کسی کے ناوک مژگان نے کی خلش پیدا — کہ پھوٹ پھوٹ کی روتا ہی آبلہ دل کا
نکالا چارہ گرون نے عجب قیامت کی — کہ اونکے تیر سے رہتا تھا مشغلہ دل کا

ابھی تو تاب کمر ہے تمھاری زلفِ رسا
بڑھے جو اور تو ملجائے سلسلہ دل کا

ہوا کے ساتھ زمانہ مین آئیگا طوفان
جو سانس لینے مین پھوٹیگا آبلہ دل کا

ہی اونکا تیر بھی وہ بھی ہین مین بھی حاضر ہون
خدا کے سامنے ہوتا ہے فیصلہ دل کا

اوسی کے در پہ چلو موت بھی دہین آئے
یہ مجھسے کہتا ہی بڑھ بڑھ کے حوصلہ دل کا

شفیق زورِ جوانی کی حد نہین کوئی
کسی کے روکے سے رکتا ہی ولولہ دل کا

خواہشین دلکی مرے گیسوے جانان سمجھا
حال مدت مین پریشانکا پریشان سمجھا

حشر مین آپکا دیوانہ لحد مین تڑپا
تنگئی گورکو وہ تنگئی زندان سمجھا

جب سی دلمین تری عاشق کی ہوا ہی پیوست
وہ ترے تیر کو اپی ترک رگِ جان سمجھا

تھا یہ نزدیک کہ نالو سنی مری شق ہو فلک
حشر کا روز مین اپنی شبِ ہجران سمجھا

رات کو شوق سی وحشی نے بلائین ڈالین
ماہِ کامل کو بعینہ رخِ جانان سمجھا

اس سبب سی نہ مرے دل سی نکالا اوسنے
عمر بھر وہ مرے ارمان مری جان سمجھا

جوشِ گریہ مین قیامت کا مجھی لطف ملا
اپنی ہر اشک کو مین نوحکا طوفان سمجھا

تڑپا اسدرجہ کہ سینی مین ہوا حشر بپا
آپکے اب دلکو مرے گیسوئی جانان سمجھا

قیس کا ذکر ہی کیا چیز بری ہی وحشت
مین کہان اپنی گریبانکو گریبان سمجھا

یہ غرض بھی کہ ہو فردِ شہدا مین مرا نام
جان دینی کو مین مضبوطی ایمان سمجھا

کیسا وحشت ڈکیا راز مرا پوشیدہ
یہ تو فرمائیے کوئی مرا ارمان سمجھا

ایک مدت رہا سینی مین مری او قاتل
مطلبِ دل جو تری تیر کا پیکان سمجھا

کبھی اس در سی نہ اوٹھونگا تری باتو سنی
مین نہ سمجھونگا کسی اور کو دربان سمجھا

اسطرح آپکی فرقتمین بسر کی سی ملنے
کوئی بھی مجھکو نہ دنیا مین پریشان سمجھا

ایکدن آپکا اک سوئی عدم جانیکا
کب نہ مین آپکو دور دور کا مہمان سمجھا

آئے ہیں بہر عیادت تو ہنسی دیتی ہین
خاطر ہن ہوتی ہین دم بھر کا جو مہمان سمجھا

سنکے کہنے لگے وہ پیر شفیق ایسا ہی
جو مری عشق مین اپنے کو غزلخوان سمجھا

کسی کی آنکھ مین رہتا کسی کی دلمین رہجاتا
غبار عزدہ اوٹھتا تو اس مشکل مین رہجاتا

لیا ہی گاہے گاہے نقش پائی یار کا بوسہ
نہ وہ باہر نکلتا یہ بھی ارمان دل مین رہجاتا

سبب سی ناتوانیکے نہ پہونچا کوئی جانان تک
جو مین گھر سے نکلتا پہلی ہی منزل مین رہجاتا

زمانہ ہاتھ پھیلاتا حمیت ترک کر دیتا
عدم کی راہ مین گر کچھ کف سایل مین رہجاتا

ہمیشہ مین خدنگ ناز کو رکھتا ہوں سینے مین
مرے دلسی نکلتا دوسرے کے دل مین رہجاتا

ہمارے خون ناحق کی شہادت حشر مین دیتا
اگر دھبہ لہو کا خنجر قاتل مین رہجاتا

سنا ہی بعد میرے اقربا کی غیر حالت تھی
نہ میری موت آتی مین بھی اس مشکل مین رہجاتا

مری دریائی غم مین موت آجاتی تو یہ ہوتا
بس اک طوفان اوٹھکر دامن ساحلین رہجاتا

یقین ہی یون تڑپتا ساری عالم کو خبر ہوتی
اگر دم نام کو باقی ترے گھایل مین رہجاتا

ملا ہی خاک مین مجنون سوارت ساری محنت بھی گئی
کوئی ذرہ جو اوڑکر گوشۂ محمل مین رہجاتا

لگایا ہاتھ پورا اور کہا جلاد نے ہنسکر
یہ کیون ارمان اک باقی دل بسمل مین رہجاتا

گیا مین اوسکی صحبت مین خوشی سی موت آجاتی
بہت اچھا تھا میرا ذکر اوس محفل مین رہجاتا

یقین ہی بعد میرے پھر کسی کا امتحان ہوتا
جو کوئی ظلم باقی آسمان کی دل مین رہجاتا

غش آیا اوسکو ایسا حشر کرتا ساری عالم مین
جو کچھ بھی ہوش باقی آپکے غافل مین رہجاتا

عیادت کو ترے احباب گر کچھ بھی نہ آجاتے
شفیق اس بات کا ارمان تری دلمین رہجاتا

سینے پہ ہاتھ رکھے تھا اور رنگ زرد تھا
کل شب کو کیا شفیق تری دلمین درد تھا

فرقت مین یوں سمجھتے ہو مرا رنگ زرد تھا
کچھ دل پہ منحصر نہین رگ رگ مین درد تھا

اوسنے کہو نگا دلکو مرے آپ دیکھ لین
تڑپا تو تھوڑا مل گئی لذت بہت مجھے
جا کر لحد مین چین سے سویا مین حشر تک
اب شب کا لوٹنا نہ تڑپنا نہ آہ سرد
ناوک فگن کے صدقہ مین ایذا سے بچ گئے

ہے جس جگہ نشان یہان پہلی درد تھا
کل شب کو میٹھا میٹھا مری دلمین درد تھا
تکلیف مرگ سے مری رگ رگ مین درد تھا
اوس دلکو موت آگئی جس دلمین درد تھا
اوس جا پہ تیر مارا جہان دلمین درد تھا

مرکر شفیق ہجر کی ایذا یون ہی رہی
محشر مین مین اوٹھا مری پہلو مین درد تھا

یہ کہہ کے گل ہوئی مری شمع مزار کیا
صیاد تو نے دفن کیا باغ مین سے مجھے
وحشت جنون پھر آنے لگا کل سے خواب مین
برق جمال یار ذرا یہ بتا مجھے
مینے ملائین خاک مین سب اونکی حسرتین
دیوانہ مجھکو یا مجھے کچھ اور ہی کہو
ناصح ہین اوس سے ملنے نہ ملنے کو کیا کہون
دیوانہ تیرا پوچھتا ہے اپنے غور سے
سب عمر گذری دشت مین اتنی خوشی ہوئی
مایوس ہوگئے مین تری کوچہ سے جب چلا
جانباز مرنے کہتے ہین دیکھا نہ ایک کو

دیکھے نہ مرنے والا تو ایسی بہار کیا
جب موت آگئی تو خزان کیا بہار کیا
باقی ہے کوئی میرے گریبان مین تار کیا
غش کھا کے گر پڑا ترا امیدوار کیا
غیر ونکے دلسے نکلوگا میرا غبار کیا
قابو مین دل نہ ہو تو مرا اختیار کیا
مانے نہ مانے دلکا مرے اعتبار کیا
تھی مجھسے بات کرنیکو تصویر یار کیا
نکلی تمہارے در پہ مری جان زار کیا
مچلا قدم قدم پہ دل بیقرار کیا
فرماتے ہین حضور یہی بار بار کیا

وہ آکے مجھسے کہتے ہین سنلاؤ تو شفیق
تم کہہ رہے تھے دلمین شب انتظار کیا

اس شرم مین یگانہ و بیگانہ چھٹ گیا
کیونکر کہین گے کوچۂ جانانہ چھٹ گیا

دل سے سوا مرے کوئی سنسان جا نہیں
دنیا میں مجھسے کونسا ویرانہ چھٹ گیا

مرنیکا شور سنکے مرا ہنسکے بولے وہ
زندانسے آج کیا کوئی دیوانہ چھٹ گیا

ساقی مجھے دکھاتا تھا اندازِ مے کشی
ہاتھوں سے اوسکے شیشہ و پیمانہ چھٹ گیا

ساقی نے مجھسے ہنسکے کہا گر پڑیگا تو
گر ہاتھ سے ترے درِ میخانہ چھٹ گیا

تقدیر میں جو لکھا تھا اوسکو پڑھا نہیں
مکتب میں مجھسے عشق کا افسانہ چھٹ گیا

آبادی اور دشت مجھے دونوں ایک ہیں
اب مجھسے میرے باپ کا کاشانہ چھٹ گیا

اے شمع تو تو آج جلی کل جلیگا وہ
محفل میں تجھسے گر کوئی پروانہ چھٹ گیا

کس درد سے وہ مجھکو سناتا تھا روز و شب
دل کیا چھٹا کہ عشق کا افسانہ چھٹ گیا

کہتے ہیں لوگ زخم مرے سر کے دیکھکر
کیا حادثہ ہوا کہ یہ دیوانہ چھٹ گیا

عسرت نے ایسا پیسا کہ گھبرا گئے شفیق
تمسے خیال ہمت مردانہ چھٹ گیا

معبود خوب تر ہے مہربان رشید کا
سارا زمانہ بھر ہے ثنا خوان رشید کا

اللہ نے کیا اونھیں پیغمبر سخن
ہو جائے کیوں نہ تختِ سلیمان رشید کا

ہر نقطہ اونکی نظم کا ہوتا ہے ضو فگن
ہر لفظ لفظ ہے مہِ تابان رشید کا

کیا اونکی باغ نظم میں آ سکتی ہے خزان
پھولا پھلا رہے گا گلستان رشید کا

بتیس ۳۲ سال ہو گئے عالم بدل گیا
چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے دامان رشید کا

اوستادی اسکا نام ہے اتنا اثر تو ہو
نقاد فن ہر اک ہے ثنا خوان رشید کا

عارف کی غم نے کیا اونھیں غمگین کر دیا
جیسے ہوا ہے چاک گریبان رشید کا

قاصر زبان ہے مری شکریہ کیا کروں
جو شاعری میں مجھ پہ ہے احسان رشید کا

دیوان شفیق تیرا چھپا شکر کی ہے جا
تو بھی ہے ایک طفل دبستان رشید کا

پڑی جب تیر سینے پر نہ اوسدم بیخبر ہونا
قریب دل اعانت کی لئے درد جگر ہونا

شب وصلت مقدر مین لکھی تھی مختصر ہونا
ادھر تو آنکھ جھپکانا ادھر فوراً سحر ہونا

کبھی منہ پر ہنسی آتی ہی کبھی کھنچ کھنچ کے ملتی ہین
قیامت ہو گیا تلوار کا زیب کمر ہونا

ٹھہر اے دل کہ وہ ناوک فگن ناوک لگاتا ہی
اگر تڑپے گا تو مشکل ہی پھر تیرونکا سر ہونا

دل مضطر ذرا دم لیکے تڑپے غش نہ آجائے
شب فرقت ہی یہ آسان نہین اسکی سحر ہونا

تجھے مجھسے محبت ہی نہ دیکھا جائیگا تجھسے
مرا جسوقت دم نکلے نہ تو اے چارہ گر ہونا

یکایک بزم مین اونکی اوداسی چھا گئی ہر سو
ہمارا دم نکل جانا اوسی فوراً خبر ہونا

سمجھین عشاق کو تیغ اداسی قتل کرتا ہی
یہ پہلے سوچ لو پھر بعد کو بیداد گر ہونا

تجھے اے دل ہمیشہ اپنے سینے سے لگاؤنگا
مگر یہ شرط ہی تو زخمی تیر نظر ہونا

خداوندا غریبونکی تو ہی عزت بچاتا ہی
برا جب وقت آئے تو نہ مجھسے بیخبر ہونا

مین اب جیتا رہون یا موت آئی ہی مکان دیکھا
خوشی اسکی ہی میرے ہاتھ مین زنجیر در ہونا

خدا بخشی بنے صحرا مین میرا دل بہلتا تھا
مجھے یاد آتا ہی اے قیس تیرا ہمسفر ہونا

مسیحا کی نگاہ مین اپنے گھایل سی یہ کہتی ہین
نہ جب تک ہم کہین اچھے نہ تم زخم جگر ہونا

کہا بلبل نے مین سر پر قفس کو لیکے اڑ جاتی
مگر مجبور کرتا ہے مرا بے بال و پر ہونا

وہ رخصت ہو رہی ہین دل ہمارا ہمسی کہتا ہے
اگر یہ آئے تو ممکن ہی پھر ایسی سحر ہونا

جو تم چاہو تو پھر موسیٰ جبین پھر طور پر جائین
تمھاری سامنے کیا بات ہی پھر جلوہ گر ہونا

وہ دیوانہ سمجھکر روز ہی سنتی ہین ہنس ہنسکر
نہین ممکن ہماری داستانکا مختصر ہونا

نہ پوچھو دوستو کسطرح بیتنے زندگی کاٹی
جہان مین جسطرح کیا اسکو کہتی ہین بسر ہونا

شفیق آیا ہی اونکی بزم مین اتنا سمجھ لینا
مگر اب چاہئے ہی تیری باتو نمین اثر ہونا

غور جب دل مین کیا ہی مرا نقشا دیکھا
جذب دل کا مری تمنے بھی تماشا دیکھا

طور پر سینی سنا آپ کو غش آیا تھا
یہ تو فرمایئے کیا حضرت موسیٰ دیکھا

خم کے خم دیدیے غیرونکو ہمین تلچھٹ دی
بزم ساقی مین یہ خیرات کا حصا دیکھا

بعد مرنیکے بھی امید ہوئی جینے کی
عجب انداز سے اوسنے مرا لاشا دیکھا

دیکھکر طالب دیدار ہوا دیوانہ
غور صادق سے اگر یار کا جلوا دیکھا

آپ تو عشق کے رہبر ہین کہا مجنون نے
کہئے ہمسے بھی شفیق آپنے کیا کیا دیکھا

انگشت نما ہونا دنیا مین جدھر جانا
یہ عشق کا حاصل ہی آپے سے گذر جانا

بیمار محبت کو ہی لطف خلش تجھ سے
مجھکو بھی لئے جانا جب درد جگر جانا

مرتا ہون کہا مینے قاتل نے کہا ہنسکر
کہتا ہی فقط منہ سے آسان ہین مرجانا

فرہاد نے یہ کہکر تیشہ کو اوٹھایا ہے
دنیا مین اگر آیا کچھ نام بھی کر جانا

عاشق نے کہا تیرے موت آئی ترے در پر
ہو نام ترا لب پر یون خوب ہی مرجانا

ہی یاد مجھے اب تک کیا آپکا بچپن تھا
عاشق نے مجھے کہدینا شرما کے مکر جانا

کچھ آپ نہ گھبرائین یہ شیوۂ عاشق ہی
ہر بات پہ جی جانا ہر بات پہ مرجانا

بہزاد نہ گھبرا تو کچھ دل کو ٹھہرنے دے
ممکن ہی نہین دلکی تصویر اوتر جانا

گھبراؤ نہ تم صاحب ہی رات ابھی باقی
کب آؤگے یہ کہدو بروقت سحر جانا

قاتل کا اشارہ ہی آنکھونسے دم زینت
عاشق کے کلیجے تک ای تیر نظر جانا

مقتل مین مجھے یارب ہو سر سے سبکدوشی
ہی خوف مرے قاتل کی تلوار سے ڈر جانا

کوٹھے پہ وہ آئے ہین زینت ہی شفیق ایسی
دل تھامنا ہاتھونسے جس وقت ادھر جانا

صدمۂ ہجر اوٹھایا ہے تو مرجائیگا
دلکے رونے کو مرا زخم جگر جائیگا

جسکے سینے مین ترا تیر نظر جائیگا
آنکھ جھپکاتے ہی اک آن مین مرجائیگا

کہین آنکھون سے کہین دے کے گذر جائیگا
انکھین رہ ہونگی وہ عشاق کے گھر جائیگا

ناوک افگن ترے ناوک کو بھی اوٹھیگا مزا
لب سوفار مین جب خون جگر جائیگا

حال بیمار محبت کا بہت نازک ہے
اب جھلک در دل اوٹھی کی تو مر جائیگا

میرے پہلو مین نہین زلف سے اوسکی نکلا
اب بتا او دل گم گشتہ کدھر جائیگا

کیسی ہمت ہی تری واہ رے پیوند زمین
تو یونہین تا بہ عدم خاک بسر جائیگا

آج نا واقف الفت کا خدا حافظ ہے
گھر سے نکلا ہے تو کیا جانے کدھر جائیگا

مجھسے قاتل نے کہا دل نہ ترا چھیدونگا
کہ مرا تیر نظر خون مین بھر جائیگا

مجھکو امید ہی جب موت مری آئیگی
بلشوائیکے لئے درد جگر جائیگا

عشق صادق ہی مرا ضبط مجھے روک نہین
اوسکے دل تک مرے نالونکا اثر جائیگا

کہا صیاد نے بلبل کے ہوئی شل بازو
قید سے چھوٹ بھی جائی تو کدھر جائیگا

دل عشاق پہ آئینگی بلائین لاکھون
آپکے دوش پہ گیسو جو بکھر جائیگا

پوری زینت وہ کئی آئے شفیق اچھا ہی
کل تو دل جا چکا ہی آج جگر جائیگا

کوئی تو مر کے جیے گا کوئی مر جائیگا
بزم عشاق مین وہ شعبدہ گر جائیگا

خون دل ہی اسی سینچا ہی تعلق یہ ہی
قبر تک نخل محبت کا ثمر جائیگا

اس سے تصویر خیالی نہین لیتا وہ مسیح
ڈر ہے بیمار کا چہرہ بھی اوتر جائیگا

سامنے مانی و بہزاد کے منہ ڈھانکی ہین
ڈر ہی عارض کا مرے رنگ اوتر جائیگا

میرے قاتل کی ابھی چوٹ ہی رکتی ہی نہین
ہاتھ جب سر پہ پڑا زیر کمر جائیگا

یار کے گیسوئے مشکین مین ہین لٹو لاکھون
پھر بھی بل کھاتا ہوا تا بہ کمر جائیگا

وصل کی شب مین بھی کمبخت یہ تڑپا ہی کیا
دلکو دھڑکا ہی کہ وہ وقت سحر جائیگا

اوسکو سب اہل چمن سینے سے لپٹا لینگے
اوڑ کے بلبل جو قفس سے کوئی پر جائیگا

خاک اوڑائیگا مرے بعد خیال جانان | وہ ہی مرنیکی مرے لیکے خبر جائیگا

کہا لیلی نے مرا قیس بہت عاقل تھا | کیا یہ امید تھی آپے سے گذر جائیگا

حشر کے روز کہین آپ نہ گھر سے نکلین | مجمعِ عام ہے ہر فرد بشر جائیگا

تیغ ابرو کے اوٹھانیکی ضرورت کیا ہی | مسکرا دیجئے عاشق ابھی مر جائیگا

کیا ترے خنجر بران مین چمک ہی قاتل | خون مین ڈوب کے یہ اور نکھر جائیگا

بحر غم مین گیا جسطرح سے ترا عاشق | یہ یوہین آگ کے دریا مین اوتر جائیگا

لو سنے غیرون نے کہا حال شفیق ایسا ہی
اب برا وقت ہے کچھ دیر مین مرجائیگا

گر کے تربت پہ ترے ناز و ادا ہو جانا | آئینہ کہتا ہی پھر مجھسے جدا ہو جانا

دلکو آتا ہی حسینو نپہ فدا ہو جانا | بیٹھے بٹھلائے گرفتار بلا ہو جانا

خوب ہی مشق تصور کا سوا ہو جانا | آدمی کے لئے اچھا ہی رسا ہو جانا

دلکو زلفون سے رہا کرکے ستمگر نے کہا | اب کہین اور گرفتار بلا ہو جانا

کمسنی ہی ابھی جلاد مگر ممکن ہے | بڑھتے بڑھتے ترا شمشیر ادا ہو جانا

خواب مین آئے ہو کچھ دیر یون ہی بن ٹھن | آنکھ کھلجائے تو پھر مجھسے خفا ہو جانا

میری میت کی تو زینت ہی چلے جاتے ہین غیر | یون ترا برہنہ سر برہنہ پا ہو جانا

خاک تربت مری اوس کوچہ مین پہونچا دینا | راستے پھر تو ذرا تیز ہوا ہو جانا

آج تو جا کہ مسیحا بھی ہین آنے والے | پھر کسی روز مرے پاس قضا ہو جانا

دردِ دل کہتا ہے مجھسے یہ نہین ممکن ہے | جان کنی کی تری ایذا مین جدا ہو جانا

اپنے بیمار سے یہ کہکے مسیحا اوٹھا | اب تو ممکن ہے تجھے جلد شفا ہو جانا

اتنا گھبراتے ہو کیون چارہ گرو سمجھو تو | حسن ہی دردِ محبت کا سوا ہو جانا

اے مسیحا اسے کہتے ہین کمالِ تاثیر | آپکا نام مریضون کو دوا ہو جانا

عشق وہ چیز ہے حسین کہ بہت مشکل ہے
مر کے بھی شرطِ محبت سے ادا ہو جانا

ہم وہ عاشق ہیں کہ قبضے میں ہے ہستی و عدم
روز جینا ہمیں اور روز فنا ہو جانا

اوسکی رحمت سے نہ مایوس ہو ممکن ہے شفیق
مجھ گنہگار کی مقبول دعا ہو جانا

مقدر میں لکھا تھا اس ادا پر دم نکل جانا
یکایک لیکے انگڑائی ترا فوراً سنبھل جانا

درِ دلدار تک کہتا ہے یہ دل سر کے بل جانا
قیامت تک رہے جسکا اثر وہ چال چل جانا

جوانیکا زمانہ کیا مجھے اب یاد آتا ہے
دلِ ناداں مری ہر بات پر تیرا مچل جانا

خدنگ ناز مجھپر پڑ گیا احباب کہتے ہیں
دلیری ہے تمھاری تیر کھانا اور سنبھل جانا

نگہبان نے کہا جلاد سے یہ رحم لازم ہے
ہے آسان قید ہونگی آہ سے زندانکا جل جانا

تمھیں تو جان لینی ہے میں اونسی بات کیونکر لوں
وہ جب آئیں مری بالیں پہ تو اے موت ٹل جانا

میں ایسے وقت پہونچا تھا درِ جاناں پہ موت آئی
تعجب ہو گیا سبکو مرے ارمان نکل جانا

کیا جو ذکر یوسف مینے کیسا وہ حسین بگڑا
قیامت ہو گئی اک بات کا منہ سے نکل جانا

کسی ہشیار بادہ کش نے یہ تمکو سکھایا ہے
کہ ساغر لیکے اوٹھنا لڑکھڑانا اور سنبھل جانا

سرِ بام آئے ہیں وہ شور اک عشاق میں اٹھا
نقاب اولٹیں گر وہ اے دیکھنے والو سنبھل جانا

زمانہ وصل کا گذرا وہ مجھکو یاد ہے قصہ
ہنسی کی بات میں بھی آپکے تیور بدل جانا

مزاج ایسا ہے اونکا جسپہ آتی ہے ہنسی مجھکو
کسی سے نام یوسف سنتے ہی تیور بدل جانا

شفیق ارمان اتنا رہ گیا اک روز وہ کہتے
نجانے دینگے تمکو آج ہم گھر اپنے کل جانا

صبر کہتا ہے کہ رونا کیسا
ہجر میں جان کا کھونا کیسا

غیر نے جھوٹ کہا تھا مجھسے
یار کا گھر میں نہ ہونا کیسا

دور سے تیر جگر کا کھینچو
خون میں ہاتھ ڈبونا کیسا

ہجر کی رات بری ہوتی ہے — آہ رکھتی نہیں سونا کیسا

عشق میں کوئی بشر لائق ہو — آسمین برباد نہ ہونا کیسا

بعد مرنیکے جو تڑپا مرا دل — شق ہوا قبر کا کونا کیسا

نام تیرا ہے مرے باعث سحی — بحرِ غم مجھکو ڈبونا کیسا

جل بھی جائے تو نہ اف منہ سے کرے — اے شمع راتون کو رونا کیسا

جو کہ ہو خاک نشین مدت سے — اوسکو شفاف بچھونا کیسا

کہتا ہے ضبط کہ تم صابر ہو — درد ہو دل مین تو رونا کیسا

دلِ عاشق سے ہمو ہوتا ہی — تخمِ الفت ترا بونا کیسا

ایکدن جان مری لیتے فصاد — روز نشتر کا چبھونا کیسا

اب بھی تکلیف مجھے دیتے ہو — جاؤ بھی لاشہ پہ رونا کیسا

کیا جوانی نے سکھایا ہی تمھین — لیکے انگڑائیان سونا کیسا

کچھ کہا ہمنے وہ کہتا ہے شفیق — دکھڑا ہر روز کا رونا کیسا

مے بھی میخوار بھی ہوگا مرا ساقی ہوگا — حشر آئیگا تو اک لطف وہان بھی ہوگا

روز پینے کو نصیر ایکا خدا دیتا ہے — ہمسے مستونکا کبھی جام نہ خالی ہوگا

شب فرقت مرا کہہ کہکے بڑھا دیتی ہی دل — نالے گر روز کروگے تو اثر بھی ہوگا

اب یقین ہی عدم آباد مین آندھی آئے — خاک اوڑائیگا جہان پر ترا وحشی ہوگا

دکے ناسور مرے رسنے لگے فرقت مین — اب یقین ہی کہ کوئی راز نہ مخفی ہوگا

ہم ہین اور حضرت موسیٰ ہین تری طالب دید — خیر کوئی نہ کوئی وقتِ تجلی ہوگا

حشر مین دیکھنے والونکو مزا اوٹھے گا — ہاتھ ہوگا مرا اور دامن عیسیٰ ہوگا

آیا ہے بہر عیادت تو سمجھ لے اتنا — یہ ترا لطف مجھے وجہ تسلی ہوگا

دیکھکر تیر ونکے روزن وہ یہ فرماتی ہین
اب تو ارمان کوئی دلمین نہ باقی ہوگا

حشر مین قیس کے ہمراہ رہیگا مجمع
جس جگہہ بیٹھ گیا قصہ لیلی ہوگا

ایک دم کے لئے گر آپ کرم فرمائین
میرا برباد نہ سرمایہ ہستی ہوگا

جو مخالف ہی مرا اوس سی مین کہتا ہون شفیق
شعر ہر ایک مرا دفتر معنی ہوگا

لگی تھین در سے آنکھین منتظر بیمار ہجران تھا
نہ آتے اک گھڑی بھر تم تو پھر مرنیکا سامان تھا

کہا یہ مینے غیرونسے کہ تم اوس وقت یاد آئی
کوئی ہنستا تھا خلوت مین کسی کے سنہ پہ دامان تھا

یہ ملک تہین لاکھون حسرتین تھین مری ہی دم سی
بدن سی جان جب نکلی تو سارا شہر ویران تھا

لحد تک اقربا احباب سب پہونچا گئے مجھکو
گیا جو ساتھ تربت مین وہ میرا راز پنہان تھا

چلے ہین روز راہ عشق مین ہم بادیہ پیما
نہ جب بھی زندگی بھر طے ہوا ایسا بیابان تھا

وہ آئے سامنے جب بات بھی منہ سی نہین نکلی
لب خاموش تھا میرا کہ گویا قفل زندان تھا

بتائین کیا تمھین اے دوستو تم خود سمجھ لوگی
جو سارے گھر کی زینت لے گیا وہ کیسا مہمان تھا

قدر انداز تیری مشق دنیا سے نرالی ہے
وہین پر تیر مارا جس جگہہ پر دلمین ارمان تھا

تڑپنے سے اچھاین جسکے پیہم زلزلے آئے
تجھے معلوم ہی کچھ وہ ترا بیمار ہجران تھا

مرے احباب اوس سی کہتی ہین کچھ ہی خبر تم کو
کوئی ہنستا تھا کل خلوت مین اور کوئی پشیمان تھا

قدم سی اپنے یارو ہر طرف زینت تھی صحرا مین
ہمارے خون سی گلنار ہر خار مغیلان تھا

نہ تو دیکھتے ہی یہ کہا دیوانو نے ہنسکر
ہمین ہے یاد یہ پہلے حسینونکا گریبان تھا

جو میت پر بھی آئے تھے مزاج اونکا نہ ملتا تھا
ہماری لاش اوٹھوائی زمانے بھر پہ احسان تھا

نہ جانے دل فریبی وقت زینت کیا ہوئی پیدا
ادھر تو آپ حیران تھی اودھر آئینہ حیران تھا

تعلق قاتل و مقتول کے ایسے مساوی تھی
ادھر سوفار چٹکی مین اودھر سینے مین پیکان تھا

نہین تم جسکے معنی سمجھی کیا کہنا شفیق اوسکا
بیان کچھ کر نہین سکتے کہ جو زور شبستان تھا

دست و پا ٹیکے ہین پتھر سے کبھی سر توڑا
دم یون ہی آپکے بیمار نے شب بھر توڑا

مے جو مانگی تو عجب طور کا غصہ آیا
لیکے ساقی نے مرے ہاتھ سے ساغر توڑا

نگہ کے تیر بھی اور برچھیان مژگانکی چلین
آج ان سب نے مرے دلکو برابر توڑا

بس مرا کچھ نہ چلا مجھکو خدایا داد آیا
کسطرح سینے مین دم اے دل مضطر توڑا

دیکھنے والون نے دانتو مین دبائی انگلی
آپنے رشتۂ الفت مرا کیونکر توڑا

بحر غم کا تجھے طوفان دکھانا ہی ضرور
تو ہی تجھکو نہ اے ہمت سکندر توڑا

کھولنا فصد نہین چاہنے والے ہین بہت
نام دیوانہ کا ہے آپ ہی نشتر توڑا

غیر کا نام لیا زخم مرے دلپہ پڑا
جان پر قہر میری تو نے ستمگر توڑا

تیر جلاد سے تھرا کے یہ کہتا ہے شفیق
دل نہین توڑا میرا تو نے مقدر توڑا

جانا عدم کو ٹھہر چکا ہی جس جس کو پیغام گیا
کوئی قریب صبح گیا تو کوئی قریب شام گیا

ہمتو مرے الفت مین اونکی قید اونھون نے خوب ہی کی
سنکے وہ ہنسکر فرماتے ہین دنیا سے اک بدنام گیا

دیکھین نہ دیکھین وہ مجھکو مین اونکے کوچہ مین پہنچا
فخر مجھے کیا یہ کم ہی مین اونکے زیر بام گیا

پہلے ہیل مین گھر سے نکلا عشق کی راہ ناہموار
گرتا پڑتا مرتا جیتا منزل پر ناکام گیا

سنتا تھا صیاد ہی ظالم دیتا ہے وہ تکلیفین
ڈرتے ڈرتے مرغ دل بھی آج قریب دام گیا

مشق تصور ہی مجھکو جھپکی جو پلک وان پہونچگیا
روز مین اونکے کوچے مین آنکھو لینے سو سو گام گیا

واہ ری قسمت ساقی بھی کچھ ایسا تغافل کیش ملا
مینے پہلے مانگا تھا اور غیر کے آگے جام گیا

بخل و سخاوت کی باعث ای ساقی سارے عالم مین
کس کا کسکا نام رہا ہی کسکا کس کا نام گیا

کیسی ادا تھی وہ ظالم جب پاس سے میری اوٹھکے گیا
دلکو میرے پامال کیا کس چال سے تو دو گام گیا

آنکھین اوسکو ڈھونڈ رہی ہین نیند کہان اب چین کہان
جیسے دل گیسو مین پھنسا چین گیا آرام گیا

اسکا گلہ ساقی سے کیسا اپنی ہی تقدیر شفیق
تیرے سوا اوسکی صحبت سے کوئی بھی تشنہ کام گیا

شب ہجر یار وہ تھا بڑا غمگسار میرا
مرے ساتھ خوب تڑپا دل بیقرار میرا

وہ نہ ہم بغل ہو مجھسے اوسی مین وصال سمجھون
کوئی ہنسکے بات کرے بت شرمسار میرا

مجھے درد ہجر تجھسے کوئی خوف ہو تو یہ ہے
مرے ساتھ مر نہ جاے دل بیقرار میرا

مجھے ہے یقین اسکا کہ وہ پھر نہ جھوٹ بولین
جو وہ حال آکے دیکھین شب انتظار میرا

یہی کہہ رہا ہی ساقی سنو میری مے پرستو
مرے میکدہ کے در پر وہی بادہ خوار میرا

مجھی موت ہو مبارک ابھی مر کے جان آئی
مری قبر پر جو آے کبھی سوگوار میرا

یہ ہوا ہی کون گھایل ذرا دیکھے آکے قاتل
کہ بہار دے رہا ہے دل داغدار میرا

وہ رقیب کی ہی صحبت مری واہ ری جذب الفت
وہ ہی ذکر کر رہی ہین وہان بار بار میرا

مری ہاتی تو ہی محافظ کوئی خطرہ جب ہوا تھا
دیا ساتھ مرتے دم تک مری جان زار میرا

مری خاک ہو سوارت مجھی جسنے مار ڈالا
وہین گرتا پڑتا پہونچے کسیدن غبار میرا

وہ یہ سب سی کہہ رہی ہین کہ شفیق کیون نہ آیا
کوئی امر ہو گیا ہی اوسے ناگوار میرا

کیون ترا بیمار الفت ناتوان ہو جائیگا
سانس کا لینا اوسی بار گران ہو جائیگا

آہ سوزانکا اگر اونچا دہوان ہو جائیگا
یہ بھی قایم ہوکے اکدن آسمان ہو جائیگا

درد ہے دلمین ذرا اسکا تعلق ہو تو جائے
بڑھتے بڑھتے یہ شریک استخوان ہو جائیگا

باغ اپنا باغبان رضی دی بلبل نے کہا
ہم جہان جائین گے ممکن آشیان ہو جائیگا

ہنسکے دیوانہ سی کہتی ہین ابھی زندان مین بیٹھ
جب بہار آئیگی ترا امتحان ہو جائیگا

آہ کی تکلیف سی مینے تو ظالم نے کہا
چپ رہ اے بدبخت درد دل عیان ہو جائیگا

مین زبان سے اف کرون اے چارہ گر ممکن نہین
درد دل اوٹھتی ہی چھپ کیسے عیان ہو جائیگا

تم تڑپتے ہو رہائی کے لئے اہل قفس
ہمسے بھی صیاد ظالم بدگمان ہو جائیگا

کوئے جانان مین قدم رکھتے ہی آئے زلزلے
ہم نہ کہتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا

جوش گریہ بڑھ رہا ہے اب یہ ہوتا ہے یقین
ہر بن مو سے مری دریا رواں ہو جائیگا

اب مجھے مشق تصور سے یقین ہونے لگا
دھیان میرا اونکے در کا پاسبان ہو جائیگا

مان لو محشر کا کہنا جب رہو تم اے شفیق
ہے کوئی دشمن تو وہ بھی مہربان ہو جائیگا

بیخود شب وصال جو مین ناصبور تھا
مین بے قصور تھا مرے دلکا قصور تھا

بیتاب ہوکے راہ مین بیکار جان دی
اے دل مکان یار کا تھوڑی ہی دور تھا

دلمین خیال جب کیا تجھ تک پہونچ گیا
گو ہمسے تو ہر ایک کے نزدیک دور تھا

کچھ بھی نہ تھا خیال نشیب و فراز کا
موسیٰ کو ایسا ولولہ کوہ طور تھا

کہنا تھا دلکو جو وہ کہا اونکے سامنے
ناداں دوست میرا بہت بے شعور تھا

دربان قید خانہ مین آیا ہے پوچھنے
کسکی زبان پہ رات کو نام حضور تھا

آخر جہاز عمر ہمارا نہ بچ سکا
دریاے غم کا آج کچھ ایسا وفور تھا

آئے ہین فاتحہ کو مگر غیر ساتھ ہین
بعد فنا یہ ظلم اونھین کیا ضرور تھا

جاگے ہوئے تھے رات کی یا اور بات تھی
آنکھون مین اونکی آج غضب کا سرور تھا

اوسکا خیال آتے ہی دل چھد کے رہ گیا
ہر چند تیر ناز بہت مجھسے دور تھا

ایسی ضیاے حسن تھی زینت کے وقت بھی
تھا عکس اونکے سامنے آئینہ دور تھا

مرقد مین تمکو دیکھا تو معلوم ہو گیا
دنیا مین ہر طرف کو تمہارا ہی نور تھا

بے سمجھے اونسے قتل کیا ہے مجھے شفیق
اب ہاتھ مل رہا ہے کہ یہ بھی قصور تھا

دل پکارا ترا احسان ستم آرا ہوتا
تھا جہان درد وہین تیر بھی مارا ہوتا

کچھ نہ کچھ تو مجھے مرنے کا سہارا ہوتا
ہاتھ اوچھا ہی سا دلبر مرے مارا ہوتا

پھر مخاطب کیا تمنے مجھے اولٹی ہی نقاب
غش مجھے آتا جو پہلا سا نظارا ہوتا

روح بھی تن سے نکلتی تو یہ دل مین رہتا
آہ کا تیر مجھے جان سے پیارا ہوتا

بچ گیا مضحکہ ہوتا دم محشر کیسا
آپکے دھوکے مین یوسف کو پکارا ہوتا

پھر مجھے کوئی زمانہ مین ستاتا نہ حسین
گرچہ ماتھے پہ رقم نام تمھارا ہوتا

فخر ہوجاتا مجھے بات مری رہ جاتی
بزم عشاق مین مجھسے جو اشارا ہوتا

فصل گرمی کی ہے جی جاتا ہے ای ساقی
میکشی ہوتی جو دریا کا کنارا ہوتا

تو اگر تیر لگاتا مری پیشانی پر
حشر تک وہ مری قسمت کا ستارا ہوتا

یہ تو بتلاؤ جو ہوتی یہ کسی اور کی بزم
یون بگڑ جاتے اگر ذکر ہمارا ہوتا

کسی مجمع مین اگر قتل وہ کرتا ہمکو
نام جلاد کا اور کام ہمارا ہوتا

مین تو مجبور تھا احباب سے یہ کہتا کون
وہ بھی آلیتے تو تربت مین اوتارا ہوتا

درد دل نے مری اسوقت اعانت کی ہے
یہ نہ اوٹھتا تو وہ پہلو سے سدھارا ہوتا

مین سمجھتا ہون کہ آنا ہے مسیحا کا محال
چارہ گر سنتے جو آنے کا سہارا ہوتا

ناصحا تو ہی سمجھ جوش جوانی مین بھلا
دلکا مرنا ہمین کسطرح گوارا ہوتا

خیر اب تھوڑی سی پڑھ لیتی شفیق اردو ہم
زندگی کا ہمین گرا یہی سہارا ہوتا

مین راز دل چھپانے مین دیوانہ ہو گیا
جب بھی ہر ایک بات کا افسانہ ہو گیا

تصویر جسنے دیکھی وہ دیوانہ ہو گیا
شہرت بڑھی شباب کا افسانہ ہو گیا

کیسی شراب جام مین رکھتی ہو ساقیا
گلنار جسکے عکس سے میخانہ ہو گیا

وحشی کا تیرے وشت مین کچھ دل بہل گیا
اوس سے جناب قیس سے یارانہ ہو گیا

سب چپکے چپکے روتے ہین ارمان حسرتین
دل مر گیا ہے سینہ عزا خانہ ہو گیا

مہندی کو رنگ سے رخ رنگین کی عکس سے
گلنار اوسکے ہاتھ مین پیمانہ ہو گیا

میخار بد نصیب عجب وقت آیا ہے
جب بند دوستو در میخانہ ہو گیا

الفت ہر ایک شے کو بڑھاتی ہے کسقدر
ذکرِ وفا کا اک پر پروانہ ہو گیا

ہم ایسے بادہ کش ہین کہ ساقی کی یاد مین
ساغر جہان پہ رکھدیا میخانہ ہو گیا

آزادیون نے کہدیا سارے جہان مین
اپنی سبب سے مذہب رندانہ ہو گیا

جمتے نہین ہین پاؤن وہ آتی ہین زلزلے
دشمن ہمارا کوچۂ جانانہ ہو گیا

فرقت کی رات درد کی ایسی چمک بڑھی
روشن تمام دلکا سیہ خانہ ہو گیا

ہم میکشی سے سیر ہوے توبہ کر چکے
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

اور ای حسین کریم ترقی دے حسن کو
اسکے سبب سے عشق اک افسانہ ہو گیا

قاتل نے پیچ سے مرا سر جدا کیا
تھا مختصر کہ ختم یہ افسانہ ہو گیا

کوئی نہ جانتا تھا وہ تھا راز اپنا عشق
تمنے کیئے وہ ظلم کہ افسانہ ہو گیا

مٹھی مین خاک لیتے ہی دیوانے نے کہا
قبضہ مین میرے آج سے ویرانہ ہو گیا

ہر فکر پر یہ دل کی سمجھ جاتے ہین عدو
اب تو مرا خیال بھی بیگانہ ہو گیا

کیا جانے تو نے خواب مین دیکھا تھا کیا شفیق
ہنستا تھا شبکو صبح کو دیوانہ ہو گیا

ملی پردیس مین راحت بڑھا رنج و محن اپنا
کلیجا منہ کو آیا یاد جب آیا وطن اپنا

خدا کی دین ہے ہر شعر مین پوری فصاحت ہے
مرے قابو مین رہتی ہے زبان اپنی دہن اپنا

مصیبت ہو کہ راحت جھک کے ملنے سے ہمین مطلب
خدا کی فضل سے یکسان ہی رہتا ہے چلن اپنا

بس اتنا مال ہو جو کام آئے ہر ضرورت مین
وہی ہے سلطنت احباب اپنے ہون وطن اپنا

ہمین امید ہے سب دوستون سے ہر ضرورت مین
خدا کی فضل سے ضایع نہ جائیگا سخن اپنا

مرے اوستاد کہتے ہین زبان مین ایسی نرمی ہو
ملے کچھ لکھنؤ والون مین انداز سخن اپنا

ملی خاکِ شفا منہ پر ہے کیا پر نور تربت ہے
قیامت تک نہین ممکن جو میلا ہو کفن اپنا

سمجھی پر جان دینگے ہم بھی مشتاق شہادت ہین
دکھا دینا حسین اے تیغ ابرو بانکپن اپنا

بڑی عزت بڑھائی مجھسے کیا ہو اونکا شکریہ
دعائیں دیتا ہی احباب کو ہر موئی تن اپنا

جہان کی فکر لاکھون ہی گل مضمون ہوئی پیدا
خدا کے فضل ہی سرسبز رہتا ہے چمن اپنا

ہمین دیوانگی مین خوب پابند محبت ہین
ہی بیڑی پاؤمین اور ہاتھ تھامی ہی رسن اپنا

ہمارے دلکی حالت جبھی اوسے معلوم ہو جاکر
کبھی تو تیر ڈھونڈھی آنکر ناوک فگن اپنا

ترقی لکھنؤمین آکے میر و مصحفی پائین
ہمین بھی ناز زیبا ہے کہ ایسا ہی وطن اپنا

فراغت ہو تو عالم مین بسر ہوتی ہی انسا کی
مصیبت مین سمجھونکو یاد آتا ہے وطن اپنا

حیا آتی ہی یارب اب ہماری پردہ پوشی کر
ہوا ہی حد سی بوسیدہ سراسر پیرہن اپنا

شفیق ایسا سفر مین ساتھ دیتی ہی سکونت بھی
کسی جا ہون ہمیشہ یاد آتا ہے وطن اپنا

سیکش نے لیا جام نے بیخبری کا
اب سامنا دیوانہ سے ہوتا ہے پری کا

آواز تری پردہ سے سنتی ہی غش آیا
باتون نے کیا کام تری جلوہ گری کا

جو وصل کی جاگے ہین وہ کسطرح نہ سوئین
جھونکا جو چلے سرد نسیم سحری کا

تیزی کو تری تیر فگن کوس رہا ہے
اک آتش دل ہو گیا نقصان سپری کا

ہی باد مخالف کا اوسے نام ہی کافی
جس آنکھ پہ دھوکا ہو چراغ سحری کا

مین بزم مین جاتا ہون حسین چھپتے ہین مجھسے
چرچا ہوا اون سب مین مری بدنظری کا

بیٹھے ہین وہ پہلو مین مری غیر ہی حالت
ممنون ہوا آج مین دردِ جگری کا

وہ کچھ نہ سنے اور ہلے جاتے ہین سب دل
آہونمین اثر یہ ہی مری بے اثری کا

موسی کی حکایت سی اوڑی ہوش سبھون کی
عالم مین ہوا شور تری جلوہ گری کا

پھاڑا تھا گریبان کلیجا ہوا ٹکڑے
افسانہ ہی عالم مین مری جامہ دری کا

دل مرگیا سب مین مری سنتی ہین آکر
عالم ہوا اشتیاق مری نوحہ گری کا

دریا بہا اشکونکا جہان ڈوب جائے
مالک ہی الٰہی تو ہی خشکی کا تری کا

بیمار شفیق ایسا ہے بچنا نہین ممکن
نقشا ہے برا آج عدم کے سفری کا

عشق کیسا یہ کرشمہ تھا دل ناشاد کا
بے ستون پر مرکے بھی قبضہ رہا فرہاد کا

میرے مرنیکی خبر اسطور سے پہونچی اوسکو
دشمنون نے میرے خط لکھا مبارکباد کا

غیر سے سنتے ہین آکر ہو گئی اونکو خبر
ای دل بیتاب متوقع اب نہین فریاد کا

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب و جگر
جس ٹھکانے ذکر ہو میرے دل ناشاد کا

سنتا ہون تصویر کھینچی ہے مرے دلدار کی
دیکھنے جاتا ہون نقشہ مانی و بہزاد کا

کوئی قیدی مرگیا ہے حشر برپا ہو گیا
قیدخانہ مین ہوا غل نالہ و فریاد کا

یا الٰہی قتل وہ اسطور سے مجھکو کرے
نام ہو جائے زمانہ مین مرے جلاد کا

پتھرون سے مین سر پھوڑا تو وہ کہنے لگے
ایسے دیوانہ کو تیشہ چاہیئے فرہاد کا

قبر مین مجھکو اوتار اسب سے یہ کہنے لگے
آئے ہین اوسوقت ہم جب وقت ہے امداد کا

بھر کے آہ سرد اک جان حزین پیری گئی
یہ بھی افسانہ ہوا اک ہجر کی روداد کا

کہتی ہے بلبل کہ میری آگ پھونکا آشیان
دل جلا کے میرا دل ٹھنڈا ہوا صیاد کا

قیدیونکی آہ سوزانکا ہوا اتنا اثر
بیڑیان کاٹی ہین جوہرہ سرخ ہے حداد کا

ہاتھ مین نخرسش ہوتا نکے لگانا دیکھکر
بخیہ گر یہ زخم ہے میرے دل ناشاد کا

بعد میرے قتل کے بھی خون تھم تھمکر بہے
اگنی ہے دل نذر جائے ستم ایجاد کا

گر پڑے برسات مین گھر ٹھوکرین کھاتے ہین شفیق
اب ٹھکانا ہی نہین تجھ خانمان برباد کا

جنون کہتا ہی مجھسی عشق ہے وہ ماہ تابان کا
شعاع مہر ہے جو تار ہے تیرے گریبان کا

کسی بتخانہ مین اب دخل ہوتا ہی مسلمان کا
کہا دل نی خدا حافظ ہی اسکے دین و ایمان کا

لئے زنبور ہاتھون مین الگ بیٹھی ہین چارہ گر
نہین آسان ہی کچھ بھی ناچھرانا زخم سوزان کا

بگولے دشت مین اوٹھین تو اونسی قیس کو پوچھو
نشان مل جائیگا مجھکو پریشان سی پریشان کا

مرا برباد ہونا اون سےھونکا خاک مین ملنا
مری تقدیر سی ملتا ہی ہر ذرہ بیابان کا

پر بزادونکے جو رست دیکھکر کہنے لگی بلبل
حسین آنے لگے اب رنگ بدلیگا گلستان کا

یہ ہینسکر مانی و بہزاد سی جلاد کہتا ہی
مری تصویر مین سب رنگ ہو خون شہیدان کا

ہماری زخم دوزی کرکے یہ جراح کہتا ہی
صدائے دل شکن آنیگی گر ٹوٹا کوئی ٹانکا

نظر ملتے ہی میری دل جگر رخصت ہوئی مجھسے
کسی نے اس ادا سی روزن دیوار سے جھانکا

اندھیرا ساری عالم مین ہوا دل میرا گھبرایا
جھلک دکھلاکے مجھکو اوسنے دامن سی جو منہ ڈھانکا

تعلق تھے پرانے مین جو صحرا سے ادھر نکلا
مجھے دیکھا تو خود وا ہوگیا دروازہ زندان کا

مہیا عیش کی سامان کئے سو مرتبہ اکثر
گذارین ہمنے راتین راستہ دیکھا ہی مہمان کا

امنڈ کر آنسوون نی خوب ہی دریا بہائی ہین
زمانہ مین مری آنکھونسی اوٹھا جوش طوفان کا

کہا جب شعر اچھا وہ حیات جاودانی ہی
سکندر رہو کے خواہان گھر سی نکلا آب حیوان کا

اثر یہ ثانی بلقیس کی الفت مین پیدا ہو
ہمارا دل جو ٹوٹے گر پڑے ایوان سلیمان کا

پڑھا ہے فاتحہ ہر قبر پر لاکر حسینونکو
وہ جاتے ہین خدا حافظ ہی اب گور غریبان کا

شفیق ایسا کہان تو جس سی ہو کچھ قدر عالم مین
کہا اچھا مجھے ممنون ہوئین ہر سخندان کا

ردیف بائے موحدہ

پیا ستم ہی یار کا انکار سے شراب
بے لطف اسی سی ہوگئی تکرار سے شراب

اچھا ہے اس بہانہ سے یوسف کو دیکھنا
لائینگے آج مصر کی بازار سے شراب

واعظ سی سنکے کہنے لگے رند خوش مذاق
مشکل ہے چھوٹنا کسی میخوار سے شراب

ساقی یہ ہنسکی کہتا ہے میخوار سے سدا
اچھی تجھے ہی کیا مری گفتار سے شراب

ساقی جو میکدہ سی اوٹھا لطف آگیا
میخوار مانگنے لگا مے خوار سے شراب

ہو وقت وہ کسی کو ملے قاعدہ نہین
اکڑی تنے ہے ناز اپنے طلبگار سے شراب

بیٹھا تھا میکدہ مین تو اتنا اثر نہ تھا
کچھ تیز ہو گئی مری رفتار سے شراب

دیوانہ بادہ کش کوئی گلشن مین دفن ہی
بلبل لے چھڑکی قبر پہ منقار سے شراب

خوف خدا نہ اونکو نہ اونکو ہتو نکا ڈر
پھر کیا چھٹے گی کافر و دیندار سے شراب

گر ہو سکا شفیق تو پھر وقت میکشی
بدلین گے آج ہم نگہ یار سے شراب

جانتا ہے سبکو کر دیتی ہی یہ غافل شراب
مجرمون کو دیکے پیتا ہے مرا قاتل شراب

ہی سخی ساقی مرا سیراب کرتا ہی اوسی
میکدہ مین مانگنے آیا اگر سائل شراب

میکدہ مین لوٹتا ہی جام ساقی نے دیا
سبکو حیرت ہوئے گا کسطرح بسمل شراب

جام مین جتنی بچے مے مجھکو دینا ساقیا
پھینکنا ہرگز نہین میرا ہی خون دل شراب

دن تو چلنے مین گذارا شام کو یہ لطف تھا
سب مسافر آئے پینے کو سر منزل شراب

کہتا ہے اپنے مریضون سی مسیحا بادہ کش
سنتی ہین آسان کرتی ہی ہر اک مشکل شراب

قاعدہ سے بیٹھے ہین میخوار ایسا لطف ہی
اب پلائیگا سبھو نکو صاحب محفل شراب

کچھ نہ کچھ لیلے سی باتین وصل کی ہوتین ضرور
بیٹھکر مجنون اگر پیتا پس محمل شراب

حضرت ناصح نصیحت ایسی بادہ خوار سے
وہ بھلا مانیگا کیا جسکی ہو آب و گل شراب

پوچھتا ہے بادہ کش یہ دانۂ انگور سے
کیا ازل کے روز سے تجھ مین ہوئی داخل شراب

جام ساقی بھر کے جتنے ہین کہتا ہی شفیق
ہم پلائین گے اگر ہو آپکے قابل شراب

عکس اپنا ڈالتا ہی ہر چمن مین آفتاب
دو جہا مین ایک ہی اپنے چلن مین آفتاب

دل یہ کہتا ہی تپش سی اوکی ہوتا ہی یقین
آگ برسائیگا کیا مرے وطن مین آفتاب

اوکی اس گرمی مین دیوانو نکا بچنا ہی محال
ڈالیگا اپنا اثر ہر پیرہن مین آفتاب

اگر بیان کرتا ہے ہر میخوار وقت میکشی
آگیا گویا انھین کی انجمن مین آفتاب

کی ترقی آتش فرقت نے آہی بعد مرگ
بنگیا ہر داغ دل میرے کفن مین آفتاب

رات کو افشانکا ذرہ تھا سحر کو یہ کھلا
ہوگیا روشن ہی ابرو کی شکن مین آفتاب

سونے والے باغ سے انگڑائیان لیکر اوٹھے
صبح کو جلوہ دکھا یگا چمن مین آفتاب

دن جو کم ہی شام کے دھڑکے سی کیا ہی سحر اس
دوڑتا جاتا ہی کیا اپنے وطن مین آفتاب

ایک ہی رفتار سی گذری گی میری عمر بھر
اب نہین یکسار ہا اپنے چلن مین آفتاب

شب کے جتنے لطف ہین اونسے وہ واقف ہی نہین
حشر تک یون ہی رہا رنج ومحن مین آفتاب

کیا الف کو بھی نہین پہچانتے ہو تم ای شفیق
یہ ہی لاعلمی تو تم ہو اپنے فن مین آفتاب

اسطرح دینگے وصل مین تکرار کا جواب
مرنا ہمارا ہی ترے انکار کا جواب

ایسا لگایا ہاتھ کہ تسمہ نہین رہا
دنیا مین اب نہین تری تلوار کا جواب

بلبل ذرا ادھر بھی وہی نغمہ سنجیان
سینہ ہمارا ہے ترے گلزار کا جواب

عشاق جان بیچنے آتے ہین روز و شب
کوچہ ہے ترا مصر کی بازار کا جواب

بیخود ہوا نہ راز کھلا اوسکا ساقیا
میخوارون مین نہین تری میخوار کا جواب

تلوون مین چبھ کے خون سی گلنار ہوگیا
گلشن مین گل بھی ہو کوئی اس خار کا جواب

قاتل کے ہاتھ اوٹھاتے ہی بجلی چمک گئی
تلوار سے ملا اوسے تلوار کا جواب

سرمہ لگا رہا تھا کہ میری نظر پڑی
آئینہ مین ملا نگہ یار کا جواب

میری تو زندگی مین نہ وعدہ وفا ہوا
اک حشر رہ گیا ترے اقرار کا جواب

ناصح نے کی نصیحتین پھر چپ ہی ہوگیا
کل شب کو سنکے تیرے وفادار کا جواب

یہ شاعری کا خبط ہی خاموش اے شفیق
بیکار کا سوال ہی بیکار کا جواب

یار کی افشاں کا ذرہ ہے بجاے ماہتاب
اب بھلا نظروں میں کیا میری سمائے ماہتاب

سرمہ آنکھوں میں لبوں پر بانکی سرخی عیاں
یار سے میرے ذرا صورت ملائے ماہتاب

جب نقاب رخ سے کچھ کچھ روشنی ظاہر ہوئی
کیسی شرمندہ ہوئی شکو ضیائے ماہتاب

رات دن جیسی ترقی کر رہا ہی حسن یار
اسطرح ہمکو تمام اپنا دکھائے ماہتاب

کیا رخ روشن کی عاشق اوسکو دیکھیں گے بھلا
چار چاند اپنے ذرا منہ پر لگائے ماہتاب

پوری زینت کر کے آتا ہی وہ اپنی بام پر
خیر ہے اسمیں قدم جلدی بڑھائے ماہتاب

سامنا تمسے کریگا منہ چھپایا خوف سے
بام سے اوترو ذرا بخشو خطائے ماہتاب

چار آنکھیں کرکے اوس سے شعر بھی کہنا شفیق
ہیر کی صورت تمھیں بھائی ادائے ماہتاب

ردیف بائے فارسی

تیر سینہ سے خود نکالا آپ
دیکھئے تو مرا کلیجا آپ

اگر کے دلجوئی آپ حال سنیں
میں ہوں بیمار اور مسیحا آپ

مر کے پہونچا ہوں آپکے در تک
دیکھئے تو مری تمنا آپ

کوئی مرجائے عاشق رنجور
دیکھنے جائینگے تماشا آپ

اپنی تصویر دیکھکر بگڑے
دیکھئے تو خود اپنا نقشا آپ

یاد قاتل کی جب ادا آئی
زخم دل ہو گئی کشادا آپ

زندگی بھر رہیگا اسکا سرور
جام ساقی نے ہی پلایا آپ

ہم ہیں اس در پہ حضرت مجنوں
دیکھنے جائیں لطف صحرا آپ

آنکھیں کھلتی ہیں جوش گریہ میں
آج دیکھیں گی زور دریا آپ

اب ہیں بیچین طالب دیدار
کب اوٹھائیں گی رخ سے پردا آپ

نقش ہیں آپ ہی کے چارطرف
دیکھ لیں دلکا گوشہ گوشا آپ

کل کی سب ہین ادائین پیش نظر
زندگی بھر نہ دیکھنے آئے
ٹھہرئے رہ روان ملک عدم

آج کرنے لگے ہین پردا آپ
آج دیکھین گے میرا لاشا آپ
دیکھئے تو ہمارا رستا آپ

مفلسی کے سبب شفیق بہت
خلق مین ہو رہی ہین رسوا آپ

ہجر مین کٹتی ہے تنہا مری مشکل خود آپ
وقت سے پہلے کوئی کام نہین ہونے کا
ہاتھ پھیلائے رہا جام نہ ساقی نے دیا
ہمسے پوچھے تو خطا تیر نظر کی کیا ہے
عشق مین دیکھئے ایسی تھی کشش صحرا مین
عشق کی راہ کٹھن ہے نہ کہین پاؤن رکے
جان جاتی رہی ان سب کی ہوئی تم ناراض
چارہ گر کہتے ہین یون تیر نکالو اسکا
ناصحا کہتا ہے یہ بات مری سچی ہے
خواب مین آکے وہ کہتی ہین مری فرقتین

مجھسے باتین کیا کرتا ہے مرا دل خود آپ
جان لینے کو مری آئے گا قاتل خود آپ
یہ غرض تھی کہ چلا جائیگا سائل خود آپ
سامنے جاتی ہی ہم ہوگئے گھائل خود آپ
قیس سے ملنے لگا صاحب محمل خود آپ
کہا ہمت نے کہ کٹ جائیگی منزل خود آپ
خیر آ کے ہوے میرے مقابل خود آپ
نام جلا دسے ہو جائیگا غافل خود آپ
جابر انسان ہو تو کٹ جاتی ہے مشکل خود آپ
تو تو کمبخت ہوا مرنیکے قابل خود آپ

پڑھنا کیا چیز ہے لکھنا ہے کوئی چیز شفیق
فضل معبود سے مین ہوگیا کامل خود آپ

کیسی طرار ہوئی میری زبان آپسے آپ
چارہ گر یہ نہین معلوم کہ کیا چلتا ہے
پر تو رخ کسی مہرو کا پڑا اوسپہ کہان
رہنما خواب تھا جی بھر کے اوسے دیکھ لیا

فضل خالق سے ہوا مین ہمہ دان آپسے آپ
ہر بن مو سے نکلتا ہے دھوان آپسے آپ
زخم دل ٹکڑے ہوا مثل کتان آپسے آپ
آج بے قصد مین ہونچا ہون کہان آپسے آپ

ضبط کرتا ہون تو چہرہ سی عیان ہوتا ہی
رنگ یہ لانے لگا راز نہان آپسی آپ

قیس کہتا تھا کہ لیلی کی صدا خیر کری
بڑھتا جاتا ہی مرا درد نہان آپسی آپ

گر ہی الفت کی کشش لاکھ چھپو تم صاحب
گھر مرے آوگے کدن مرجان آپسی آپ

قیس کہتا تھا یہ صحرا کی ہوا کا ہے اثر
بڑھتا جاتا ہی ہمارا خفقان آپسی آپ

نام جلاد کا لیکر مین گلا خود کاٹون
سر مرا مجھکو ہوا بار گران آپسی آپ

نقش پا یار کا اب چھوڑ کے مین جاؤن کہان
بن گیا یہ مری ہستی کا نشان آپسی آپ

اب وہ کہتا ہی کہ دیوانہ کی کاٹونگا زبان
راز دل سب سی لگا کرنے بیان آپسی آپ

مرتے مرتے یہ دعا کرتا ہی خالق سے شفیق
چاہتا ہی مجھے مل جاے جنان آپسی آپ

بزم مین سامنے ہمارے آپ
غیر سے کرتے ہین اشارے آپ

مجھکو آتی ہی ہچکیون پہ ہنسی ہی
شب کو گنتے ہین جبکہ تارے آپ

رات کی آرزو رہی دل مین
شب کو اس طور سی سدھارے آپ

مرنے والون کی ہل گئین قبرین
اونکو اس در وسی پکارے آپ

رکھکی آئنہ روز خلوت مین
اپنے کرتے ہین خود نظارے آپ

مجھسے کہتا ہی بزم مین ہنسکر
کتنی عاشق ہوے ہمارے آپ

واہ اے رہروان ملک عدم
پہونچے ہین گور کے کنارے آپ

غش مین ہوذین شفیق کہتے ہین
چپکے چپکے کسی پکارے آپ

ردیف تاے فوقانی

کہا بھول جاتا ہی غافل کی عادت
تڑپنا صدا ہی مرتے دل کی عادت

کیا غور شب کو چلے دن کو سجدے
پڑی اس سی منزل بہ منزل کی عادت

ب مجھے قید خانہ مین رکھنا جنون مین
رہے عمر بھر جس سے مشکل کی عادت

تڑپ کر کہا تیرِ مژگان نے دل سے
سمجھتا ہے بسمل بھی بسمل کی عادت

ب مجھے دیکھکر بولے ہنسکر مسیحا
تڑپنے کی ہوتی ہے بسمل کی عادت

نظر سے نظر جب ملی زخم ڈالا
قیامت کی ہے تیرے قاتل کی عادت

وہ پیدل چلا قیس کی ڈھونڈھنے کو
جسے تھی ہمیشہ سے محمل کی عادت

جو تو آئینہ دیکھے مین بھی سمجھ لون
تری اور تیرے مقابل کی عادت

جہان دیکھا اونکو گئے ہوش فوراً
ستاتی ہے مجھکو مرے دل کی عادت

جس عاشق کو دیکھا اوسی سے لیا دل
چھٹے کسطرح ایسے سایل کی عادت

حسین راہ الفت مین یون ڈر رہے ہین
نہ چلنے کی عادت نہ منزل کی عادت

شفیق اوسکو چھیڑا تو خود زخم کھایا
سمجھنی تھی پہلے سے قاتل کی عادت

چشم دل سے اسقدر دیکھا ہے مینے سوئے دوست
اب پسینہ سے مرے آنے لگی ہے بوئے دوست

بعد مرجانے کے بھی چھوٹا نہ مجھسے کوئے دوست
روح جاتی کسطرف وان آ رہی تھی بوئے دوست

ہے غشی مجھکو سنگھائے جاتے ہین گیسوئے دوست
ہوش آجاتا ہے پاتا ہون جہان مین بوئے دوست

دشمنی کا کام بھی کرنے لگی ہے خوئے دوست
اب زمانہ مین کہان باقی رہیگی بوئے دوست

اس کشاکش مین پھنسا جا کر میان کوئے دوست
اک طرف سے موت آئی اک طرف سے بوئے دوست

ایک ہم ہین زندگی بھر دید کو ترسا کئے
ایک وہ ہین جو ہمیشہ دیکھتے ہین روئے دوست

میرے مرجانے سے وہ بھی تابع فرمان ہوئی
دشمنون پر چل رہا ہے آجکل جادوئے دوست

جا کے گلشن مین تصدق سرو پر ہونے لگا
آج دیوانہ کو یاد آیا قد دلجوئے دوست

وقت آخر ہی یہان آئے ہین وہ بیٹھے ہین عزیز
دل ذرا ٹھہرا تو ہم بھی دیکھ لینگے روئے دوست

اونکی صورت دیکھ کے جینے کی کیا امید ہو
کام جب تلوار کا کرنے لگے ابروئے دوست

دل جگر کس جا پہ چھوڑوں خود گرا کس کس جگہ
ہوش پھر اوسکو کہان جانا ہی جسکو سوئی دوست

ہجر مین جاگا بہت تھا وصل کی شب بیہوا
نیند مجھکو آ گئی جب مل گیا پہلوئی دوست

تھام لین سب اپنے اپنے دل جو اہلِ درد ہین
مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان خوئی دوست

دشمنون کی خوف سے وہ میرے پہلو مین چھپا
دلکی مشکین باندہ کر لیتا ہین گر گیسوئی دوست

بادیہ پیمائیون مین لطف ملتا ہے مجھے
جس جگہ تکلیف پائی یاد آیا کوئی دوست

چارہ گر کہتا ہی خود بیمار وہ مرتا نہین
نزع مین جسکو سنگھائے جاتی ہین گیسوئی دوست

مین سنبھالون لڑکھڑائی وہ نزاکت کی سبب
ہی خدا کی شان میرا ہاتھ اور بازوئی دوست

دیکھئے دیوانہ کا اب آج بچنا ہے محال
دشمنون سے پوچھتا ہی وہ نشان کوئی دوست

دلکی خواہش ہین کہین حد سے زیادہ بڑھ گئے
اب عدم کی راہ بتلانے لگے گیسوئی دوست

دل ہمین اب یاد آتا ہی بہت یادش بخیر
قبر کی آغوش مین ہی طالب پہلوئی دوست

خضر سے کہدو کہ آکر دیکھ لین آبِ حیات
دھوئے جاتے ہین نچوڑی جائینگی گیسوئی دوست

رہ رونکی ٹھوکرین ہین بعد مردن ای شفیق
اب کہان ہی سر ہمارا اور کہان زانوئی دوست

کشش اپنی اتنی دکھائے محبت
مرے پاس اونکو بلائے محبت

حسینون کی عاشق وہین مر مٹین گے
جہان دیکھ لین نقش پائے محبت

دئے دیتی ہین جان عشاق اپنی
اونھین بھائی ایسی ادائے محبت

ادا اونکی کہتی ہی تیوری چڑھا کر
سزا پائیگا مبتلائے محبت

مرے پاس آکے کسی روز بیٹھو
سناؤن تمھین ماجرائے محبت

عجب تیرے مجذوب کو بڑ لگی ہی
زبان پر نہین کچھ سوائے محبت

کہا تیرے وحشی نے صحرا مین ہنسکر
اوڑا لیگئی دل ہوائے محبت

نہ مین ہون مقید نہ ہین زخم تن پر
نگاہون سے پائی سزائے محبت

شفیق اب ہوئی ہی حسینونکی الفت
ہمین ہر طرح آزمائے محبت

ردیف تای ہندی

بیوجہ نہین گیسوئے خمدار کی ہنوٹ
عشاق کے دل لیتی ہی ہشیار کی ہنوٹ

عشاق کے دل یون ہی کیا کرتی ہی پامال
اب روز قیامت ہوئی رفتار کی ہنوٹ

جان بازونکی عالم مین کہین جان نہ بچتی
تصویر مین کھنچ جاتی جو تلوار کی ہنوٹ

اک جام مین ساقی تو بہکنے لگا فوراً
میخوار سمجھ جاتے ہین میخوار کی ہنوٹ

اب راز بھی کھلنے کو ہی الفت کا مسیحا
سمجھی ہین اطبا ترے بیمار کی ہنوٹ

خلوت مین بھی اوس شوخکی صورت کو نہ دیکھا
ہاتھونسے چھپا لینا ہے رخسار کی ہنوٹ

رومال سے منہ ڈھانک کے تربتمین اوتارا
دیکھے تو کوئی میرے مددگار کی ہنوٹ

پہلے کہا مجھسے کہ مین آؤنگا ترے گھر
ہین غیر تو کچھ اور ہے اقرار کی ہنوٹ

فرقت مین بھی یاد آئی تو مین ہنس دیا فوراً
جو وصل کی شب بھی تری تکرار کی ہنوٹ

پوچھے تو کوئی سادگی عشاق کی دلسے
ہوتی ہی غضب اور طرحدار کی ہنوٹ

صورت نہین پہچانتے ہین دیکھنے والے
ہوتی ہی بری عشق کی آزار کی ہنوٹ

کیا جور و جفا کم ہین یو ہین اوسکی جہانمین
جینے نہین دیتی ہی جفا کار کی ہنوٹ

زخمونمین مرے دلکی بھی ہوتی ہی بجد
جلاد کچھ ایسی ہی ترے وار کی ہنوٹ

معشوقونکی کچھ اور بھی بازار جہانمین
کچھ قدر بڑھاتی ہی خریدار کی ہنوٹ

کچھ سچ ہی شفیق آپکا ہی تجربہ اسمین
زیبا ہے جو ہو جاتی ہی زردار کی ہنوٹ

کافی تھی مجھے اوس بت پرفن کی لگاوٹ
کچھ اور غضب ڈھائیگی چتون کی لگاوٹ

بے سمجھے ہوئے جان بھی یہان کھویا
دلکش تھی عجب طفل برہمن کی لگاوٹ

دل کہتا ہے غیرونکی توجہ بھی بری ہے
ہے جانکی خواہان تری دشمن کی لگاوٹ

کچھ ناصح نادان تجھے عقل نہین ہے
عاشق سے کہین چھپتی ہے چتون کی لگاوٹ

اوچھا سا کیا وار کہ تسمہ رہا باقی
قاتل نہین سمجھا مری گردن کی لگاوٹ

وہ کیسی نظر تھی کہ کلیجہ ہوا چھلنی
یہ کیسا اثر کر گئی چلمن کی لگاوٹ

جلاد کے کوچہ مین شفیق اتنا سمجھنا
پیغام قضا لائی ہے مدفن کی لگاوٹ

تو ورق عصیانکا مرے داور محشر اولٹ
مین بہت نادم ہون میری نام کا دفتر اولٹ

آگ بھڑکی ہے جگر مین ہجر کی بیتاب ہون
آج تو سینہ کا طبقہ اے دل مضطر اولٹ

رکھدیا قاتل نے گردن پر مری اولٹا بھی
موت اپنی ہاتھ سے تو آنکر خنجر اولٹ

دیکھکر اوسکی عبارت مجھکو غش آیا شفیق
گر اثر یہ ہے تو دیکھی قبر کا پتھر اولٹ

لڑتے ہی آنکھ لگ گئی ترچھی نظر کی چوٹ
خالق بچائے ہوتی ہے نازک جگر کی چوٹ

اب زندگی رہی نہ رہی اعتبار کیا
ناواقفی مین کھا گئے قلب و جگر کی چوٹ

اک زخم دلپہ اوسنے لگائے ہزار زخم
خالی کبھی گئی نہین بیدادگر کی چوٹ

اب تا حیات ہر کا اوٹھنا محال ہے
پیری مین ہمنے کھائی ہے ایسی کمر کی چوٹ

دل بیچ مین ہے چارون طرف غم کی فوج ہے
کوئی بتائے اب وہ بچائے کدہر کی چوٹ

تکلیف جو گذرتی ہے کیا آپ جانیے
پوچھین ذرا حضور جگر سے جگر کی چوٹ

گل کے قریب جاتی ہی بیہوش ہوگئی
بلبل نے دلپہ کھائی نسیم سحر کی چوٹ

لینے سے سانس چھلتے ہین سب دلکے آبلے
یہ جان لیکے جائیگی آٹھون پہر کی چوٹ

طفلی مین ہم تو ٹھوکرین کھاکر سنبھل گئے
اب شام تک نہ ہوینگے ہم اس سحر کی چوٹ

ایسا قفس مین تڑپی کہ رگ رگ مین درد ہے
بلبل کا دل دکھاتی ہے ایک ایک پر کی چوٹ

تیر نظر لگائیے دونون ہی ایک ہین
جیسی کہ دل کی چوٹ ہے ویسی جگر کی چوٹ

وحشی تمھارا تنگی زندان سے پست ہے
جب سر اوٹھایا لگ گئی زنجیر در کی چوٹ

دل اپنا تھامے پھرے یہ گیسو پڑی ہوئی
یون دیکھنے کو آتے ہین میری جگر کی چوٹ

خود اپنا نقش اوسمین تھا کیا ہوشیار ہے
دل کو بچا کے اوسنے لگائی جگر کی چوٹ

فرہاد اوسمین راز تھے مخفی نہ وہ کھلے
دلکو بچا کے آپنے کھائی ہے سر کی چوٹ

جب مر گیا تو ہاتھو لئے سینہ دبائے ہے
منعم کے دلپہ آج لگی ہائے زر کی چوٹ

ظالم نے آنکھ پھیر لی کہکر شفیق سے
نازک تمھارا دل ہے لگے گی نظر کی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہوے سب مین رسوا محبت کے باعث
بڑے آپ اپنی طبیعت کے باعث

بہت چارہ گر پوچھنے حال آئے
نہ کچھ منہ سے نکلا حمیت کے باعث

چلے گھر سے ہم راہ مین موت آئی
وہان تک نہ پہونچے نقاہت کے باعث

یہ سمجھے تھے ہے عشق اچھی کوئی شے
بہت اسمین نکلے مصیبت کے باعث

کچھ آسان نہین پاس قاتل کے جانا
ہوے قتل ہم اپنی ہمت کے باعث

مرے دفن کیوقت وہ ہنسکے بولے
زمین رک گئی اسکی تربت کے باعث

ترقی کی اپنی تو پھر کوششین کر
نکل آئینگے اوسمین راحت کے باعث

شفیق ہاتھ اٹھاؤ حسینونکو چھوڑو
ہوئے سب مین رسوا محبت کے باعث

وہ قید ہوا زلف گرہ گیر کے باعث
دل اور بھی جکڑا گیا زنجیر کے باعث

مینے جو کہا آپکے آنے مین ہوئی دیر
ہنس ہنسکے سنانے لگے تاخیر کے باعث

چلا داستان مین گلا کٹ گیا میرا
کیا نام ہوا ہے ترا شمشیر کے باعث

وہ آئین نہین دوستو خط تو مجھے بھیجین
تسکین ہی ہو جائیگی تحریر کے باعث

باتو نمین تری شوخ ہین دلچسپیان ایسی
خاموش ہوئے ہم تری تقریر کے باعث

یوسف کی خریدار تجھے دیکھنے آئے
شہرت ہوئی ایسی تری تصویر کے باعث

سب کوششین بیکار ہوئی جاتی ہین میری
جب کام بگڑ جاتے ہین تقدیر کے باعث

اب نالوںسے صحرا کو جلانے لگے وحشی
وہ آگ لگی آہ کی تاثیر کے باعث

ارمان نہ نکلا ترا پیکان تو نکلا
ناسور ہوا دلمین ترے تیر کے باعث

گر قبر مین یاد آئین تو چونکین گے شفیق آپ
جو سختیان جھیلین فلک پیر کے باعث

سب برے ہین شباب کی باعث
دل خانہ خراب کے باعث

حضرت عشق کی اعانت سے
ہوا رسوا شباب کے باعث

کیسا بیباک ہو گیا میکش
یہ ہوا سب شراب کے باعث

میکشون کو اوٹھایا محفل سے
گئی عزت شراب کے باعث

آج دنیا مین آئیگا طوفان
میری چشم پر آب کے باعث

ہجر مین مینے اونکو دیکھ لیا
ہوئی تسکین خواب کے باعث

نگہ شوق تمکو دیکھے گی
کیا چھپو گے نقاب کے باعث

زندگی ہے تو اونسے پوچھین گی
جو ہوئے ہین عتاب کے باعث

میرے پہلو سے اوٹھے وہ اے دل
تیرے ہی اضطراب کے باعث

قدر ہوتی ہی شاعرون کی شفیق
سخن لاجواب کے باعث

ردیف جیم عربی

حشر ہو گا خالق عادل کا ہی دربار آج
سب گنہگار جہان ہونگے ذلیل و خوار آج

گھر سے شوق دید مین نکلا ہی گھبرایا ہوا
حشر مین دامان قاتل اور میرا ہاتھ ہے
زندگی بھر خوب پی اب حشر مین پیش خدا
واہ اے صیاد بعد مرگ رحم آیا تجھے
اپنے سینہ سے نکالا اور مسیحا سے کہا
پھر زمانہ مین زلیخا کو خدا پیدا کرے
غیر نے پھر میری جانب سے کچھ اوس سے کہدیا
سُن لیا ہی آپکے وحشی نے پھر آئی بہار
میکشون مین عید ہے دیتا ہی ساقی سبکو جام
آئینہ اوسکے تصور کا لگا کیا سامنے
وصل کی امید تھی اللہ ری بد قسمتی
کہتا ہی دیوانہ دن ڈھلتی ہی کوچہ مین تری
کروٹین مردون نے لین گور غریبان ہل گیا

غش کہین کھا کر گریگا طالب دیدار آج
میرا اوسکا فیصلہ ہوگا سر دربار آج
سر جھکائے بیٹھا ہی ایک ایک بادہ خوار آج
اب قفس لیکر چلا ہی جانب گلزار آج
تیرے ہی قدمون پہ مرجائے دل بیمار آج
پھر وہی یوسف ہی وہ ہی مصر کا بازار آج
پھر قیامت آگئی پھر بگڑا مزاج یار آج
ساتھیونکو لیکے جاتا ہی سوئے کہسار آج
میکدہ مین مست ہی ایک ایک بادہ خوار آج
اپنے گھر مین بیٹھکر دیکھین گے ہم دیدار آج
باتون ہی باتون مین اونسے ہوگئی تکرار آج
مجھسے اب ہٹنے لگا ہے سایۂ دیوار آج
حشر کرتی ہی بپا پازیب کی جھنکار آج

دوست دشمن ہوگئی کس سے شکایت ہو شفیق
ضبط کرنے سے ہوئے قلب و جگر بیکار آج

لوگ سنکر آرہے ہین سیکڑون منزل سے آج
کل یہ قوت تھی کہ صحرا مین کہان تک ہم گئے
بعد مدت کی شریک بزم تھی موت آگئی
دلنے آرایش کئے بیٹھے ہین آئینہ لئے
بعد میرے اور کوئی قتل ہوگا یا نہین
وہ بھی آنیکو ہین موت آئی قیامت ہوگئی

برق سے بھی سامنا ہوگا ہماری دلسے آج
تھک کی بیٹھے ہین خیال دوری منزل سے آج
اسنے اوٹھوایا ہمین آکر بھری محفل سے آج
سامنا ہونیکو ہے اونکا مہ کامل سے آج
پوچھ لینا چاہیے اس بات کو قاتل سے آج
سیکڑون ارمان لپٹے ہین ہماری دل سے آج

اونکی صحبت سے چلے ہم وہ بہت مچلا کیا — دلکو گھر تک لائے ہین اپنی بڑی مشکل سے آج

مرگ لیلیٰ کی خبر پائی ہے بچنا ہے محال — غش ہوا مجنون لپٹ کر پردۂ محمل سے آج

جوش وحشت ہے اوسے ناصح رہے اتنا خیال — ہوش کی باتین ذرا کرنا کسی عاقل سے آج

کل جہاز عمر کا بچنا ہے مشکل اے شفیق
ہم لپٹ کر رو رہے ہین دامنِ ساحل سے آج

کہتے ہے وحشیان دھر دیکھین گے لالہ زار آج — سر کو خود اپنے پھوڑ کر دیکھین گے ہم بہار آج

کیسی ہوئی ہے آبرو رکھا ہے ساغر و سبو — کوئی ہماری روبرو دیکھے تو بادہ خوار آج

بیٹھے ہین رہگذر پہ آپ ہاتھ رکھے ہین سر پہ آپ — بیٹھے ہین اپنے در پہ آپ کسکا ہے انتظار آج

چہرہ ہے اپنا زرد بھی بھرتے ہین آہ سرد بھی — دلمین ہمارے درد بھی ہوتا ہے بار بار آج

کوئی نہین ہے ساتھ مین تیغ فقط ہے ہاتھ مین — وحشی ڈرانی رات مین جاتا ہے کوہسار آج

رند و نکی ہے یہ انجمن کرنا سمجھکے یان سخن — شیخ تمھارا پیرہن ہوئیگا تار تار آج

آئینہ آگے ہے رکھا مجھکو دکھائی ہر ادا — ہم ہین ہمارا میکدہ ہم ہین ہمارا یار آج

کل تو یہ اشک بار تھی کل تو یہ بیقرار تھے — کل تو یہ سوگوار تھے ہونے لگا سنگار آج

دشت مین ہجر کا ستم بڑھتا گیا ہے رنج و غم — جمتے نہین ہین اب قدم چھالا نکلا ہے اوبھار آج

بڑھ گیا ہجر کا تعب اس سے ہوئی ہین جان بلب — ہمسے ملین غریب سب ہوتی ہین بے دیار آج

جمع ہوا ہے جابجا ایک تماشہ ہو گیا — پڑھنے کو میرا فاتحہ آتا ہے سوگوار آج

عشق کی ہے یہ ابتدا اسکا ہے ماجرا برا
سوچو شفیق تم ذرا دل پہ ہے اختیار آج

ردیف جیم فارسی

اب جہان سے ہے قلب مضطر کوچ — ایک دن ہے مرا مقدر کوچ

پائین ہیکے وطن مین تکلیفین ہم — آخر الامر ہے مقدر کوچ

دیکھی جب آمد خزاں بسنے
گر گئے باغ سے گل تر کوچ

ہین نذر کیا مسافران عدم
کرتے ہین رات کو برابر کوچ

ختم ہے دور تیرا شیخ آیا
بزم سے اب ہے تیرا ساغر کوچ

فکر دنیا سے جان بچتی ہے
زندگی سے کہین ہی بہتر کوچ

مرنے والے سے سنکے کہتے ہین
ہو رہا ہے جہان سے کیونکر کوچ

اے شفیق اس جہان فانی سے
کر گئے سیکڑون سخنور کوچ

ہاتھ اپنا تو نہ مجھسے یار کھینچ
جلد میرے قتل پر تلوار کھینچ

دو جہانکو خاک کردے دل جلے
ایک ایسی آہ آتشبار کھینچ

دیکھنے والے ادائین دیکھ لین
تیغ مجھپر تو سر دربار کھینچ

پاؤنین لغزش ترے ہونے لگی
ہاتھ اب ساغر سے او میخوار کھینچ

ہر نفس مجھکو خلش کا ہے مزا
چارہ گر دل سے نہ تیر یار کھینچ

جس سے راحت کا مزا ملتا رہے
اسطرح دل گیسوئے خمدار کھینچ

چارہ گر مین دشت کو پھر جاؤنگا
پہلے تو تلووں سے میرے خار کھینچ

دیکھتے ہی جسکے صحت ہو مجھے
نقش ایسا مردم بیمار کھینچ

پھر دکھا قاتل وہی بانکی ادا
پھر ہمارے قتل پر تلوار کھینچ

اپنی جا پر جل کے رہ جاؤ شفیق
ہجر مین یون آہ آتشبار کھینچ

کہتا تھا مجھسے ہمدم دل خانہ خراب سچ
تجھکو مٹائیگا ترا جوش شباب سچ

ہو راز عشق یا کہ کوئی بات اور ہو
کہنا پڑے گا سب مجھے روز حساب سچ

ناصح جناب شیخ ہین کیا دون انھین جواب
ہر بات پر مین کہتا ہون ہان ہان جناب سچ

دل مجھسے کہہ رہا ہی کہ جا تلے تو ہو وطن
وہ آج بھی نہ آئے تو بچنا محال ہی
آنا نہ آنا سبکا زمانہ مین ایک ہی
دیکھا تھا مینے رات کو اب انتظار ہی
دیوانہ منتشر ہے کہ روز حساب ہے
اتنا بتا مجھے تپ سوزان نے ای طبیب
اب ابتدائی عشق مین رکتا نہین ہی اشک
شکر یہ اوسکا آج تو عاشق ادا کری
وہ ظلم پہلے سب بھی ڈرانے کیواسطے

پوچھے کوئی وہ بات تو دینا جواب سچ
یہ مجھسے کہہ رہا ہی مرا اضطراب سچ
یہ کہہ رہی ہے مجھسے حیات حباب سچ
مدت سے سن رہا تھا کہ ہوتا ہی خواب سچ
ہوتا ہے سب سے آج سوال و جواب سچ
اوسنے کیا ہے کیا مرے دلکو کباب سچ
دریا بہائے گی مری چشم پر آب سچ
جانباز کا دیا اوسے اوسنے خطاب سچ
دیوانے تجھپر آج ہوا ہی عتاب سچ

احباب کہہ رہے ہین کہ شاباش ای عشق
ہی واقعات عشق کی تیرے کتاب سچ

ردیف حائے مہملہ

ضبط پر ہو جائے میرا اختیار اچھی طرح
حشر مین دیکھا جو مینے اوس تغافل کیش کو
جب نہین گی میری تربت کا نشان بھی مٹ گیا
جان لیکے سبکی اونکو دفن کرکے یہ کہا
موت میری آگئی آیا نہ وہ قاتل مرا
زندگی مین تیر مارا تھا قیامت مین ملے
اک بغل مین دست ساقی ہاتھ مین ساغر لئے
جسطرف کو دیکھئے دیوانگان عشق ہین
سر کو اپنے پھوڑکر کپڑے رنگے ہین خون سے

پھر دل بیتاب ہونا بیقرار اچھی طرح
سینکے کہتا ہی مرے امیدوار اچھی طرح
پھر مجھے رؤینگی میری سوگوار اچھی طرح
سوئینگے راحت سے اب تو جان نثار اچھی طرح
اب تڑپ تو او دل بے اختیار اچھی طرح
پوچھتے ہین مجھسے اوسینہ فگار اچھی طرح
میکدہ سے آج نکلا بادہ خوار اچھی طرح
دشت مین آتیکو ہی فصل بہار اچھی طرح
ابکی سودائی کھلے دیکھا لالہ زار اچھی طرح

دیکھکر مجھکو تڑپتا سینکے وہ کہنے لگے
جان دیتا ہے ہمارا جان نثار اچھی طرح

خوب سجا ننکو ساقی نے کیا آراستہ
مے پئین آکر ہمارے بادہ خوار اچھی طرح

بعد مرنیکے بھی محشر مین دکھانا ہی مجھے
گھورے تلوو مین کرلے نوک خار اچھی طرح

یہ سمجھ لینا کہ ہم بھی مل گئے بس خاک مین
جب کفن مین بھر گیا گرد و غبار اچھی طرح

خواب مین آیا ہی وہ یارب نہ مین بیدار ہون
اوس سے ہو جائے ذرا قول و قرار اچھی طرح

بعد مرجانیکے بھی آنکھین نہ میری بند ہون
حشر تک ہو جائے اوسکا انتظار اچھی طرح

بیٹھکر گوشہ مین کر یاد خدا کچھ دن شفیق
زندگی کے دن جو باقی ہین گذار اچھی طرح

تڑپا ہون شب کو رک گئی فریاد وقت صبح
دم تو بھی لے لے اے دل ناشاد وقت صبح

اوٹھے ہین سوکے آنکھون مین کیسا خمار ہی
حاضر ہوئے ہین مانی و بہزاد وقت صبح

زندان سے قیدیون کی نظر اوسکی سمت ہی
آیا جو اتفاق سے حداد وقت صبح

اسوقت ہر مریض کو ہوتا سکون ہی
تو بھی ذرا سنبھل دل ناشاد وقت صبح

دشنام مجھکو دیتا ہی غصہ کو روک لی
خالق کا نام لے ستم ایجاد وقت صبح

کی شبکو چارہ سازون نے تیمار داریان
محنت تمام ہو گئی برباد وقت صبح

دیوانہ سوکے اوٹھا ہی برہم مزاج ہے
لینے کو فصد آیا ہے فصاد وقت صبح

کلمہ بھی بھول جاتے ہین مرنیکے شوق مین
قاتل کہا کبھی کبھی جلاد وقت صبح

صیاد قید خانہ مین آیا ہی بے حواس
کچھ قیدیون پہ پڑ گئی افتاد وقت صبح

اوٹھے ہین سوکے یہ ہی تصدق کا انتظام
قیدی بھی آج ہوتے ہین آزاد وقت صبح

سب سونے والے جاگے ہین قیدی کی شور سی
کرتا ہے ایسے درد سے فریاد وقت صبح

اوٹھتی ہی سوکے دل کسی جانبکو کھنچ گیا
کسنی شفیق تجھکو کیا یاد وقت صبح

ردیف خاے معجمہ

کچھ مسیحا ہے برا صاحب آزار کا رخ
جانب قبلہ ہوا ہے تری بیمار کا رخ

دل مین کچھ سوچکے پر دیکے قرین آیا ہی
آج بیٹھے جب ہی بہت طالب دیدار کا رخ

وہ جو ہنسنے لگا ساقی نے بہت ضبط کیا
مسکراتا رہا دیکھا کیا مخمور کا رخ

امتحانگاہ مین اف بھی نہ زبانسے نکلی
غیر دیکھا ہی کیے تیرے وفادار کا رخ

سخت جانی نے مری کیسا پریشان کیا
آج تو پھر گیا ظالم تری تلوار کا رخ

جسم سے جان چلی شغل تبسم ہی رہا
مرتے دم پیش نظر تھا کسی دلدار کا رخ

بزم مین دیکھتے ہی اوٹھنے لگے سب کے سب
بادہ کش دیکھ رہے تھے ترے سرشار کا رخ

سو بسو حال کہے جاتے ہین دونو اپنا
دلکی جانب ہی مرے گیسوئے خمدار کا رخ

دل کو ٹھہراؤ شفیق اسکو غنیمت سمجھو
خواب مین دیکھ لیا آپنے دلدار کا رخ

صید افگن خون سی ہوجاوی کوئی نخچیر سرخ
توڑکر سینہ کیکا آج نکلے تیر سرخ

یہ کہا ہنس اونے قاتل ہی میری کیا خطا
عکس زخمی کا پڑا اب ہوگئی تصویر سرخ

یہ غرض ہی اوسکی عاشق مجھکو قاتل جان لی
اس سبب سی خون سی لکھی مجھے تحریر سرخ

قتل گہہ مین حکم میرے قتل کا تونے دیا
آج تیرا پیرہن ہوگا بت بے پیر سرخ

خون میرا کرکے تو مجھکو قیامت مین ملا
یہ اثر باقی ہی اتبک ہی تری شمشیر سرخ

امتحانگہ کا مجھی معلوم ہی سارا ہی حال
دل کسیکا خون ہوگا یا کسیکا تیر سرخ

واہ اے قاتل لگائے زخم کاری جانکر
ہوگیا جس سی لباس عاشق دلگیر سرخ

ہاتھ اک پورا لگا مجھپر کہ میری جان جائے
دیکھ تو جھلا رہی ہی تری شمشیر سرخ

پچھنے مین کیسی مشتاقی جگر دل چھیز کیا
تھی خوشی اوسکی کہ ہو جائے ہمارا تیر سرخ

جانتا تھا قتل ہوگا یہ کسی کے ہاتھ سے
روشنائی لیکے بیٹھا کاتب تقدیر سرخ

دل جلا ایسا ہون میری آہ سوزان سی شفیق
اُف زبان سی میری نکلی ہو گئی زنجیر سرخ

ردیف دال مہملہ

تجھی سے کرتا ہون مین حال دل بیان قاصد
کہ تو ہی ہے مرا دنیا مین رازدان قاصد

سنانا خوب مری اونکو داستان قاصد
ترے دہن مین جو ہوتی مری زبان قاصد

چراغ عمر مرا گل ہی بیٹھ میرے پاس
اندھیری رات مین جائیگا تو کہان قاصد

نہ پوچھ حال مرا مجھکو رنج ہوتا ہے
بتاؤن درد تجھے ہی کہان کہان قاصد

پتہ نہ اوسکا ملا اور نہ کوئی خط آیا
خدا ہی جانے گیا ہی مرا کہان قاصد

یقین ہی سنکے مجھے وہ بھی دیکھنے آئین
جو اونکے کان مین پہونچے مری فغان قاصد

جو اونے سنناوہی مجھسے تو بیان کرنا
کہ میرے اونکے تو ہی تو ہی درمیان قاصد

چبا چبا کے نہ تو ذکر غیر مجھ سے کر
ترے فراق مین جائیگی میری جان قاصد

کچھ اونکے غصہ کا انداز تو بیان تو کر
اوڑائین کسطرح نامہ کی دھجیان قاصد

الٰہی آتے ہون وہ یا مجھے بلایا ہو
سنا تو ہے کہ کچھ آتا ہی شادمان قاصد

وہ ہوشیار ہی پہونچا جو اوسکے کوچہ مین
ہر ایک شخص سی ہوتا ہی بدگمان قاصد

تمام عمر ترا ایسا انتظار کیا
کہ کھنچ کے آئی ہی آنکھون مین میری جان قاصد

یہ غیر کہنے لگے اوس سی اونکی صحبت مین
جو کچھ کہا تری کٹ جائیگی زبان قاصد

جو اوسنے پوچھا مجھے اوسکو خوب وقت ملا
شفیق کہنے لگا تیری داستان قاصد

خدا کیواسطے کچھ دن ہو مہربان صیاد
نہ کر بہار مین مجھکو روان دوان صیاد

بڑھی ہی حد سے سوا گرمی فغان صیاد
کہ اب تو خشک ہوئی جاتی ہی زبان صیاد

گذشتہ حال مجھے اپنا یاد کرنے دے
سناؤنگا تجھے پھر اپنی داستان صیاد

قفس مین دیکھ کے افسردہ مہربانی کی
سنا رہا ہی مجھے اپنی داستان صیاد

غرض یہ ہی کہ رہون حشر تک اسیر ترا
مرے پہ کاٹنا میری نہ بیڑیان صیاد

اسیر کہتے ہین سب میری بدزبانی سے
عجب نہین کہ ابھی کاٹ لی زبان صیاد

پر ونکو کھول کر اوسکو دعائین دیتا ہی
جو کچھ اسیر پہ ہوتا ہے مہربان صیاد

زمانہ قید مین گذرا تو کی ہی دلجوئی
کہ رفتہ رفتہ ہوا ہی مزاجدان صیاد

اسیر تو نے کیا ہی تجھی سے کہنا ہے
برا بھلا مجھے کہتا ہے باغبان صیاد

کیا ہی قید مگر یہ بتا خدا کے لئے
چمن سے لیکے مجھے جائیگا کہان صیاد

قفس مین مرگئی بلبل تو یہ ہی نادانی
کہ اوسکے آگے بجاتا ہی چٹکیان صیاد

قفس کے پاس اگر آکے بیٹھے دم بھر کو
مزی کی تجھکو سناؤنگا داستان صیاد

چمن سی دشت مین جانا ہی بلبلونکا محال
سنا ہی راہ مین لوٹیگا کاروان صیاد

اوسی شجر کو گرایا ہی باغبین تو نے
کہ جسکی شاخ پہ تھا میرا آشیان صیاد

نہ آشیان ہی نہ مین ہون نہ ہی قفس باقی
سمجھ سمجھ کے مٹایا مرا نشان صیاد

یقین ہی کہ کسی روز دل کو بھاوے گا
سنے اسیر ونکی چھپ چھپ کی داستان صیاد

جو اف زبانسے کرون جلکے خاک ہوجائے چمن
برائے نام قفس کی ہین تیلیان صیاد

کرے اسیر و نہ جو ظلم تجھکو زیبا ہے
زمین تیری ہی تیرا ہے آسمان صیاد

ہوئی ہی قید مین مدت کہ کچھ بھی یاد نہین
کہ بھی بہار گلستان مین یا خزان صیاد

اثر تو دیکھ مین ذکر بہار کرتا ہون
کہ سبز ہونگی قفس کی بھی تیلیان صیاد

شفیق ضبط کیا ایسا آہ سوزان کو
جگر سے اب مرے اوٹھنے لگا دھون صیاد

شوق سے اپنے بنے تھے صاحب آزار خود
دیکھتے ہی اونکو اچھے ہوگئے بیمار خود

وحشیو نے کوئی کھدی دشت مین کھائی کہا
در پہ آ بیٹھین تو دیکھینگے جمال یار خود

کہتا ہے ظالم درِ زندان کو نکلا توڑ کر — اب مرا دیوانہ ہوتا ہے ذلیل و خوار خود
چارہ گر کہتے ہین اب امید جینے کی نہین — جانب قبلہ پھرا ہے صاحب آزار خود
بعد مدت کے ہوا اتنا تعلق قید مین — ساتھ میرے دل کے ہلتے ہین در و دیوار خود
جانتے ہین خون عاشق ہم سین گے شوق سے — یون ازل کے دن سے سنتی ہین لب سوفار خود
بچپنا ساقی کا ہے آیا ہے پہلے بزم مین — شغل مے اوسکو سکھا دیونگی بادہ خوار خود
جتنے بگڑے ہین وہی جائین فدا اپنی کرین — لطف سے اونکے کھنچی ہین ابروی خمدار خود
وہ لو آیا بام پر بتلاؤ کیا اوسکی خطا — سر جھکائے سب کھڑے ہین طالب دیدار خود
کہتے ہین عشاق اب بچنا دلونکا ہے محال — اپنی حد سے بڑھ گئے ہین گیسوئے خمدار خود
وقت آخر آئے ہین دیکھا ہمارا غیر حال — ظلم کا آخر کو اپنے کر لیا اقرار خود
دیکھنے والونکے دست و پا مین رعشہ پڑ گیا — اس دلیری سے گیا قیدی قریب دار خود
کوئی پوچھے یا نہ پوچھے کہتا ہے دیوانہ حال — بے سبب ہر بات کا اقرار خود انکار خود

ہے مقدر سے مزاج یار ایسا اے شفیق
بے سبب ہر بات پر ہوجاتی ہے تکرار خود

دے گیا ابر بہاری پہلوئے بسمل مین درد — ساتھ بجلی کے چمک اوٹھتی ہے اوٹھا دلمین درد
آئی پیری کم ہوا جس سے دل بسمل مین درد — اک جوانی کے سبب سے تھا ہمیشہ دلمین درد
او قدر انداز مین دیکھونگا مشاقی تری — تیر اوس جا پر لگانا جس جگہ ہو دلمین درد
کہتا ہے ناواقف الفت کہ شکوے بچ گئے — ہم تو کچھ سمجھے نہ تھے ہوتا ہے کیونکر دلمین درد
ایک مدت ہو گئی گھر کر لیا دلمین مرے — چارہ گر کہتے ہین جائیگا بڑی مشکل مین درد
اے دل بیتاب جانا ہے دیار یار تک — موت آئیگی اگر اوٹھا کسی منزل مین درد
جو نمک اوٹھا اک چمک ہوتی ہے وہ تکلیف تھی — یک بیک ہونے لگا ایسا دل غافل مین درد
بعد مدت کی قیامت مین وہ آئے سامنے — حشر پھر ہونے لگا پیدا ہوا پھر دل مین درد

ہاتھ پھیلائے ہے کب سے جام دے ساقی اُسے
ہے یقین ہونے لگا ہو گا کف سایل مین درد

دوستو کہنا مسیحا سے کہ آ کر دیکھ لین
پھر چمک پیدا ہوئی ہونے لگا پھر دلمین درد

ذکر الفت کر کے تمنے مار ڈالا اے شفیق
نام دلبر کا لیا ہونے لگا پھر دلمین درد

ردیف دال ہندی

زندگی بھر تو نے تڑپایا کیا اچھا گھمنڈ
یار سے شکوہ نہین ہے تجھسے ہی شکوا گھمنڈ

وہ بھی یکتا ہے جہا مین مرنے والا تو بھی ایک
چاہیئے اس بات پر تجھکو دل شیدا گھمنڈ

اچھی صورت ہو مگر اخلاق بھی اک حسن ہے
یاد رکھ انسان کو کر دیتا ہے رسوا گھمنڈ

ثانیٔ یوسف سہی تم جان لو اتنا مگر
بادشاہ حسن کو ہوتا ہے نازیبا گھمنڈ

اپنی جا پر بیٹھ کے اوٹھنا ہے اکی کسر شان
جسقدر جی چاہے کر لے تیرا نقش پا گھمنڈ

بچپنا اچھا تھا جسمے بات تو کرتے تھے تم
جب شباب آیا تو صاحب بڑھ گیا کیسا گھمنڈ

آئے میت پر مرے آنسو بہائے آپنے
جانیئے بس بیٹھیے بھی آپکا دیکھا گھمنڈ

آئینہ بجس ہے وہ تو شکل دیکھے رات دن
چاہنے والون سے اپنے اور رخ زیبا گھمنڈ

تم سے ان پڑھ بھی بہت دنیا مین گذرے اے شفیق
ایک دیوان کر لیا موزون تو اور کیا گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

سمجھ رہا ہون تجھے اپنا رازدان کاغذ
تجھی پہ لکھنی ہے الفت کی داستان کاغذ

تجھی سے ہوتا ہے احوال سب عیان کاغذ
تو ہی ہے سارے زمانیکا رازدان کاغذ

لکھونگا سوز محبت مگر یہ خوف بھی ہے
جلا نہ دے تجھے یہ گرمیٔ بیان کاغذ

خدا کی شان نے قابل تجھے بنایا ہے
تو ہی تو لیتا ہے عالم کا امتحان کاغذ

تو ہی ہر ایک کا غیبت مین حال کہتا ہے
تو ہی زمانہ کی ہے دوسری زبان کاغذ

ہمارے قتل کا محضر بنائیگا قاتل
تلاش مین ہی کہ مل جائے خونچکان کاغذ

تجھے اوٹھایا ہی مہندی لگانی ہاتھونسے
بنی ہوئی ہین حسینونکی اونگلیان کاغذ

ضعیف سوز تپ غم کا حال لکھا ہے
اثر ہی ایسا کہ دینے لگا دھوان کاغذ

لکھا ہے سوز تپ غم اثر بھی اتنا ہو
چھوئین جو غیر تو جل جائین انگلیان کاغذ

شفیق کہہ چکا دیوان شکر خالق کر
ہر ایک وقت مین لیتا تھا امتحان کاغذ

اپنے ہی ہاتھ سے لکھا تعویذ
بازوئے یار پہ باندھا تعویذ

جو کرے کار مسیحا تعویذ
ایسا مل جائے خدایا تعویذ

تجھکو سینے سے لگائے رکھا
تو ہے میرا دل شیدا تعویذ

تیرے دیوانہ پہ آتی ہے ہنسی
پینے کے دھوکے مین کھایا تعویذ

آخر الامر مری جان گئی
نملا رد بلا کا تعویذ

جب جوان ہوگئی وہ نام خدا
جا کے مسجد مین پڑھایا تعویذ

کیسی دلکش ہی حسینون کی ادا
کچھ عجب حسن سے باندھا تعویذ

خوف ہی ایسا نظر کا اونکو
کوششین کر کے منگایا تعویذ

جھگڑے آسان ہون ردیفونکی شفیق
یہ کسی نے نہین پایا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

صحبت مین تری شور ہو جانا نہ سمجھکر
میخوار چلے آئین نہ میخانہ سمجھکر

مے نوش تری بزم مین مدہوش ہین ساقی
شیشے پہ گرے پڑتے ہین پیمانہ سمجھکر

ہے قتل کا ہنگام مرے غیر کھڑے ہین
کر کام یہان ہمت مردانہ سمجھکر

بیتاب ہی دل دیکھ چکی شمع جب اوسکی
خود دوڑنے لگی مطلب پروانہ سمجھکر

کیا کام ہمین اس سے کہ کیا کہتا ہے واعظ
ہم سنتے گئے قصۂ جانانہ سمجھکر

عشاق یہ کہتے ہین کہ اچھے ہین یہ سودائی
وہ بات تو کر لیتے ہین دیوانہ سمجھکر

سنسان ہین دل اونکے تو خود اپنے ہی گھر مین
وحشی ترے بیٹھے رہین ویرانہ سمجھکر

بے ہوش ہین ہم ایسے کہ خود اپنے ہی در پر
سجدہ کو جھکے ہین ترا کاشانہ سمجھکر

کیا چیز بری ہوتی ہے ناتجربہ کاری
مین دلکو برا کہتا ہون بیگانہ سمجھکر

کفار سے کہدو کہ وہان اور ہے حالت
اب کعبہ نہ جائین کہین بتخانہ سمجھکر

محفل مین وہ آئے ہین تو یہ حکم دیا ہے
اب بات کرے شمع سے پروانہ سمجھکر

بتلائیے کچھ کام شفیق آپکا نکلا
لاکھونسے کیا آپنے یارانہ سمجھکر

وہ لگائین گے اگر تیر نظر آنکھون پر
مردم چشم کی رو کو لگا سپر آنکھون پر

بعد مدت کے اگر آئے تو احسان کیا
آئیے بیٹھئے اے رشک قمر آنکھون پر

سرمہ کیون آپ لگاتے ہین مجھے خوف یہ ہے
کہین ہو جائے کسی کی نہ نظر آنکھون پر

میرے مرجانے سے کچھ آپ نہ تکلیف کرین
آپکے رونے سے پڑتا ہے اثر آنکھون پر

رہتا پیری مین نہین قلب و جگر پر قابو
ہاتھ پاؤن مین نہ کچھ زور نہ سر آنکھون پر

دیکھتے ہین جو برا حال مرا فرقت مین
ہاتھ رکھ لیتے ہین عبرت سے بشر آنکھون پر

سرمہ آنکھون مین لگا کر نہین چار آنکھین کین
سمجھا ہو جائیگی آنکھونکی نظر آنکھون پر

قتل کر کے مرے قاتل کو وفا یاد آئی
پیار کرنے لگا اور رکھ لیا سر آنکھون پر

ناوک ناز جو آئے تو بڑی خاطر ہو
اوسکو بٹھلائین مرے قلب و جگر آنکھون پر

عدم آباد کے رستے مین نہ پھر منہ کھولا
پہلے ایسی ہی پڑی گرد سفر آنکھون پر

کہا صیاد نے بلبل سے تجھے چھوڑ دین اب
ایسا تڑپی کہ جمے ہین ترے پر آنکھون پر

شاعر ہین یہی گر حال رہا تیرا شفیق
سب بٹھائین گے تجھے اہل نظر آنکھون پر

دل مرا کہتا ہی مجھسے بزم خوبان دیکھکر
یاد آتی ہی جوانی ایسے سامان دیکھکر

وائے ناکامی مجھے مرنے کی حسرت رہ گئی
رک گیا جلاد کا خنجر رگ جان دیکھکر

فاتحہ کو کیون وہ آئے کون لایا ہی اونھین
اونکا دل ڈر جائیگا گور غریبان دیکھکر

یہ نہین معلوم اوسمین کو نسی شئی دلکی تھی
ہوگیا خاموش ظالم اپنا پیکان دیکھکر

فاتحہ کو ایک مدت تک نہ جب آیا کوئی
آسمان رویا کیا گور غریبان دیکھکر

آئنہ مین دیکھکر دیوانہ کو غش آگیا
اپنی صورت دیکھکر اپنا گریبان دیکھکر

رند واعظ کو پلا دیتی زبردستی مگر
رحم اونکو آگیا مرد مسلمان دیکھکر

دشت پیمائی مین یہ تکلیف پہونچی ہی مجھے
پاؤن تھرانے لگے خار مغیلان دیکھکر

کسطرح جلاد کا کوئی گمان اونپر کرے
جو ڈرین خود اپنی ہی زلف پریشان دیکھکر

خون ہلکا ہی تمھارا غش تمھین آجائیگا
پھیر لینا منہ کو خون آلودہ پیکان دیکھکر

آج زندان مین مجھے جی بھر کے سب تکلیف دین
کل مجھی کو روئین گے میرے نگہبان دیکھکر

قیس اس کوشش مین آخر چلتے چلتے مر گیا
ہم ذرا دم لین کوئی اچھا بیابان دیکھکر

اتفاقاً آج خلوت مین مرا جانا ہوا
خوش ہوا مین اونکی آرایش کا سامان دیکھکر

سیر گہ مین اتفاقاً آج دیوانے گئے
اور وحشت بڑھ گئی تصویر زندان دیکھکر

سیر گل سے اور دیوانون کی وحشت بڑھ گئی
ہاتھ رکھا ہی گریبان پر گلستان دیکھکر

مانی و بہزاد نے کیا ہوش کھوئے ہین مرے
مجھکو سکتا ہوگیا تصویر جانان دیکھکر

جس سے تم کو عشق ہی ایسا حسین ہی وہ شفیق
الحذر کہتے ہین سب گبر و مسلمان دیکھکر

پھر نہ چین آیا کبھی اوٹھے وہ سامان دیکھکر
دل نہ قابو مین رہا خواب پریشان دیکھکر

وائے ناکامی کہ منگوائی تھی جیسے شوق سے
ہوگیا دیوانہ مین تصویر جانان دیکھکر

ڈھلتے ہی دن ایک گوشہ مین چھپا وہ خوبرو
دل مرے پہلو سے لپٹا شام ہجران دیکھکر

فاتحہ کو جب وہ آیا دل نہ قابو مین رہا
رو دیا جلاد بھی گور غریبان دیکھکر

کیون اسیرونکو اودہر سے لیگیا صیاد تو
آشیان یاد آئیگا انکو گلستان دیکھکر

چاہئے ہے وحشیون مین آکے ہو جائے نام
ہم بھی جا بیٹھین کوئی خالی بیابان دیکھکر

روتے روتے مسکرانا یار کا یاد آگیا
بزم مین چپ ہو گئی سب مجھکو حیران دیکھکر

یہ نہین معلوم اوسکے دلمین کیا آیا خیال
قیس کچھ ہنسنے لگا میرا گریبان دیکھکر

محفل احباب مین اب آکے پچتاتا ہون مین
سب پریشان ہو گئی مجھکو پریشان دیکھکر

بڑھا تھا میری طرف دست جنون پر رک گیا
اپنی قوت دیکھکے میرا گریبان دیکھکر

روز کوچمین کھڑی رہتی ہو دیکھی ای شفیق
شوق نظارہ بڑھا تصویر جانان دیکھکر

یہ کہا سنکے مجھ پہ مارا تیر
کیا ترے دلمین ہے ہمارا تیر

دیکھو قاتل کی میرے مشتاقی
باتون باتون مین دلپہ مارا تیر

تو جو نکلا تو جان بھی نکلی
دلکو ہے تیرا ہی سہارا تیر

دل ہی کچھ جانتا ہی اوسکا مزا
یارنے جس ادا سے مارا تیر

دلمین جچتا تھا وصل کا ارمان
اوسی جا پر پڑا قضارا تیر

اسلئے تجھکو دلمین رکھا ہے
تیرا ہر وقت ہو نظارا تیر

خون آلودہ دیکھکر بولے
کیسا میرا ہی پیارا پیارا تیر

مین کمانے چلا ہون دلکو بچاؤ
امیر آواز سے پکارا تیر

اوسنے دیکھا تو دلمین زخم پڑا
اونکی آنکھو نکا تھا اشارا تیر

حسرت دیدہ رہ گئی باقی
توڑکر دل مرا سدھارا تیر

دل بھی چھیدے تو یا جگر چھیدی
تیرا ہر ظلم ہے گوارا تیر

دلمین تصویر رہگئی اوسکی
یارنے اس ادا سے مارا تیر

اُف ری جلاد تیری بیدردی
دل بچایا جگر پہ مارا تیر

وصل کا اوس سے پوچھنا ہی مزا
جسکے دلمین رہا تمھارا تیر

اُف ری جلاد فطرتین تیری
دلکو تاکا جگر پہ مارا تیر

دل مضطر شفیق پوچھتا ہی
یارنے کس خطا پہ مارا تیر

وائے ہو میخوار تشنہ کام پر
گر پڑا بیہوش ہو کر جام پر

پہلے اے دل عشق مین دی امتحان
پھر کبھی مرجانا اوسکے نام پر

ساقیا واعظ بھی اب پینے کو ہی
آج حسرت کی نظر ہی جام پر

اب در جانان پہ جانا ہی محال
غش مجھے آنے لگا ہر گام پر

اے دل ناداں حسینوں مین نہ جا
کچھ نظر ہے عشق کے انجام پر

سوتا ہی منہ ڈھانپ کر رشکِ قمر
چاندنی چھٹکی ہوئی ہی بام پر

یہ ہر اک فن سے ہمین ظاہر ہوا
آدمی مرتا ہے اپنے نام پر

مرنے والے حشر تک سو یا گئے
رشک آیا مجھکو اس آرام پر

جاتے ہی ساقی کے در پر مر گیا
کیا پڑی افتاد تشنہ کام پر

وصل کیسا دیکھنا کیا چیز ہے
زندگی ہی نامہ و پیغام پر

کوششین سب اوسکی ضایع ہوگئین
وائے ہو ایسے دل ناکام پر

جامِ کوثر حشر مین پینا شفیق
وان لٹے گی مے خدا کے نام پر

دعا یہ ہے کہ ذرا لطف اوٹھائین آئی بہار
اور اب تو دلکو لئے جاتی ہی ہوائے بہار

اوٹھا جو ابر نظر آئی ابتدائے بہار
عجیب ناز سے چلنے لگی ہوائے بہار

کہا قفس مین جو بلبل نے ہائے ہائے بہار
جگر کو توڑ کے پیدا ہوئی ہوائے بہار

چمن مین خوب ہی ہمنے دو رنگیان دیکھین — کہین ہی سرخ کہین سبز ہی قباے بہار

قفس کی سمت سی طائر جو اوڑکر جاتی ہین — اسیر پوچھتے ہین اونسے ماجراے بہار

سنبھالے رہنا دلونکو ذرا قفس والو — سنائیگا تمھین صیاد ماجراے بہار

ہوا ابتدا ہی مین دیوانے ہوش سے گذرین — وہ کس طریق سے دیکھین گی انتہاے بہار

ہم اب تمام ہین اور دن خزانکے آ پہونچے — خدا ہی خیر سے اب کی برس دکھاے بہار

جو اس زمانہ مین دیوانے قید سے چھوٹے — زبانیہ اونکی نہین اور کچھ سواے بہار

ہزار ظلم خزان ہو پر آتی ہی ہر سال — تمام اہل چمن دیکھ لین وفاے بہار

یہ کہکے باغمین میخوار روٹھکر بیٹھے — اب آپکے ہاتھ سے اپنی ہمین پلاے بہار

چمن سی کام نہین تیرے عشق بازونکو — نہ آشناے خزان ہین نہ آشناے بہار

حسین باغمین ہر برگ گل کے آئنہ مین — ادائین دیکھتے ہین اپنی اور اداے بہار

شفیق باغ جوانی یہ کہکے مرجھایا
عجب نہین کہ تجھے عمر بھر رولاے بہار

زیورِ گلہاے تر سے یہ ہے تاثیر بہار — یار کی تصویر سے ملتی ہی تصویر بہار

کہتے ہین دیوانے صحراے قدم اوٹھائینگے — کیا ہماری پاؤن مین لپٹی ہی زنجیر بہار

دشت مین دیوانون کی پگڑی رنگی ہین خون مین — ہو گیا دونا جنون ایسی ہی تاثیر بہار

سبزۂ پر افشان کی ورقی گر پڑے ہین جابجا — ان حسینون کے سبب چمکی ہی تقدیر بہار

ابتدا بلبل نے دیکھی تھی کہ بیجان ہو گئی — آنکھ جب گلشن مین کھولی پڑ گیا تیر بہار

ابر کے ہمراہ چمکی برق بلبل نے کہا — اک نہ اک دن قتل کر ڈالیگی شمشیر بہار

عہد کیا ہوتا ہی اونمین تخلیہ ہی باغمین — آج سب غنچہ دہن کرتے ہین تقریر بہار

حکم ہے معشوقونکا عشاق آئین باغمین — عاشقونکی ہے تمہارے ہاتھ ہوگی تحریر بہار

یہ خزان کہتی ہی گلشن مین مجھے آنے تو دو — چار دن کے بعد مٹ جائیگی تاثیر بہار

کہتی ہی بلبل کہ مین سینہ سپر ہون ہی شفیق
لطف ملتا ہی جو پڑتا ہے کوئی تیر بہار

دن سے راہِ عشق مین گر شام کر
پھر مسافر چین سے آرام کر

ناصحا تو تفرقہ پرداز ہے
مجھکو سمجھاتا ہے اپنا کام کر

کون مجھسے یہ جنون مین کہہ گیا
قدر ہوگی اوتنی جتنا نام کر

موت میری مجھسے یہ کہکر ہٹی
جسپہ تو مرتا ہی اوسکا نام کر

ہجر نے اسدرجہ لاغر کر دیا
سانس لیتا ہون کلیجہ تھام کر

اتفاقاً مین شریک بزم ہون
ساقیا لبریز میرا جام کر

کون یہ دشنہ بلا کر کہہ گیا
مرنے والے حشر تک آرام کر

دشمنون میت پہ دیکھو تو مری
کون آیا ہے کلیجہ تھام کر

حشر کے دن دوست بھی دشمن بھی ہین
میرا یارب اب بخیر انجام کر

دل ترے کہنے مین ہو نہین کیا کرون
جتنا جی چاہی مجھے بدنام کر

ایک مدت کر چکا اپنی خوشی
اب مرا کہنا دل ناکام کر

اک نظر ہم اور تجھکو دیکھ لین
ایک لحظہ اور سیر بام کر

ہو بھلا ساقی ترا اور مے کی خیر
ہم فقیرون کو شریک جام کر

عاشقو نکو جس سی حیرت ہو شفیق
واقعات عشق طشت از بام کر

ردیف رائے ہندی

تڑپے ہی جاتے ہین دونو ہی جگر دل کا بگاڑ
دیکھنے آتے ہین وہ بسمل سی بسمل کا بگاڑ

یاد رکھ اے دل جو غصے مین پڑا ایک بار بھی
جان و تنمین تفرقہ کر دیگا قاتل کا بگاڑ

حال یوسف سنتی ہی آیا تجھے غصہ بہت
وہ مقابل ہی ترے کچھ ماہ کامل کا بگاڑ

دل جگر کے زخم سے دریا بہینگے خون کے
آج قاتل دیکھیے گا گھایل سے گھایل کا بگاڑ

کی مری جامہ دری اب قید مین بھی بے خبر
اے مرے دست جنون اب کچھ سلاسل کا بگاڑ

آئینہ مین دیکھ تو تیرا ہی ہم پلہ کوئے
جب تجھے جانون کہ کچھ ایسے مقابل کا بگاڑ

ایک دلکو دو حسین مانگین تو ہوتا ہی یقین
دیکھنے آئے ہین پھر سائل سے سائل کا بگاڑ

مجھسے وہ کہتے ہین غصہ مین کبھی کچھ ہوش ہی
میری رسوائیکا باعث ہی تری دل کا بگاڑ

فکر مین مقطع کی کیون خاموش بیٹھا ہی شفیق
نظم کر تعجیل سے کچھ کیون ہی دلکا بگاڑ

دل کہتا ہی دیکھو لگا ترا تیر نظر توڑ
جسطرح مجھے توڑا ہی اسطرح جگر توڑ

قاتل تجھی جب حال مرے دلکا کھلیگا
اک تیر سے پہلے مرے سینے کی سپر توڑ

وہ آئے ہین جی بھر کے اونھین دیکھلے تو بھی
اشکونکا ذرا تار تو اے دیدۂ تر توڑ

سر سبز تو ہونے دے ذرا نخل تمنا
نادان ابھی خام نہ الفت کا شجر توڑ

بیکار مجھی دیکھتا ہی ترچھی نظر سے
تیر نگہ یار مرا قلب و جگر توڑ

پہلے سے اذان دینے پہ توڑی گئی منقار
دم وصل کی شب آج تو اے مرغ سحر توڑ

سمجھونگا شفیق اپنا مین تیر نگہ یار
گر ایک اشارے مین مرا قلب و جگر توڑ

اچھا ہی آج مجھسے ہوا اغیار سے بگاڑ
اونکے سبب سے روز ہوا یار سے بگاڑ

اے دل اونھین مین رہتا ہی اتنا سمجھ تو لے
اچھا نہین ہی گیسوئے خمدار سے بگاڑ

جی بھر کے تجھکو دیکھے گا مر کے جائیگا
ساقی نہ اتنی دیر تو میخوار سے بگاڑ

جلاد تجھکو ظلم کا بانی مین جب کہون
سب کار زندگی مری تلوار سے بگاڑ

کل تخلیہ مین میرے ہی اونکے بگاڑ تھا
ہنستے ہی ہنستے ہو گیا دلدار سے بگاڑ

اونکا شب فراق مین رکنا محال ہے
نالون سے ہو گا دیدۂ خونبار سے بگاڑ

دیوانے تجھپہ رحم اونھین آج آیا تھا
اسوقت ہوگیا تری گفتار سے بگاڑ

جلاد جسکے اف نہین نکلی زبان سے
اچھا نہین ہے ایسے وفادار سے بگاڑ

ہٹتا ہے وہ تو پاؤن تیرے ہی روکتا اوسے
دیوانہ سے ہے سایۂ دیوار سے بگاڑ

تجھکو برا جو کہتے ہین جانے بھی دے شفیق
اتنی سی بات کے لئے کیون چارسے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

صحت مین ہے مریض کی ناچار چارہ ساز
صدمہ سے آپ ہوگیا بیمار چارہ ساز

بیمار جو اخیر ہے دم کا شمار ہے
ہوتا ہے تھوڑی دیر مین ناچار چارہ ساز

کن خوبیون سے دی ہے تسلی مریض کو
ہنس ہنس کی بات کرتا ہے ہر بار چارہ ساز

جو چاہے اوسکے حق مین کرے اختیار ہے
بیمار کا ہے مالک و مختار چارہ ساز

غم میرا مجھکو آٹھ پہر چھوڑتا نہین
قسمت سے مل گیا ہے وفادار چارہ ساز

کہنا کسی سے کچھ نہین یہ راز ہے بڑا
دیکھے جو پاس ہے لب سوفار چارہ ساز

یارب اسے جہان کی راحت نصیب ہو
کسوقت مین ہے میرا مددگار چارہ ساز

مجھکو وہ عارضہ ہے کہ جینا محال ہے
بیکار کا علاج ہے بیکار چارہ ساز

ایسی بیماری آج تو حالت خراب ہے
جبسے تجھے غش آیا ہے سو بار چارہ ساز

کچھ مصلحت ہے اسمین جو لائی انھین عزیز
نادان ہین وہ جانئے ہشیار چارہ ساز

چارہ گری کو آئے ہو اتنا رہے خیال
ہوتا نہین جہان مین جفاکار چارہ ساز

صحت بھی دوستو مری ہوجائیگی درست
گر ایک رات کو ہو مرا یار چارہ ساز

بیمار غم کی آج تو حالت خراب ہے
مایوس ہوکے رو دیا کئی بار چارہ ساز

یہ ہے یقین تجھکو نہ اکدم جدا کرے
دیکھے جو تجھکو نرگس بیمار چارہ ساز

مرنیکے بعد یاد کریگا تجھے شفیق
جب قید غم مین ہوگا گرفتار چارہ ساز

کہتے ہیں دیوانو کو ہوں دشتین اشجار سبز
یان کبھی ہوتے ہیں ہماری زخم دامندار سبز

کہتے ہیں دیوانہ کیوں دیکھیں گے ہم گلزار سبز
گر بہار آئی تو ہوگا دشت بی تکرار سبز

کہتا ہی میخوار ساقی جب ہو لطف میکدہ
چار شیشی سرخ رکھی ہوں کہیں پر چار سبز

پتیاں مرغوب ہیں بلبل کو جو اتنی کہیں
آشیانہ میں نظر آنے لگا انبار سبز

اوسکی تصویر خیالی رہتی ہی پیش نظر
کھپ گیا آنکھوں میں عاشق کی لباس یار سبز

مرنے والا جانتا ہی اوسکو عالم کی بہار
لطف دیتا ہی غلاف خنجر خونخوار سبز

سنتے ہیں برسات بھر وہ گل رہیگا باغ میں
اب نظر آنے لگینگے ہر در و دیوار سبز

حکم ساقی نے دیا ہی کہ پئیں سب باغ میں
شیشی ہاتھوں میں لیے آتے ہیں سب میخوار سبز

شوق سے قاتل نے تو سم میں بجھایا تھا اسے
یہ اثر تھا زہر کا سب ہوگئی تلوار سبز

چارہ گر کے بھیس میں آیا تھا کوئی غیر بھی
وہ دوا دی ہی سراپا ہو گیا بیمار سبز

زہر چھڑکا ہی بدن میں کیسا نادان ہی مسیح
پوچھتا ہی سب سے اسکو ہی کوئی آزار سبز

دیکھکر لاغر مجھے کہنے لگے سب ہی طبیب
جو شجر ہو خشک اوسکا ہونا ہی دشوار سبز

جوش گریہ اسقدر ہی حد ہے جسکی شفیق
چشم وحشی کے سبب سے ہوئے کہسار سبز

ردیف سین مہملہ

عدم آباد کو جاتے ہیں اسیران قفس
آج تو چین سے سوئیں گی نگہبان قفس

میرے مرنے سے اسیرو میں ہوا حشر بپا
رو کے سب کہنے لگے آج گئی جان قفس

قید سے چھوٹ بھی جائیں تو کہاں جائینگے
اپنا طفلی سے رہا دست و گریبان قفس

اُف ری صیاد نگہبانو نے پوچھا آکر
کتنے گھٹ گھٹ کے مری ہونگی اسیران قفس

جب سنا پہلے بہار آئی تڑپتے تھے بہت
اب ہی گلشن میں خزان جب ہیں اسیران قفس

میں وہ ہمدرد ہوں روتی ہوئی دن کٹتا ہی
صبح یاد آتی ہی جب شام غریبان قفس

بلبلونکے صیاد تسلی اونھین دیدیتا ہی
سب اسی بات پہ مرتے ہین اسیران قفس

کوئی صحرا سے بگولہ جو ادھر آتا ہے
باتین کرتے ہین پریشان سی پریشان قفس

قیدیونکا کبھی صیاد نے پوچھا جو مزاج
وہ کبھی بات کہ جو ہوتی ہی شایان قفس

جنکو ہی شوق اسیریکا وہ کب ڈرتے ہین
ایک مرتا ہی تو سو آتے ہین خواہان قفس

چھوٹ کر قید سی سب بلبلین کہتی ہین یہی
مدتون یاد رہین گی ہمین یاران قفس

سننے والونکے کلیجونپہ چھری چلتی ہے
باتین جب یاس سی کرتے ہین اسیران قفس

کشمکش وہ ہی تڑپ بھی نہین سکتے قیدی
مار ڈالے گی اونھین تنگی میدان قفس

مینے سر پٹکا تو صیاد نے غصہ سے کہا
تیرے مرجانے سے گھٹ جائیگی کیا شان قفس

اسمین کیا خوف ہی صیاد سی پوچھو تو شفیق
کونسی بات پہ رخصت ہوئی مہمان قفس

برق تڑپی گر کے میرے دل کے پاس
آیا تھا بسمل کوئی بسمل کے پاس

داغ سوزان ہین ہمارے دل کی پاس
کیا ستارے ہین مہ کامل کے پاس

زخم دوزی کر کے تھوڑی دیر تک
بخیہ گر بیٹھا رہا گھایل کے پاس

یہ ہنسی آتی ہے وہ سمجھے گا کیا
ناصحا آیا ترے غافل کے پاس

زخم دوزی آپ ہی کرتا ہون مین
آئنہ رکھا ہوا ہے دل کے پاس

یہ خوشی ہے موت ہم کو آگئی
ورنہ پہونچے تھے تری محفل کے پاس

حسرتین آئین جگر مین زخم ہین
ایک محفل اور ہے محفل کے پاس

عمر بھر اوسکا شریک حال ہے
ہی جگر موجود ہر دم دل کے پاس

راز کہتے اپنا کہنا ہے اوسے
بیٹھ جاؤ تم ہمارے دل کے پاس

قیس کے باعث سی پہونچی دشت مین
مل گیا رستہ ہمین منزل کے پاس

ہاتھ پھیلایا کشش اتنی بڑھی
کھینچ کے دل پہونچا کف سایل کے پاس

کہتا ہے قاتل کہ کس سے پوچھیں حال
مرتے دم کوئی نہ تھا بسمل کے پاس

بحر غم سے تھا نکلنے کا خیال
موت آئی دامنِ ساحل کے پاس

ہے عدم کی راہ کا حافظ خدا
اقربا پہونچا گئے منزل کے پاس

قیس بولا جس سے وحشت ہو فزون
یہ عمل بھی ہے کسی عامل کے پاس

آتش غم کی تمھین جب قدر ہو
دل تمھارا ہو ہمارے دل کے پاس

ایک خنجر ایک رکھی ہے چھری
ہے یہ سرمایہ ترے گھائل کے پاس

سب تماشائی کھڑے ہین دور دور
کوئی بھی آتا نہین بسمل کے پاس

قیس کا پیغام لیکر نامہ بر
جا رہا ہے صاحبِ محمل کے پاس

کہتے ہین دیوانے ہمسے اے شفیق
پڑھنے بیٹھین گے کسی جاہل کے پاس

موت دیوانہ کو آئی ہے بیابانکی پاس
ہاتھ رکھے ہوئے ہے اپنا گریبانکے پاس

عشق رکھتا ہے حسینونسے مجھے فکر یہی
نام کو عقل نہین ہے دلِ نادانکے پاس

اپنے جتنے ہین وہ بیگانہ ہوئے غربت مین
کوئی ملنے نہین آتا ہے پریشانکے پاس

لاغری سے مری مرنیکا اوسے خوف ہوا
رک گیا دستِ جنون میرے گریبانکے پاس

منزلِ عشق مین دیوانہ ترا بیٹھا ہے
پاؤن پھیلائے ہوئے خار مغیلانکے پاس

میری بھی شوقِ اسیری کی نہین حد کوئی
قید سے چھوٹ کے بیٹھا درِ زندانکے پاس

دلنے زلفونسے کہا اتنا مناسب ہے خیال
آتا ہے کوئی پریشان بھی پریشانکے پاس

اونکی خلوت مین گیا مین تو عنایت یہ ہوئی
وہ بھی شرمائے ہوئے بیٹھے ہین مہمانکے پاس

اپنے زانو پہ شب وصل رکھا سر میرا
دل بھی خوش ہے کہ مین ہون گیسوئے جانانکے پاس

قدر انداز ادھر دیکھ کشش اتنی ہے
خود ہی دل آئیگا کھنچکر ترے پیکانکے پاس

دل حسینون نے لیا جان بھی لے لی میری
ابتو کچھ بھی نہ رہا بے سر و سامانکے پاس

پنجتن مل گئے جنت مین چلو تم بھی شفیق
باتون باتو مین پہونچ جاؤگی رضوانکی پاس

ردیف شین معجمہ

زاہد عبث ہی کرنی دو نو جہانکی کوشش
بیٹھا تو ہی زمین پہ ہی آسمانکی کوشش

بولا مریض سنکر لاکھون طبیب آئی
کیا چارہ گر کرینگے درد نہانکی کوشش

وہ جام بھر رہا ہی آتے ہین شیخ صاحب
سب خاک مین ملیگی پیر مغان کی کوشش

ڈالے ہین زخم دلمین مشتاق ہو رہی ہین
کرتے ہین مرنے والے سب امتحانکی کوشش

عشاق قتل ہوکر ملک عدم کو پہونچے
جلاد کر رہے ہین نام و نشانکی کوشش

جنکے ہین پاس دلبر وہ ہو رہی ہین شادان
فرقت نصیب کو ہی آہ و فغانکی کوشش

یارب مری لحد کو تا حشر تو بچانا
مر مر کے مینے کی ہی اپنے مکانکی کوشش

جاتے تھے کوئے دلبر رستے مین موت آئی
پہونچے ہین ہم کہانپر کی تھی کہانکی کوشش

ہی فکر بلبلونکو تازی ہی لائین تنکے
جیسے بہار آئی ہی آشیانکی کوشش

مجھسے ہی اوسنے وعدہ کیا نیند اونکو آئے
اغیار کو عبث ہی اب داستانکی کوشش

جب تیر دلپہ مارا اف بھی نہ منہ سی نکلی
اک عمر مینے کی ہی ضبط فغانکی کوشش

دل در پہ اونکے لایا ہو جائیگی رسائی
یانتک تو مجھکو لائی اس مہربانکی کوشش

پہونچا نہ اوسکے در تک موت آئی راستے مین
کیا ناتوان کی قوت کیا ناتوانکی کوشش

چہرے سے میرے ظاہر سب حال ہو رہا ہی
کیا رائگان ہوئی ہی راز نہانکی کوشش

حضرت رشید صاحب فرما رہی ہین تجھسے
تو بھی شفیق کرنا اردو زبانکی کوشش

زخم سینہ پہ لگا آ گیا گھایل کو غش
خون میرا دیکھ کے خود آ گیا قاتل کو غش

کیسے نادان ہین وہ مر گیا جب مین تو کہا
ہی سکون یہ کہ ہے آیا مرے بسمل کو غش

مین تو اچھا ہون مگر ہوش اوڑی جاتی ہین
درد ایسا ہی کہ آیا ہی مرے دلکو غش

کسی بھی ہی عجب چیز کہ مانگا تو سہی
دلکی دیکھی جو تڑپ آگیا سایل کو غش

زخم پر زخم پڑے جاتے ہین اتنا تو سمجھ
بخیہ گر صبر تو کر آگیا گھایل کو غش

تیرا ہی مجھکو سہارا ہی توہی ہی حامی
المدد عشق کہ آیا ترے عاقل کو غش

یار کے در پر صدا دی تھی کہ آیا کوئی غیر
یہ حمیت تھی کہ آنے لگا سائل کو غش

باغبان کہتا ہی صیاد سے تو صبر تو کر
گل اودھر پھولے ادھر آیا عنادل کو غش

دیکھتے ہی اوسے کیا حال ہوا تیرا شفیق
اسطرح آیا نہ ہوگا کسی عاقل کو غش

جان بچ جائے مری آئے دل بسمل کو غش
ہی یقین آسان کر دی درد کی مشکل کو غش

خون زخمونسے نکلنے کا اثر اتنا تو ہو
ڈر گیا گھایل جو فوراً آگیا قاتل کو غش

یہ حمیت کہہ رہی ہی مجھکو اتنا خوف ہی
ہاتھ پھیلانے ہی آئیگا ابھی سایل کو غش

اتفاقاً قیس کی تکلیف کا دھیان آگیا
یہ اثر اولٹا تھا آیا صاحب محمل کو غش

ہی ابھی جلاد نادان قتل کرنا ہی محال
لطف ہی گر ساتھ آئے قاتل و بسمل کو غش

سچ تو یہ ہی ہجر کی تکلیف ہوتی ہی بری
ہمنے تو روکا بہت سو بار آیا دلکو غش

زخم کھائے سیکڑون لیکن زبانسے اف نکی
خون اس درجہ بہا آنے لگا گھایل کو غش

نامہ بر اوس ہی مصیبت سے یہ کہنے کو تھا
کچھ نہ نکلا تھا زبانسے آگیا ناقل کو غش

ناصحا بھی حال میرا دیکھکر گھبرا گیا
مین تو دیوانہ تھا لیکن آگیا عاقل کو غش

ہو گئی سکتہ مین سب اونکی ادائین دیکھکر
میرے غش کی بعد آیا ساری ہی محفل کو غش

امتحان گہہ سے اوٹھے یہ کہکے گھبرائے ہوئے
سامنے میرے نہ آجائے کسی بسمل کو غش

بخیہ گر نے ایسی بیدردی سے زخم اوسکے سئے
ضبط کرتے کرتے آخر آگیا گھایل کو غش

اوسکی رحمت نے سنبھالا مجھکو یہ کہکر شفیق
نظم کے میدان مین آئے کیون مری جاہل کو غش

ٹھوکریں کھاتی ہی پھر رہ رہ کی اک بسمل کی لاش
پھر کے صدمی اوٹھا کر مرگیا مجبور ہوں
دیکھنے والونکو عبرت ہو یہ قاتل نی کہا
مرگیا وہ عشق مین اوسکی اوسی لازم ہی یہ
زخم اسدرجہ لگی ہین تن ہی سارا پاش پاش
شبکو جلکر مرگیا غسل و کفن کیسی دیا
ساتھ میرے قبر تک آئی مری مردہ دلی
مانگنے آیا تھا دل مجھسے اوسی موت آگئی
سر پٹکتی ہین بہت ارمان محشر ہی بپا
کسی بھی چیز ہی کیا زخم کاری دیکھکر

آپکے در پر پڑی ہی آپکے گھایل کی لاش
ہوگئی بیگور و کفن پہلو مین ہی مر دلکی لاش
اپنے کوچہ مین پڑی رہنے دی اک بسمل کی لاش
آکے اوٹھوائے خیال یار میری دلکی لاش
اوٹھ نہین سکتی کسی صورت تری گھایل کی لاش
صبحکو پھینکی گئی پروانۂ محفل کی لاش
حشر تک لپٹی رہیگی مجھسے میری دلکی لاش
ہی تری در پر پڑی عرصہ سی اک سایل کی لاش
حسرتین روتی ہین اوٹھتی ہی ہماری دلکی لاش
ڈرگیا قاتل اوٹھانے آیا تھا گھایل کی لاش

خوف بدنامی تھا اوسکو یہ شفیق اچھا ہوا
شبکو اوسنے آکے اوٹھوائی جو مجھ بسمل کی لاش

عمر بھر اپنے مسیحا سے رہا بیمار خوش
میرے مٹ جانے سو ہی کوئی زمین یار خوش
آئے تھے پھر عیادت کا نہین کچھ کہدیا
عمر بھر جو ٹھوکرین کھاتا رہا ہو دشت مین
سمجھے ہین سب اتفاقاً آج دیکھیگا ضرور
جب مریض غم کے دلمین آگیا اونکا خیال
آئے ہین پھر عیادت وہ دل بیتاب تھم
یہ کسی سے سن لیا اوسنے کہ آئی ہی بہار
عشق مین اوس شوخ کے بیخود ہوا اسرار جان

وہ مرض اچھا ہی جسکا صاحب آزار خوش
جان میری لی تو اب ہی چرخ کجرفتار خوش
بات وہ ایسی ہی جس سی ہو نحیف و زار خوش
وہ کسی صورت نہین ہوگا ذلیل و خوار خوش
طالبان دید بیٹھے ہین پس دیوار خوش
چارہ سازونکو جو دیکھا ہوگیا بیمار خوش
حال کہنے دی کہ جس سی ہو مزاج یار خوش
جا رہا ہی آج دیوانہ سوی گلزار خوش
ایکجا بیٹھے ہوئے ہین کافر و دیندار خوش

بعد مرجانے کے اپنے حال پر رویا کئے
زندگی بھر اپنی دنیا مین رہے زردار خوش

دیکھتے ہی ابر دیوانہ کی وحشت بڑھ گئی
ساقیونکو لیکے جاتا ہی سوی کہسار خوش

دیکھنے والون کو دست و پا مین رعشہ پڑ گیا
مرنے والا آکے بیٹھا ہی قریب دار خوش

تم ابھی آئے ابھی جاؤگے سوچو تو شفیق
دو گھڑی کیواسطے دنیا مین ہو بیکار خوش

ردیف صاد مہملہ

جان دینے سے نہین ڈرتی ہین عزت کی حریص
مرکے اپنا نام کرجاتے ہین غیرت کے حریص

اسقدر اخلاق ہی کچھ بھی سمجھتے ہی نہین
عمر بھر دھوکی اوٹھاتے ہین مروت کے حریص

دیکھنے کی ہمکو عادت ہی کسی عالم مین ہون
ہمسے گر پوچھو تو ہم ہین اچھی صورت کے حریص

بخل ہی ایسا خدا کی راہ مین دیتی نہین
مال و زر کیا ساتھ لیجائینگے دولت کے حریص

ان حسینونسے لگا کر دل ترقی خوب کی
دربدر کی ٹھوکرین کھاتی ہین الفت کے حریص

اس لئے کھنچوائین تصویرین کہ سب دیکھین ہمین
عاشقومین نام کرلیتے ہین شہرت کے حریص

قتل کہ بھولی ہین یہ بھی جان دینے کی خوشی
در پہ قاتل کی چلے آئے شہادت کے حریص

دل ادھر آیا حسینونپر گیا ایمان بھی
جھوٹی قسمین کھا رہی ہین اپنی حاجت کے حریص

صابر و شاکر رہی سب مرضی معبود کے
گھر سے بھی باہر نہین نکلے قناعت کے حریص

کہہ چکا دیوان اسمین فخر کیا تجھکو شفیق
اور بھی دنیا مین ہین تیری طبیعت کی حریص

ہین زمانہ مین بہت ایسے حمیت کی حریص
دولتین اپنی لٹاتے ہین سخاوت کے حریص

انکے در پر سائلونکا روز رہتا ہی ہجوم
یہ گدا کو شاہ کر دیتے ہین ہمت کے حریص

قوت ذاتی حمایت کی نہین خواہان کبھی
گھر مین بیٹھے نام کرتے ہین قناعت کے حریص

دو برس مین لوگ آکر بن گئی اہل زبان
لکھنؤ مین جان دیتی ہین فصاحت کے حریص

سب جسے اچھا کہیں اچھا اوسیکا نام ہی — یہ نئی فطرت ہی جو ہیں اپنی شہرت کے حریص
ایک ہلدی کی گرہ لیتی ہی پنساری بنے — کیا ترقی کر سکیں گا اپنی رنگت کے حریص
آسمان کے دیکھنے میں سر سے گرتی ہی کلاہ — جو ہیں ایسے لوگ وہ ہیں اپنی نخوت کے حریص
جو ہیں اچھے آپ وہ اپنے کو کہتے ہیں برا — عمر بھر خاموش رہتے ہیں شرافت کے حریص

کسقدر بکتے ہو بس اب چپ ہو تم بھی شفیق
جو نہ سمجھا کچھ ہوا اوسکی نصیحت کے حریص

ہے یقین پیدا کرے کچھ خوبیاں بسمل کا رقص — آج قاتل دیکھنے آتا ہی میری دلکا رقص
قیس کو بھی محویت ہی دیکھتا ہی دیر سے — کیا ہوا دکھلا رہی ہی پردہ محمل کا رقص
چاک سینہ کرکے اپنے سامنے رکھو اوسے — پھر بتا دینا مجھے کیسا ہی میرے دلکا رقص
زخم کھائے تو ر آئے گر کے وہ تڑپا کیا — ہنس دیا جلاد بھی دیکھا کیا بسمل کا رقص
حشر تک تڑپی گی اتنا آگیا اسمین اثر — برق نے دیکھا ہی کچھ قاتل ترے بسمل کا رقص

درد دل ایسا تو اوٹھی اونکی صحبت میں شفیق
اہل محفل یاد رکھیں آج مجھ بسمل کا رقص

ردیف ضاد معجمہ

منہ رو پٹہ سے ڈھنکا ہو گیا پنہان عارض — دلکی صورت ہی چراغ تہ دامان عارض
غصہ آیا تو ہوئی سرخ مرجان عارض — ہو گئے آج تری لعل بدخشان عارض
منہ کو دامن سے ڈھنکا لو تو چھن کر نکلا — چھپ نہیں سکتی ہیں تیری مہ تابان عارض
آئنہ ہے تو اچھا ہی کہ وہ دیکھتا ہے — اوس ہی ہر وقت رہا دست و گریبان عارض
داغ دل داغ جگر ہو گئے روشن میری — یاد جب آگئے مجھکو شب ہجران عارض
آئنہ کہتا ہے میں روز تجھے دیکھتا ہوں — یہ ہمیشہ سے ہی مجھپر ترا احسان عارض
دل بہت اوسکی زیارت کو تڑپتا ہی شفیق — جو بنی ہی مرا جسکا کہ ہی قرآن عارض

دلچسپ ہی الٰہی کیسا بیان عارض
سنتے ہین روز مجھسے وہ داستان عارض

ہم ہاتھ بھی لگائین تو ہاتھ کاٹ جائین
تکئے ہون اونکی یارب راحت رسان عارض

احباب کہہ رہے ہین دونو ہین خوب اچھے
وہ لاجواب عارض تم قدردان عارض

آئینہ رکھکو اپنے خود لے رہے ہین بوسے
کیا لطف پا رہے ہین لذت کشان عارض

آئینہ سامنے ہے وہ کہہ رہے ہین مجھسے
آیا ہے وقت زینت کہہ داستان عارض

جسکی صفا ہے اچھی آئینہ ہے وہ سینہ
دل ہے ہمارا اے بت تیرا مکان عارض

شمس و قمر گرے ہین نظر و نسے میری کیسے
دیکھی ہے میری آنکھون نے جب سے شان عارض

حسرت بھری نگاہین رہتی ہین میری اودہر
آباد ہو رہے ہین کیا وہ جہان عارض

تم بھی شفیق جانا جلسہ ہے دیکھنے کا
ہوتا ہے مہ جبینو مین امتحان عارض

ردیف طائے مہملہ

اتفاقاً ہوئی ساقی تری گفتار غلط
جبسے کہنے لگا ہر بات کو میخوار غلط

تمکو ہوتا ہے یقین ہوتی ہے تکرار غلط
روز اک بات کہا کرتے ہین اغیار غلط

دل مرا تاکا تھا اور زخم جگر پر مارا
کیا ترا ہاتھ پڑا آج ستمگار غلط

سر مرا کاٹ لے جلاد نہ اف نکلے گی
کبھی کہنے کا نہین تیرا وفادار غلط

ہوش مین آکے لگا زخم ذرا او قاتل
تیرے گھبرانے سے پڑجاتی ہے تلوار غلط

جو وہ کہتا ہے مسیحا تو یقین لاؤ سکو
حال کہنے کا نہین ہے ترا بیمار غلط

وہ جو کچھ کہتے ہین اغیار وہی کہتے ہین
اپنی ہم بات کو کہدیتے ہین ناچار غلط

چھیڑنے کو اوسے گفتگو مین بات کہی جاتا ہون
میرے کہنے کو وہ کہدیتے ہین ہر بار غلط

روز کہتا ہے نہ جاؤنگا مین اونکے لئے مین
دل نادان ترا ہو جاتا ہے اقرار غلط

قبر مین آئے کہا ہے تو شفیق آئیگا
کبھی کہنے کا نہین میرا مددگار غلط

غیر کہتے ہین یہ ہے در پئے رسوائی خط
خود چلا آتا ہے لیکر ترا سودائی خط

وہ جو پڑہتے ہین تو کچھ حال مرا کہتا ہی
مجھ سے تو سیکھ گیا صبر و شکیبائی خط

مین جو دیوانہ ہون قاصد بھی ملا دیوانہ
راہ مین پڑھتا ہی ایک ایک تماشائی خط

تیرے آنے سے مرے قلب و جگر روشن ہین
تجھکو آنکھو نسے ملا پڑ گئی بینائی خط

تو جو آیا ہے تو اک روز وہ خود آئینگے
رفتہ رفتہ یوہین ہو جائیگی یکجائی خط

کہا دربان نے لیلےٰ سے کہ لے لون اسکو
لیکے آیا ہے کوئی مردمِ صحرائی خط

تجھکو پڑھتا ہون تو کچھ میرا بہل جاتا ہی دل
تو ہی ہمدم ہی تو ہی مونسِ تنہائی خط

تیری تعظیم کو اوٹھتا ہون گھٹا ضعف مرا
تیرے آنے سے بڑھی میری توانائی خط

اوسنے خود ہاتھ سے لکھا ہی تری غیرتکی
زیب تو ہی جو کرے دعوئی یکتائی خط

تو جو آیا دلِ مردہ مین مری جان آئی
اونسے تو سیکھ گیا طرزِ مسیحائی خط

کھولکر اوسنے لفافہ سے پڑھا ہی تجھکو
ہاتھ مین اوسکے تری بڑھ گئی زیبائی خط

تم تو لکھتے ہو مگر سوچ لو دلمین یہ شفیق
تمکو لکھنے کا نہین وہ کبھی ہرجائی خط

سب ہین حسینونِ دنیا کی جھوٹی انکا ہی قول و قرار غلط
دل نہ تو انکی باتونمین آنا کہتے ہین اغیار غلط

اپنے مکانسے بیکر آیا اسکی ہی رفتار غلط
مے نہین ساقی اوسکو دینا کہتا ہی میخوار غلط

اونکی جو دلمین آتا ہی کہتے ہین سنتی ہی نہین
اونکا جہانکی باتونمین اقرار غلط انکار غلط

ہم جو اونسے بات کہین سچ وہ ہو جاتی ہی جھوٹی
اوسکا یقین اونکو آتا ہی جو کہتے ہین اغیار غلط

یہ جو تڑپتا ہی زائد ہم جاتی ہین اونکو حیہ مین
دلکے سبب سے فرقتمین ہو جاتا ہی صبر و قرار غلط

ہم جو اونسے کہتے ہین کچھ اوسکا نتیجہ یہ نکلا
اونکی ہنسی ہی مرتے ہین ہم کہتی ہین سرکار غلط

آنیکو مقتلمین آئے اب جان بھی دینا مشکل ہی
قاتل ایسا کمسن ہی پڑ جاتی ہے تلوار غلط

جاگے ہو شب بھر کے تم آنکھین تو اپنی دیکھو ذرا
باتین ہماری سچی ہین تم کہتی ہو بیکار غلط

آپکا انکار کیا کیون نہ کرتے ہو میری دلجوئی — اپنے قول کو مطلب سے کہدیتے ہین ہشیار غلط

اچھی صورت دیکھکر ہمکو جان بچانی مشکل ہے — جبکہ مقدر بگڑا ہو ہو جاتا ہے ہر کار غلط

قاتل ہو عاشق کی اپنی تیر لگانا سیکھو تو — کیونکر دلکو چھیدیگی جسکی مین ہے سوفار غلط

مجھکو ان پڑھ سمجھے ہین احباب جسے ہی کہتے ہین
شعر تمہارے دیوان کے بالکل ہین شفیق زار غلط

مین جو تڑپا وہ ڈرا ہو نہ سکا دل مضبوط — مین تو سمجھا تھا کہ ہوگا مرا قاتل مضبوط

رات کو سیر کو جاتے تھے وہ بھی خوف آیا — ہمنے سمجھایا بہت ہو نہ سکا دل مضبوط

رات بھر لاش پہ وہ میری اکیلے بیٹھے — سچ ہے انسان کو بنا دیتی ہے مشکل مضبوط

ہنس کے قاتل نے کہا اف نہ نکالی منہ سے — زخم پر زخم سہے ہے مرا گھایل مضبوط

کوئی مرجائے کوئی تڑپے اوسے کیا پروا — ہو ہی جاتا ہے دل صاحب محفل مضبوط

پاس غیرت ہے تجھے غش نہ کہین آجائے — ہاتھ پھیلانا مگر دل رہے سایل مضبوط

قتل عشاق کئے آپ مگر کچھ نہ ڈرا — میری تقدیر سے ایسا ملا قاتل مضبوط

کچھ بھی مقتول کی حالت ہو نہین کچھ پروا — رحم آتا ہی نہین ایسا کیا دل مضبوط

حال دیکھا جو مرا ہنس کے کہا قاتل نے — میرا کس درجہ تڑپنے مین ہے بسمل مضبوط

حشر مین اوسنے چھڑایا نہ مگر چھوٹ سکا — ہاتھ مین میرے رہا دامن قاتل مضبوط

زلف سے دلنے کہا میرا اترنا ہے محال — اسطرح جکڑا ہے مجھے تونے سلاسل مضبوط

ہر ترقی مین تنزل مین نہ تجھسے چھوٹا — ایسا وہ ہنسا ہے مرا اے دل کامل مضبوط

چاہتے ہین کہ کوئی بات کرین وہ مجھسے — شرم آجاتی ہے ہو سکتا نہین [illegible] دل مضبوط

آفتین لاکھ زمانے کی ہون کچھ خوف نہین — ظلم افلاک سے ایسا ہے مرا دل مضبوط

میرے احباب یہ کہتے ہین محبت سے شفیق
شعر گوئی مین ہے تو بھی بڑا اچھا دل مضبوط

ردیف ظاے معجمہ

بے سبب مجھکو نہین آتا ہی مریجان غیظ
غیر آئین گے تو مین روکونگا تا امکان غیظ

چھیڑ سے مینے کہا یوسف بھی ہی کوئی حسین
کیا ہنسی کی بات پر آیا تجھے نادان غیظ

حسرتین تھین دلمین تیری چاک کر ڈالا ہے
جو بھرا گھر ہو اوسی کو کر دیتا ہی ویران غیظ

جب نہ بس میرا چلیگا اوسنے مین مرجاؤنگا
یہ مٹا دیگا کسیدن سب مرے ارمان غیظ

مینے جب چھیڑا اونہین غصہ سے وہ کہنے لگی
اب دکھائیگا تجھے کو ہجر کے سامان غیظ

کام سب بنتے ہوئے تجھسے بگڑتے ہین ضرور
دیکھ لی ہی بارہا مینے یہ تیری شان غیظ

کہتا ہے جلاد مجھسے تو بڑا ہی ہوشیار
اب دکھائیگا تجھے بھی موت کا میدان غیظ

تجھسے کرتا ہون سفارش تو ہی اوسکو منع کر
اسقدر باتین سنی ہین بھر گئے ہین کان غیظ

غصہ آیا ہی اونھین ہو سکی جانون پر بنی
کہتے ہین عاشق اوٹھائیگا کوئی طوفان غیظ

دیکھتے ہین وہ زبان بگڑی جا بیجا یاد رکھ
پرزے پرزے آپ کر دینا مرا دیوان غیظ

بگڑا ہے جلاد بس چپکے رہو تم بھی شفیق
اب وہ آیا تو لایا موت کا فرمان غیظ

ہجر کا شکوہ نہ آتا ہے کسی مشکل پہ غیظ
گر کبھی آیا تو آتا ہی خود اپنے دلپہ غیظ

روز چلتا ہی نہ راہ عشق طے اوس سے ہوئی
کیسا دیوانہ کو آتا ہی ہر اک منزل پہ غیظ

اپنا دل مانگا تھا مینے آپ کیون برہم ہوئے
چاہیے ہرگز نہین تمکو کسی سائل پہ غیظ

سامنا وہ کیا کریگا آپ اوترین بام سے
آپ کو بیفائدہ آیا مہ کامل پہ غیظ

اف جگر کی سینے زبان نے زخم ڈالے بیشمار
رحم کی بدلے ارے ظالم کیا گھائل پہ غیظ

کیون کیا تھا عشق اوسنے کیا کہین استغنا
زور کچھ اوسپر نہین آتا ہی اپنے دل پہ غیظ

جو تڑپتا ہو سدا اوسکو سکون ہونا محال
ہی تجھے بیفائدہ جلاد اس بسمل پہ غیظ

ہوش مین اپنے نہین دیوانہ ہی جانے بھی دے
جو خود مین ہو نہین بیکار اوس غافل پہ غیظ

شیخ صاحب کو برا کہتا ہی جانی دی شفیق
پھر برا ہے آئے جو عالم کو اک جاہل پہ غیظ

یہ آرزو ہی سنین اوسسے ہم بیان لحاظ — سبب سی جنگ کی ہی دنیا مین داستان لحاظ
جو ظلم کرتے ہین ہم اونسے کچھ نہین کہتی — یہ رمز سمجھی تو کچھ ہونگے صاحبان لحاظ
بتون کی قدر کے لائق ہی شرم دنیا مین — ہوا زمانہ نہ گویا ہوئی زبان لحاظ
وہ میری لاشہ پہ بیٹھے ہین اپنا منہ ڈھانپے — مجال کیا جو سنے کوئی بھی فغان لحاظ
جو میرے پاس بھی بیٹھے تو اپنا منہ ڈھانپے — غرض یہ ہی کہ بڑھے اور کچھ بھی شان لحاظ
حسین جمع ہین آئے ہین چھیڑنے والے — عجیب لطف سی ہوتا ہی امتحان لحاظ

شفیق تم بھی خاموش وہ بھی ہین خاموش
جو دونون چپ ہین تو بڑھتی ہی اور شان لحاظ

رند لین گے تری خبر واعظ — اب نہ جانا کبھی اودھر واعظ
جس جگہ رند چھپکے بیٹھے ہین — وان نہ ہوگا ترا گذر واعظ
رند کہتے ہین ہمیشہ یہ بشدت — آپ اپنی نہین خبر واعظ
اللہ اللہ شوخی تقریر — ہل رہا ہے مرا جگر واعظ
اونکو دیکھا تو ہوش جاتے ہین — تجھکو اپنی بھی ہی خبر واعظ
یاد رکھ جاکے بزم رندان مین — کرنا تقریر مختصر واعظ
جا رہا ہی شراب خانہ مین — دیکھتا ہے ادھر اودھر واعظ
رند ہون یا کہ اسمین زاہد ہون — سبکو درپیش ہی سفر واعظ
سیکڑون ہین حدیثین ورد زبان — خوب ہے آپکی نظر واعظ
رند میخانے سے چلے لینے — پہونچا جبدم قریب در واعظ
بزم رندون کی ہو گئی برہم — کیا اوٹھایا ہی تونے سر واعظ

ان حسینون کی بزم سے اوٹھکر — اب بھلا جائیگا کدھر واعظ
میکدہ مین جند اُنکا نام لیا — جلد اب توبھی توبہ کر واعظ
رند مذہب کو جانتے ہی نہین — اونکے فعلون سے درگذر واعظ
دشمنونمین اکیلے جاتے ہین — آپ بھی ہین بڑے نڈر واعظ
اوسکو راہ خدا مین کر تقسیم — پاس جتنا ہے مال وزر واعظ
سب ہین میخوار بد تمیز بہت — جاتے آپ اپنے گھر واعظ
ہین ملول اونسے وہ ملین مجھسے — آج ایسی دعائین کر واعظ

سنتے ہی کی شفیق نے توبہ
ہے بیان تیرا پراثر واعظ

ردیف عین مہملہ

مرنے کے بعد میری ہوئی دوستدار شمع — روتی ہی میری قبر پہ بے اختیار شمع
محفل مین مہ جبینونکی حاصل یہی ہوا — جل جل کے دیکھتی رہی اُنکی بہار شمع
شب بھر مرے مزار پہ جل جل کی جان دی — قسمت سے مجھکو خوب ملی جان نثار شمع
کیا کیا شب فراق مرا حال دیکھکر — ہوتی تھی بیکسی پہ مری اشکبار شمع
کیا کسی کی بھی خبر ہی کچھ لوگ ساتھ ہین — ڈر ڈر کے جب بھی رکھی ہی نزد مزار شمع
کیا سوز غم نے پھونکا ہی اللہ کی پناہ — فرقت مین میری جلکے ہوئی جان زار شمع
مجمع ہے دن سے گور غریبان مین بیشمار — تربت پہ میری شبکو جلائیگا یار شمع
روشن وہ کرکے گھر گئے اب کوئی بھی نہین — جلنے نہ جلنے کا ہی تجھے اختیار شمع
رو رو کے اپنے سر کو ٹپکتی ہے بار بار — پروانے جل رہے ہین تو ہی بیقرار شمع
جلنے پہ خوش نصیب ہی تو ایسی واہ واہ — پروانے شبکو ہوتے ہین تجھپر نثار شمع
ظاہر مین روشنی کے لئے جلتی ہو شفیق — باطن مین ہی یہ عابد شب زندہ دار شمع

مری خوب ہی آزمائی شمع — نہین تجھ مین کچھ کج ادائی شمع
یقین ہے کہ جلنا وہ خود بھول جاوے — اگر دیکھے سوز جدائی شمع
شب ہجر اونکا خیال آگیا — مرے داغ دل نے دکھائی شمع
یہ سامان مہندی لگانیکا ہے — جلائی ہے تمنے حنائی شمع
یقین ہے جلے گی ہر اک بزم مین — تجھے مول لیگی خدائی شمع
ہوا اٹھ جا وہ بھی آنیکو ہین — بجھے گی جواب جھلملائی شمع

شفیق ایسا فرقت مین اندھیر تھا
بجھی وہ جو سینے جلائی شمع

ردیف غین معجمہ

گھٹ گیا شرما کے کیسا اوس مہ کامل کا داغ — کیا شب فرقت مین روشن ہی ہماری دلکا داغ
چارہ گر اچھا نہو گا ہی یہ زخم دل کا داغ — حشر تک باقی رہیگا ناوک قاتل کا داغ
پردہ پوشی ہی بھی حفظ مراتب ہی یہی — قیس کے دلمین رہیگا صاحب محمل کا داغ
چرخ کی دیوانہ بلندی پر یہی ہے کہنے لگا — جسطرح ہوگا چھڑاونگا مہ کامل کا داغ
زخم سب سینے کے اچھے ہون یہ ہوتا ہی یقین — چارہ گر کیونکر مٹائینگے ہماری دلکا داغ
گرمیٔ خون سی مری چھالے پڑی ہین جابجا — ایک بھی مشکل ہی مٹنا خنجر قاتل کا داغ
وصل بھی گر ہو تو اونکو فائدہ ممکن نہین — دلپہ پڑ جاتا ہی فرقتین ہر اک مشکل کا داغ
ہاتھ جب پھیلائے عزت مین تو دھبہ آگیا — چھپ نہین سکتا چھپائے سی کبھی سائل کا داغ
بحر غم مین موت آئی ہو گیا بیڑا تباہ — دلپر اپنے لیچلے ہم دامن ساحل کا داغ
زندگیمین تھا عدم آباد کا جانا محال — بعد مرنے کے مٹا ہی دوریٔ منزل کا داغ
وہ حنائی ہاتھ اپنے میرے سینے پر رکھین — پھر یقین ہوتا ہے مٹ جائیگا میری دلکا داغ
گر میان وہ آپ اوسدن بھول جائیگا شفیق — آفتاب حشر جب دیکھیگا میری دلکا داغ

دیکھتا ہی ڈر کے گورستان کا ویرانہ چراغ — قبر پر جسدم جلا دیتا ہی جانانہ چراغ
واہ ری بدقسمتی روشن کسی ذی گر کیا — کیا جل جل کر بجھا دیتا ہی پروانہ چراغ
روشنی گھر بھر مین ہوتی ہی مگر افسوس ہی — رکھتا ہی تاریک اپنا لضعف کاشانہ چراغ
لو نہین ہلتی ہی ہوتا ہی تصدق بار بار — کس خوشی سی ہوتا ہی گھر بھر پہ پروانہ چراغ
خوف ہی ساقی کو مے گر نیکا میکش ہوشیار — تو اوٹھا کر ہاتھ مین رکھ دی پیمانہ چراغ
محویت کا ہی اثر لو جھومتی ہے بار بار — رات بھر سنتا ہی ساری گھر کا افسانہ چراغ
شام کو جلتی ہی سب آتے ہین ملنے کے لئے — کیسا پروانون سے کر لیتا ہے یارانہ چراغ
شام کے ہوتے ہی تاریکی تھی اوسمین قہر کی — مجھسے روشن ہو گیا ہی میرا کاشانہ چراغ
مے لئی سب جام ٹوٹے کیسی ہل چل ہو گئی — تیرے بجھتے ہی مٹی ہے بزم رندانہ چراغ

درد اوٹھتے ہجر کی شب اُف نہ کرنا ای شفیق
بجھ گیا گر یہ تو گھر ہوگا سیہ خانہ چراغ

قدر ہی اسکی جلا کرتا ہی جو گھر پر چراغ — گر نہ روشن ہو زمانہ بھر سی ہی بدتر چراغ
ایسی دشمن ہی ہوا گل کرتی ہی ہر شام کو — قبر پر میری جلاتا ہی مرا دلبر چراغ
نام روشن ہو زمانہ مین ترا رشک قمر — کیا جلایا ہی ہماری قبر کے اوپر چراغ
جاؤ کبھی ای شمعون زینت ہی ساری مال کی — مفلسی گر ہو تو ہے فانوس سی بہتر چراغ
گل اگر یہ ہو تو کیسی رات ہوتی ہی پہاڑ — ہو نہ گر روغن تو بن جاتا ہی پتھر چراغ
روشنی وہ ہی کہ جو وقت ضرورت کام آئی — یون جلانیکو جلا لیتی ہین سب اکثر چراغ
راہ دکھلائے شب تاریک مین یہ وصف ہی — کیا خدا کی شان سی بنجاتا ہی رہبر چراغ
میرے گھر وہ چھپ کے آتے ہین عدو کو دیکھئے — دیکھ لے اونکو جلائے بیٹھا ہی در پر چراغ
روشنی گر ہو تو دشمن دیکھ لین گر رات کو — راستہ مین لیکے گر جائیگا نامہ بر چراغ
قید مین ہی دم بخود دیوانہ شبکو یہ سنا — سانس کی رفتار سی گل ہوتا ہی اکثر چراغ

واہ ری قسمت کسینو گر گیا روشن شفیق
قبر پر جو ذرا آکے گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

تھا حسینونکے سبب خوب پری خانہ باغ
اونکے جاتے ہی نظر آتا ہے ویرانہ باغ

گریہ ہر وقت جوانان چمن کرتے ہین
میرے مرنیکے اثر سے ہی عزاخانہ باغ

بلبلین مست ہین غنچون نے گریبان پھاڑے
جب بہار آئی بنا صورت دیوانہ باغ

حکم ہے رات کو شبنم کرے گوہر باری
جب حسین آئینگی ہو جائیگا شاہانہ باغ

رات بھر اوسکی رہا کرتی ہو کیا دلچسپی
گل و بلبل کا سنا کرتا ہی افسانہ باغ

تیری تصویرین نظر آتی ہین ہر سمت مسیح
تیرے بیمار سمجھتے ہین شفاخانہ باغ

حکم ساقی کا ہی میخوارو نسے آباد رہی
بادہ کش رہنے لگے ہوگیا میخانہ باغ

رخ روشن سی جو وہ شوخ اوٹھائی ہو نقاب
اوس پر ہوتا ہی فدا صورت پروانہ باغ

جام لٹکائے ہین شاخون مین نئی زینت ہی
میکشون خوب ہوا صورت میخانہ باغ

کہا سوسن نے کہ سرسبز رکھے اسکو خدا
گل و بلبل کا ہمیشہ سے ہی کاشانہ باغ

اگیا خزان آنکے تاراج کئے دیتی ہی
یہ سمجھتی ہے کہ ہی سبزہ بیگانہ باغ

گھر مین بس بیٹھے رہو دل نہین بہلیگا شفیق
وہ نہ ہونگے تو نظر آئیگا ویرانہ باغ

وحشیونکے واسطے ہوتی ہے یہ تدبیر باغ
آج زندان مین لگائی جاتی ہی تصویر باغ

کہتی ہی بلبل پڑی ہی پاؤن مین زنجیر باغ
جا نہین سکتی کہین ایسی ہوئی تسخیر باغ

وحشیون کی اونکے کوچہ مین کٹی گی زندگی
ہے کہین تصویر زندان اور کہین تصویر باغ

لیچلا مجھکو مسیحا کھینچکے وقت واپسین
آج اس بیمار پر دیکھین گی ہم تاثیر باغ

زیور گلہائی تر سے اوسکا یہ نقشا ہوا
میری آنکھون مین نظر آئیگی تصویر باغ

عہد معشوقون مین ہی جلکر رہین گے باغین
برگ گل پر آج لکھواتے ہین وہ تحریر باغ

کہتی ہی بلبل کسی کی سلطنت سی کم نہین
مجھکو خالق نے عنایت کی ہی وہ جاگیر باغ

سر کے بھل جاتے ہین گلشن مین بہار آنیکو ہی
بادہ خوار دلنشی بڑھی ہی کسقدر توقیر باغ

سُننے والون نے بھی سر پھوڑے ہین اپنی جو تہین
پر اثر دیوانہ لے کی آج وہ تقریر باغ

کہتے ہین دیوانہ صحرا کو چلین گر قید سے
رات کو دیکھی ہی ہمنے خواب مین تصویر باغ

جب جنون کی فصل آئی ہی تو گلچین نے کہا
بلبلونکے دلپہ پڑ جاتے ہین اکثر تیر باغ

رات کو جب برق چمکی سینکے بلبل نے کہا
آج ہمکو قتل کر ڈالے گی یہ شمشیر باغ

پھول جب معشوق نے توڑے تو بلبل نے کہا
یہ حسین دیکھو لٹا دیتے ہین جاگیر باغ

سب حسین کہتے ہین یہ دیوانہ ہی کیسا شفیق
اپنے سینے سے لگائے رہتا ہی تصویر باغ

ردیف فاء

صدمہ جان گداز ہی ایسے دیار کیطرف
سر سے کفن لپیٹ لین جانا ہی یار کیطرف

باغ مین عمر بھر رہی ایسا رہا اداس دل
دیکھا نہ ہمنے ایکدن اوسکی بہار کیطرف

لاکھ زمانہ ہو برا ہمکو نہین ہے انتشار
دیکھا ہی ہمنے گردش لیل و نہار کیطرف

اوسکے مکانپہ ہم گئے یار کے شوق دید مین
دیکھا نہ ہمنے اک نظر نقش و نگار کیطرف

اوسکی گلیمین میری خاک پہنچی تھی اوڑھتی
اوسپہ بھی آئین آندھیان مشت غبار کیطرف

پردیکا انتظام ہو کوئی نہ آئے اسطرف
آتے ہین کب فاتحہ میرے مزار کیطرف

گھر مین تو ہین پڑی ہوئی کیا کہین تمسی دوستو
دل تو گیا ہے رات سی محفل یار کیطرف

اوسکو بلا کے بزم مین باتین بھی اوس سے کچھ کرین
دیکھین تو مسکرا کے وہ عاشق زار کیطرف

آئینہ رکھ کی سامنے پہرون ہی دیکھتے ہین وہ
اپنے نکھار کیطرف اپنے سنگھار کیطرف

ایسا جنون کا جوش ہی کچھ نہین ہمکو ہوش ہے
پاؤن ہماری خود بخود اوٹھتے ہین خار کیطرف

یان بھی جنون کا خوف ہی ہوش نہین بجا شفیق
یار نے دیکھا حشر مین سینہ فگار کیطرف

میخوار بولے دیکھ کے دیوانے کیطرف — جی چاہا آج آگیا میخانے کیطرف

ساغر جنھین ملا نہین کیا دیکھتے ہین وہ — حسرت بھری نگاہ سی پیمانے کیطرف

نام بہار سنتے ہی ایسا اثر ہوا — خود پاؤن میرے اوٹھگئی ویرانے کیطرف

میخوار کو جماہیان آتی ہین دیکھکر — کالی گھٹا اوٹھی ہوئی میخانے کیطرف

کیا جانے شکوہ اور کوئی حادثہ ہوا — کچھ روشنی ہوئی تھی سیہ خانے کیطرف

عاشق جناب شیخ ہوئے انکو کیا ہوا — کسواسطے گئے تھے یہ بتخانے کیطرف

کچھ روشنی ہی شکوہ حسین ساتھ ساتھ ہین — یون آرہی ہین میری عزاخانے کیطرف

اللہ ری کشش تری اللہ ری جوش شوق — جاتے ہین ہوش اوڑکی صنم خانے کیطرف

سنسان رات دیکھ کے آنے لگین ادھر — لاکھون بلائین میری سیہ خانے کیطرف

اے دل تجھی کچھ عقل ہی گیسو کے عشق مین — اپنے کو چھوڑے جاتا ہی بیگانہ کیطرف

پہلے تو شمع حسن سے اوسکو جلا دیا — اب دیکھتے ہین غور سے پروانہ کیطرف

جسدن سے ہمنے چھوڑ دیا شغل میکشی — کیا کیا گھٹائین اوٹھی ہین میخانے کیطرف

ساقی نظر بچا کے جو دیتا ہی جام مے — میخوار دیکھے جاتے ہین پیمانے کیطرف

الفت مین کیا شفیق کا ایمان بھی گیا
کعبہ سے اوٹھ کے آیا ہے بتخانے کیطرف

باتون ہی باتون مین پہونچا آنکھ قاتل کیطرف — مدتون سے دیکھتا تھا جو مرے دل کی طرف

وہ نہ دیکھی گا کبھی پھر ماہ کامل کیطرف — جسنے دیکھا ہو ترے رخسار کے تل کیطرف

اوسنے بھی انگڑائیان لین زخم تنگی کھل گئی — اس ادا سے تمنے دیکھا اپنے گھائل کیطرف

اسقدر شوق شہادت ہی کہین رکتا ہین — مرنے والا جا رہا ہی کوئی قاتل کیطرف

ہم فقیر مست تیری بزم مین آج آگئے — خیر ہو ساقی بڑھانا جام سائل کیطرف

دیکھئے کب بحر غم سی میرا بیڑا پار ہو — مدتون سے ہے نظر دامان ساحل کیطرف

بزم مین جب وہ گئی یہ روشنی تھی حسن کی
پھر نہ پروانون نے دیکھا شمع محفل کیطرف

ضد ہی یہ جلاد کی کوئی نہ منہ سے اف کرے
تازیانہ اوٹھتا ہی ایک ایک بسمل کیطرف

واہ رے جلاد بس اخلاق کی حد ہوگئی
آکے مقتل مین نہ دیکھا ایک بسمل کیطرف

مرنے والا اسطرح پہونچا عدم آباد کو
مڑکے بھی دیکھا نہ اوسنے ایک منزل کیطرف

سچ بتاؤ آئینہ مین کیا ادا آئی پسند
دیکھتے ہو روز جو اپنے مقابل کیطرف

لطف جب ہی آتش الفت کا ہی جب ہی اثر
کچھ مرے دل کی طرف کچھ آپکے دل کیطرف

جب کبھی ملتے ہین اسکو اتفاقاً راہ مین
مسکرا کر دیکھتے ہین اپنے مائل کیطرف

ہاتھ پھیلایا تھا اوسنے یہ کشش پیدا ہوئی
خود بخود بڑھنے لگا دل دست سائل کیطرف

بعد میرے قتل کے الفت کا اتنا جوش ہی
خون کی دھارین بڑھین دامان قاتل کیطرف

مشق ہی پوری مری ہر وقت دیتا ہی خدا
کیون نہو راغب طبیعت میری مشکل کیطرف

حشر مین وہ مل گئے پھر رنگ بد بھی شفیق
پھر قیامت آئی پھر دیکھا مری دل کیطرف

دل گیا ہے کوچۂ گیسوئے جانان کیطرف
ایک مدت سے پریشان ہی پریشان کیطرف

فاتحہ کو بھی رہے محروم مدت ہوگئی
آجتک آئے نہ وہ گور غریبان کیطرف

غمزدہ ہم وہ ہین دیوانی بہار آئی تو آئے
آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھین گے گلستان کیطرف

مرگئے لاکھون اونھین اسکی خبر ہی یا نہین
جا رہے ہین آج جو دیوانہ زندان کیطرف

شغل تھوڑی دیر کا ہی دل بہل جائیگا کچھ
ہاتھ پھر وحشی نے دوڑایا گریبان کیطرف

حشر مین کچھ کر رہی ہے میری دزدیدہ نظر
ہین خدائی بھر کی آنکھین روئے جانان کیطرف

ہمنے گر پوچھا اونھین کی دل اونھین کی جو صلے
پیار سے جو دیکھتے ہین دشمن جان کیطرف

اوس ہی یا بلبلون کی آہ کا پھیلا اثر
کچھ دھوان دکھلائی دیتا ہی گلستان کیطرف

قیدیونکا خون جو دیکھا تو جیسکر آگیا
وہ نہ دیکھین گے کبھی دیوار زندان کیطرف

مرنے والونکی بھی ہی تہذیب دنیا سی الگ — چپکے چپکے جاتے ہین شہر خموشان کیطرف

پوری ہی زینت کرکے آیا ہی خدا اوسکو بچائے — پڑرہی ہین سبکی نظرین روئے جانان کیطرف

مرگ مجنون کی خبر سنکر سرونکو پیٹتے — جارہی ہین آج دیوانے بیابان کیطرف

زلزلے اور آندہیونسے جان بچنا ہی محال — ہوگئین اتنی بلائین شام ہجران کیطرف

مین تجھے قاتل بتاے دیتا ہون تیر افگنی — آتاک کے دلکو مرے دیکھا نہ پیکان کیطرف

دل جلے دیوانہ کا تیری اثر دیکھیے گا کون — آگ لگ جائے جو دیکھے سنبلستان کیطرف

قید مین دیوانے سمجھے ہین کہ آئی ہی بہار — کوندتی ہین بجلیان کل سی بیابان کیطرف

بزم مین تیری نہ کوئی بات پوچھے گا شفیق — دیکھتا ہے کون تجھ ایسے پریشان کیطرف

ردیف قاف

سبب کچھ نہین روز تکرار ناحق — یوہین مجھپہ کھینچی ہی تلوار ناحق

کہا دلنے ابتک نہین زلف دیکھی — بلاؤ مین ہم ہین گرفتار ناحق

مرا دل ہی مین بیچون یا مین نہ بیچون — بگڑتا ہے مجھسے خریدار ناحق

کسی در پہ مین مرگیا ہون پڑا ہون — اوٹھاتے ہین وان سی مجھے یار ناحق

بگڑتے ہین وہ دوستو تم نہ بولو — یوہین اونسی ہوتی ہی تکرار ناحق

یقین ہی کہ صحرا مین جامہ دری ہو — لپٹتے ہین دامن سی سب خار ناحق

مرا قتل کرنا بھی مشکل ہوا ہے — بنے آپ صاحب ستمگار ناحق

مسیحا سے مینے کہا جان بلب ہون — مجھے آپ دیتے ہین آزار ناحق

نظر پڑ گئی جسکی عاشق ہوا وہ — بنے آپ ایسے طرحدار ناحق

کسی نے مسیحا کی صورت نہ دیکھی — زمانہ ہوا اوسکا بیمار ناحق

خریدار دل سو ہے سارا زمانہ — گئے مصر کی آپ بازار ناحق

مقدر مین جو کچھ لکھا ہی وہ ہوگا
اوٹھاتے ہین غم میرا غمخوار ناحق

شفیق ان حسینونکی باتین تو دیکھو
اوٹھاتے ہین محفل سے تشو بار ناحق

جو غمزدہ ہین سنین وہ مرا بیان فراق
مہینون اونکو سناؤنگا داستان فراق

کہا یہ قیس نے مجھسے کہ یہ ہی شان فراق
جو مجھسے پوچھو تو بیشک جنون ہی جان فراق

ستم رسیدہ کی ہوتی ہی مشق راتون کو
اسی مہینے مین دینا ہی امتحان فراق

جو اہل دل ہین مری پاس آکی بیٹھے ہین
مین کہہ رہا ہون وہ سنتی ہین داستان فراق

سوائے ضبط کی کچھ اور اسمین کام نہین
وہ سب سنین جنھین دینا ہی امتحان فراق

حسین آتے ہین راتو نکو سننے کو اکثر
ہین ایسے لطف سے کہتا ہون داستان فراق

اثر ہے ایسا کہ سن سنکے غیر روتے ہین
خدا کرے نہ سنے وہ مری فغان فراق

جو مختصر بھی کہون دلسے کم نہین ہوتی
جو رات بڑھتی ہی بڑھتی ہی داستان فراق

برا ہی کہتے ہین فرقت کو حضرت ناصح
ہمین تو آپ ملے خوب قدردان فراق

کہا یہ قیس نے مجھسے مری مدد کیجے
مجھے بتائیے کچھ حال امتحان فراق

یہ سنکے کہتے ہین بیشبہ تیرے رونے سے
ہمیشہ رہتے ہین شاداب بوستان فراق

یہ انتخاب ہی عشاق کا حسینون کا
مرے مکا نکا رکھا نام آشیان فراق

جو ہمپہ گذری ہے وہ سب اونھین بتائینگے
ہمارے پاس اگر آئین مہربان فراق

عنایت اونکی ہی جو حال سنے آتے ہین
مجھے کچھ اچھا سمجھتے ہین دوستان فراق

شفیق آکے حسین میری گفتگو سنتے
دکھا ہی دیتا اونھین میں زبان فراق

وحشت مین قید خانہ مین رہتی ہم جان نثار عشق
انکے سرو نکو چھوڑکے دیکھے گئے بہار عشق

ساغر ومے سے کام کیا رکھتے تھے بادہ خوار عشق
آنکھین نشیلی دیکھکر اونکو رہا خمار عشق

راہ خدا مین مر گئے مر کے کہان ہو چکے
کیسے ذلیل و خوار ہین کیسے نحیف و زار ہین
قیس نے مجھسے یہ کہا ساتھ ہی عمر بھر کا اب
قیس نے سب سے یہ کہا میرا جہان مین نام ہے

جا مین جنھون نے اپنی دین اُنہہ کھلا دو قمار عشق
آنکھون مین سبکی خوار ہین ایسا بڑھا ہی کار عشق
مین بھی ہون جان نثار عشق تم بھی ہو جان نثار عشق
کی ہین بہت ترقیان ایسا ہی کاروبار عشق

اسمین شفیق خوف کیا جائگا ہی ضرر فقط
مرنے لگے تو خوف کیا پہلے تھا انتشار عشق

صبح پیری آگئی اب خواب سی چونکو شفیق
چھریان عارض پہ آئین خط نکل آیا سپید
زندگی بھر کوچہ گردی کی تھین عادت رہی
زندگی مین ایکدم خاموش رہنا تھا محال
بزم مین جب آئے یارون کی تو یہ کہنے لگے
تھک گئی ہم راہ الفت مین قدم اُٹھتی نہین
چھیڑنیکو مجھسے خلوت مین وہ فرمانے لگے
غیر یہ فرقت مین کہتی ہین ہماری رائے ہی
کچھ کہا مینے تو وہ غصہ مین فرمانے لگے
دوستو مین لطف ملتا ہی جو اینکا بہت
گھر مین کیون بیکار بیٹھی ہو حسینو مین چلو
کہتے ہین احباب اونکو دیکھکر ہوش آگیا
خواب مین یہ کہکے مجھکو اور دیوانہ کیا
مر گئے جب تم تو اونکا کون دیکھیگا جمال
مجھ سے کہتی ہی قناعت صابر و شاکر رہو

ختم ہے شام جوانی آنکھ تو کھولو شفیق
اب کہان اس منہ کو لیجاؤگی سو چو تو شفیق
قبر مین اب پاؤن پھیلائی ہوئی لیٹو شفیق
شہر خاموشان کو اب چپکے چلے جاؤ شفیق
بعد مدت کے ملے آؤ یہان بیٹھو شفیق
ہمت دل کہہ رہی ہی پھر تی ہی جاؤ شفیق
رات آئی ہی بہت اب اپنے گھر جاؤ شفیق
ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ مر جاؤ شفیق
بس رہے خاموش اپنے ہوش مین آؤ شفیق
ذکر ہوتا ہی حسینو نکا جہان جاؤ شفیق
عاشقو مین تم بھی اپنا نام لکھواؤ شفیق
پوچھتے ہین وہ تم اپنا حال بتلاؤ شفیق
بس لڑائی ہو چکی اب آؤ مل جاؤ شفیق
وہ بھی اکدن آئینگی تم دلکو بہلاؤ شفیق
مشکلین آسان ہونگی تم نہ گھبراؤ شفیق

ردیف کاف عربی

یہ اثر ہے بس مری تقریر تک
بولنے کو ہے تری تصویر تک

اب مجھے اُمید مرنے کی ہوئی
ہاتھ تو پہونچا تری شمشیر تک

کوششین اسدرجہ سب اپنی مٹین
مجھپہ ہنستی ہے مری تقدیر تک

تجھپہ ہم مرتے ہین قاتل بے وفا
ہمسے کھنچتی ہے تری شمشیر تک

آج دیوانہ کو پورا جوش ہے
ہاتھ پہونچا پاؤنکی زنجیر تک

دلکی خواہش بھی کمان ابرو پہ ہو
کسطرح پہونچون تمھارے تیر تک

خواب تو دیکھا ہے اچھا دوستو
جی نہین سکتا ہون تعبیر تک

خوش مزاجیکا تری عالم ہے یہ
مسکراتی ہے تری تصویر تک

پڑھکے میرا خط کہا اوس شوخ نے
خیریت سے ہو دم تحریر تک

جانے والے جائین کہتا ہے یہ وہ
بیٹھین گے عاشق مری تقریر تک

اونکی ناراضی کا ہے اتنا اثر
اکڑی ہے مجھسے مری تقدیر تک

ضعف کے ہاتھوں سے چلنا ہے محال
کون پہونچائے بت بے پیر تک

قدرداں جسدن ملیگا اے شفیق
مال و زر کے ساتھ لے جاگیر تک

اپنا ثانی ہے تو ہی تیری خود آرائی ایک
دو جہانین ہے ترا دعوی یکتائی ایک

ہر نفس ساتھ مرے تو ہی نظر آتا ہے
ای خدا تو ہے انیس شب تنہائی ایک

تو اگر چاہے تو پھر ہوش بجا ہون اوسکے
ٹھوکرین کھاتا ہے ایجان ترا سودائی ایک

سارے عالم کو خبر ہو گئی سبحان اللہ
طور پر گر پڑا غش کھاکے تماشائی ایک

بادشاہ ہو کہ گدا عدل اسے کہتے ہین
آنے جانے کی زمانے مین ہے زیبائی ایک

حشر مین ڈرتے ہین سب خوش ہین تیرے بندے
دو جہانین ہے خدا تیری توانائی ایک

توبہ کی اپنے گناہون سے کیا خوب شفیق
عمر بھر مین یہ ہوئی آپ سے دانائی ایک

جان لیتا ہے حسینون کی ادا کا ناوک
آنکھ لڑتے ہی پڑا دل پہ قضا کا ناوک

دل مشتاق مرا کیون نہ جفا کار کہے
موت کا کام کرے تیری جفا کا ناوک

سو کے گلشن مین اوٹھی تھی کہ گئی ہوش و حواس
دل پہ بلبل کی پڑا باد صبا کا ناوک

لاکھ تو فکر کرے اسکا نکلنا ہے محال
چارہ گر دل مین ہے پیوست ادا کا ناوک

اُسنے جب تاک لیا پھر وہ نشانہ نہ بچا
نہین پھرتا ہے کبھی آکے قضا کا ناوک

سرمہ گین چشم کے دُنبالہ سے اللہ بچائے
دل جگر چھیدتا ہے ایسی ادا کا ناوک

جب پڑا تیر نظر بچ نہین سکتا عاشق
ان حسینونکا بھی ہوتا ہے بلا کا ناوک

امتحان گاہ مین اب دل نہین بچنے کا شفیق
تیر افگن نے لگایا ہے بلا کا ناوک

اے صبا کہنا جو جانا یار تک
آپ ہوا ہین ذرا بیمار تک

وہ نہ آئے مجھ نحیف و زار تک
جاؤ لگا خود گرتا پڑتا یار تک

اضطراب دل مجھے امید ہے
تو بھی مجھے پہونچائیگا دلدار تک

ایسے قاتل نے کیا زخمی مجھے
جس سے اوٹھ سکتی نہین تلوار تک

مین اثر سے لون اگر نام بہار
سبز ہو جائین گے سوکھی خار تک

موت تیری مہربانی ہے یہی
تو نہ آنا انتظار یار تک

کسنے اپنے حسن کی چمکائی برق
خاک ہوکے رہ گئے کہسار تک

جب پہونچتا ہے قریب میکدہ
بوئے مے آتی ہے بادہ خوار تک

دوسرا اتنا حسین کوئی نہین
ہم گئے ہین مصر کی بازار تک

وہ لڑے مجھسے کہا احباب نے
زندگی کا لطف ہے تکرار تک

یہ اثر دکھلا مجھے ای جذب دل
خود وہ آئین طالب دیدار تک

چارہ سازون نے مسیحا سے کہا
آپ جائین صاحب آزار تک

ہر قدم پر دیکھنے والے مرین
جا مینگے اس ناز سے بیمار تک

دیکھ لینا دانہ کہ انگور سے
کھنچکر خود ہے آئیگی میخوار تک

اے تپ غم ایسی حدت بڑھ گئی
گرم ہے سب بستر بیمار تک

شعر سننے کا انھین بھی شوق ہو
خود وہ آئین گو شفیق زار تک

یہ کیا پوچھا جئین گو ہم کہانتک
رہے گی زندگی دردِ نہان تک

تماشائی سدھار ینگو گھر اپنے
یہ مجمع ہے تری آہ و فغان تک

تعلق ایسا ہے کچھ آتش غم
جگر کے ساتھ جلتی ہو زبان تک

مسیحا آتش غم کم نہ ہوگی
جلے جاتے ہین میری استخوان تک

کچھ ایسے رہرو ونکی ٹھوکر و ننے
لحد کا مٹ گیا نام و نشان تک

یہ نالے کہتے ہین ہمکو نہ روکو
ابھی جانا ہو ہمکو آسمان تک

غضب ہو غیر سے وحشی کسیکا
کہے دیتا ہے سب راز نہان تک

نکالا ہو قفس سی نوچکے پر
خدا ہی پہنچائے ہمکو آشیان تک

حمیت کہتی ہو تعلمین ہین غیر
نہ نکلے اُف زبانسے امتحان تک

خدا کے روبرو اے اہل محشر
ذرا ٹھہرے رہو میرے بیان تک

غضب تونے کیا اے موت آکر
مرا ناقص رہا سب امتحان تک

طبیبو دل جگر سب جل رہی ہین
نفس کے ساتھ پیدا ہو دھوان تک

سدھارین آپ جتنے اہل دل ہین
وہ بیٹھین گو ہماری داستان تک

تمھارا ایک وحشی بعد مردن
اوڑائیگا کفن کی دھجیان تک

اندھیری رات مین دل کی تڑپ سی
مجھے چارہ گروا تسا بتاؤ
نہ سیکش کو رہیگا ہوش باقی
جگر کو توڑ کر دل مین در آیا
نکالا تیر دل سی سینکے بولے
تحمل نے ہمارے ہمکو روکا
کہا بلبل نے گل سی یاد رکھنا
الٰہی میکدہ کی خیر کرنا

چمک جاتی ہین اکثر بجلیان تک
جگر کا زخم پہونچا ہی کہان تک
رسائی ہو گئی جب پیر مغان تک
کسیکا تیر پہونچا ہے کہان تک
ہوئین گلنار میری انگلیان تک
شکایت آ گئی تھی گو زبان تک
یہ رونق ہی چمن کی باغبان تک
گیا سودائی اب پیر مغان تک

شفیق ایسا بھی دیکھا کوئی لاغر
دکھائی دیتی ہین سب ہڈیان تک

ردیف کاف فارسی

ہے گلنار ایسا حسینو نکا رنگ
وہ دریا مین اوترے پڑا عکس جب
جڑاؤ کڑے کھپ گئے آنکھ مین
وہ باغو نکا منظر نہ بھولو نگا مین
شلوکے نے اونکے غضب کر دیا
اوڑین ہوش عاشق کے ہر بات مین
اوٹھاتے ہین منعم سبھی مجھسے ہین
ہمین ہجر مین یاد آئے بہت
ارے دل تجھے عشق کیونکر ہوا
کوئی سمجھے کیا مختلف ہی مزاج

کہ پھیکا ہے جس سے نگینو نکا رنگ
گلابی ہوا آبگینو نکا رنگ
سنہرا وہ دھانی نگینو نکا رنگ
وہ ہلکا گلابی حسینو نکا رنگ
کھپا آنکھ مین آستینو نکا رنگ
جما ہے کچھ ایسا حسینو نکا رنگ
کہ کم ہو رہا ہی غریبو نکا رنگ
حسینو نکی باتین حسینو نکا رنگ
نہ دیکھا نہ بھایا حسینو نکا رنگ
نرالا ہی ان مہ جبینو نکا رنگ

کہا تمنے دیوان تو سمجھے شفیق
بہت سخت ہی ان زمینو نکا رنگ

چارہ جویونکے اوڑا جاتا ہی رخسار و نگار رنگ
آج بیڈھب ہی مسیحا تیرے بیمار و نکا رنگ

لغزش پا ہی سبھونکو کوئی اوٹھ سکتا نہین
آج ساقی نے جمایا خوب میخوار و نکا رنگ

ہمسے وہ راضی ہین کوئی غیر آسکتا نہین
بعد مدت کے جما اوس بزم مین یار و نکا رنگ

ہین حسینونکی اداؤن مین بہت رنگینیان
کیا سمٹ کر آگیا ان سب مین گلزار و نکا رنگ

قتل گہہ مین آئینگے جلاد جسدن دیکھنا
خون سے گلنار ہو جائیگا تلوار و نکا رنگ

کرکے زینت آئے ہین وہ شبکو اپنی بام پہ
ذرّو نسے افشا نکے پھیکا ہو گیا تار و نکا رنگ

سرنگون ہین ہاتھ باندہی مانگی ہی سب نے پناہ
حشر مین خالق کو بھایا ہی گنہگار و نکا رنگ

قیدیون نے سر بہت ٹکرائے اپنی جان دی
خونسے گلنار ہی زندان کی دیوار و نکا رنگ

باغمین تیاریان ہوتی ہین آئین گی حسین
کیا بہار آنیکو ہی دکھاتی ہی فوّار و نکا رنگ

کوڑیونکے مول ہین سارے حسینان جہان
بک گئے یوسف تو کیا ڈھیلا ہی بازار و نکا رنگ

دل مرا کیا چیز ہی جسکو کوئی لیتا نہین
جب نظر ڈالی اوڑا کیسا خریدار و نکا رنگ

حکم تیرا ہو تو اپنا خون بہائین بیدریغ
غیر کا کیا منہ جو دیکھے گا وفادار و نکا رنگ

بعد مرنیکے اثر اتنا ہوا او پر شفیق
دیکھنے آئے ہین وہ میری عزادار و نکا رنگ

ردیف لام

سمجھتی ہی اوسی مدت سی اپنی جان بلبل
لگائے رہتی ہی سینے سے آشیان بلبل

سمجھ لے بڑھ گئی اب گرمی فغان بلبل
ترے قفس سی نکلنے لگا دہوان بلبل

عضب کی کہتی ہی دلچسپ داستان بلبل
پھنسائیگی تجھے اکدن تری زبان بلبل

کسیطرح نہین بچنے کا آشیان بلبل
بہت دنونسے تڑپتی ہین بجلیان بلبل

کیا ہے آتش سوز انکا ضبط اسدرجہ
کہ اب زباں سے نکلنے لگا دہواں بلبل

قفس سے چھوٹے تو در پر قفس کے بیٹھے ہیں
غضب کی چاہ کہ ہے ایسی ناتوان بلبل

وہ اسکو چلتی ہے صیاد کے اشارے پر
کہ رفتہ رفتہ ہوئی ہے مزاجدان بلبل

لگی ہے آگ نشیمن میں اُف نہیں کرتی
عجیب صبر سے دیتی ہے امتحان بلبل

سنا ہے جبسے کہ صیاد ہے تعاقب میں
چمن میں کوئی بھی آیا تو پھر کہان بلبل

چھری ہے ہاتھ میں صیاد ہنس کے کہتا ہے
جو اُف بھی نکلے تو کاٹی تری زبان بلبل

تمام اہل چمن دل لگا کے سنتے ہیں
سحر کے وقت جو کہتی ہے داستان بلبل

ترے تڑپنے سے جبدن قیامت آئیگی
نہ پھر زمین ہے نہ اوس روز آسمان بلبل

قفس میں مرگیا کوئی اسیر نو شاید
عجیب درد سے ہوتی ہے نوحہ خوان بلبل

بہار آئی ہے گلشن میں آتش گل سے
یقین ہے کہ جلے تیرا آشیان بلبل

اسیر اپنا اوسے درد دل سناتے ہیں
تمام اہل قفس کی ہے رازدان بلبل

یہ وحشیوں نے کہا خوب ہمنے سمجھی کی
ہرا ہرا ہے اب تیرا بوستان بلبل

شفیق کہتا ہے صیاد اوسکو کھینچنے دو
قفس میں آنکے پہنے گی بیڑیاں بلبل

مسافر نے گو کاٹی منزل کی مشکل
نہ آسان ہو گی مری دل کی مشکل

مکانسے لحد تک لحد سے عدم تک
یہ مرنے پہ منزل بہ منزل کی مشکل

تڑپتے تڑپتے لحد تک گیا وہ
کٹی اسطرح تیرے بسمل کی مشکل

مرے قتل کی منتیں لاکھ مانیں
جب آسان ہوئی میرے قاتل کی مشکل

تڑپتا ہے زخموں سے خون جاری
بڑھی روز و شب تیری گھائل کی مشکل

رکھے ہاتھ کانوں پہ اُف کی صدا سے
سنے کیا کوئی ہے بسمل کی مشکل

عیادت کو آئے ہو دم بھر تو ٹھہرو
سنو تو سناتے ہیں ہم دل کی مشکل

ترا نام لے لیکے پہونچا جہان ہین
عمل سے کٹی تیرے عامل کی مشکل

تصور مین تیرے مین پہونچا جہا ہین
ہوئی مر کے آسان سب دلکی مشکل

جو مانگا کیا تجھسے اک عمر یارب
نہ آسان ہوا ایسے سائل کی مشکل

شفیق ایسے وادی مین دل جاتا ہی
ہوئی کیونکر آسان جاہل کی مشکل

مرا دل ہی تیرا خریدار کاکل
تجھی سے ہوا گرم بازار کاکل

خطا یہ ہوئی ہاتھ مینے لگایا
بگڑنے لگی مجھسے بیکار کاکل

مجھے بھی محبت ہی یہ دہیان رکھنا
مرے دلسے رہنا خبردار کاکل

وہ خود اپنی رفتار رستا نہ بھولے
جو دیکھے تجھے کوئی میخوار کاکل

اکیلا ہے وہ اوسپہ افکار لاکھون
مرے دلسے رہنا خبردار کاکل

رہا جاکے صحرا مین یا قید مین وہ
جسے ہوگیا تیرا آزار کاکل

کوئی کچھ کہے عمر بھر چپ ہی رہنا
نہ انکار کاکل نہ اقرار کاکل

شفیق اُٹھ مین دلکو گرفتار کرنا
جو دنیا مین ہو سکی سردار کاکل

بندہی ایسی جو ٹھمین خمدار کاکل
عجب حسن سے ہی گرفتار کاکل

نظر کا اوسے خوف ہی وقت زینت
نہین ہٹتی رخ سے وفادار کاکل

اوٹھے اپنے بستر سے انگڑائی لیکر
جو دیکھے تجھے تیرا بیمار کاکل

اشارے سے مین اوسکا بوسہ تو لیلون
ذرا کھولدے تھوڑا رخسار کاکل

کہا عاشق رخ نے منہ پر جو بکھری
ہمارے لئے ہے دل آزار کاکل

یہ ظاہر ہوا چاند بدلی مین آیا
جو پھیلی ہے رخ پر دھوان دھار کاکل

مجھے قتل کیوقت جلوہ تو دکھلا
اوٹھا اپنے رخ سے ستمگار کاکل

شفیق اسقدر دلگی او الجھن ہے بیجا
کہ وہ خود ہے اسکی طرفدار کا کل

آج چمکا مری قسمت کا ستارا قاتل
سب ہی چلے مجھے مقتلین پکارا قاتل

اسلحہ باندھنا بیکار ہے بالکل ظالم
کم ہے تلوار سے کیا تیرا اشارا قاتل

اور جان باز کوئی اوسپہ نہین مر سکتا
ساری عالم مین ہے مشہور ہمارا قاتل

اسی امید پہ جیتے ہین کریگا تو قتل
سنکے کر ہے ہمسے کہین ایک اشارا قاتل

آنکھ لڑتے ہی مرے دلکو کیا تھا زخمی
اوسی انداز سے پھر ایک اشارا قاتل

غیر کے سمت مخاطب ہوا تو مقتل مین
مینے جی بھر کے کیا خوب نظارا قاتل

اپنے مرنے سے بھی زائد ہے مجھے اسکی خوشی
آکے تربت مین مجھے تونے اوتارا قاتل

مہندی ہاتھونمین مری خونسے گلنار ہوئی
جان دیدیکے تجھے مینے سنوارا قاتل

کیسی دلکش یہ صدا آئی ہے مقتل سے شفیق
کسکے دھوکے مین ہے مجھے آج پکارا قاتل

مر گیا مین ترا اللہ نگہبان قاتل
مجھکو رو دینگے مرے حسرت و ارمان قاتل

بیٹھا ہے تیغ بکف کیا سر عریان قاتل
سر مرا کاٹ کے کیسا ہے پریشان قاتل

قتل کرنا ہے تو گھبرا کے نہ چل مقتلین
پاؤن مین تیرے اولجھ جائے نہ دامان قاتل

دلکے ٹکڑے ہوئے اتنی بھی نہ کر بیدردی
تیر کے ساتھ نکلتی ہے مری جان قاتل

اوسنے جب ہاتھ اوٹھایا مرا سر کاٹنے کو
آئی یہ غیر کی آواز کہ ہان ہان قاتل

اے مرے تیر فگن تیری صفائی کے نثار
تیرے ناوک نے تو چھیدی ہے رگ جان قاتل

سر مرا کاٹ لیا مین بھی سبکدوش ہوا
میری گردن پہ ہوا یہ ترا احسان قاتل

قتل کے شوق کو ابتک تو چھپایا ہمنے
اب جو دم اولجھا تو پھاڑینگے گریبان قاتل

بیٹھنے کا نہ دیا اذن یونہین قتل کیا
آگئی یاد مجھے مرگ سلیمان قاتل

ڈھونڈتا پھرتا ہے مقتلین کہان پائیگا
میرے دلمین ہی تری تیر کا پیکان قاتل

جانتا ہی ہنہین سیدھی ہی کہ اولٹی ہی چھری
کیون مرے قتلمین ہوتا ہی پریشان قاتل

رکھ کے مقتلمین کہین بھول گیا یاد نہین
ڈھونڈھتا پھرتا ہی خنجر مرا نادان قاتل

اور دنیا کے حسین جان مری لیتے تھے
تیرے ہی ہاتھ رہا قتل کا میدان قاتل

تیرے وحشی نے قدم دشتمین رکھا جبسے
ذرہ ذرہ ہوا ایک ایک بیابان قاتل

تنگی دست جنون سے مرے لپٹا ہی گلے
اب تو خود بن گیا ہی میرا گریبان قاتل

سر مرا کاٹ کے خالق کا کیا سجدہ شفیق
میری تقدیر سے میرا ہے مسلمان قاتل

ردیف میم

ہو گئے مخمور ایسے ایک پیمانے سے ہم
جھومتے نکلین گے ساقی تیرے میخانے سے ہم

سر پہ تیرے ہاتھ رکھا تھا صداقت کیلئے
تو بگڑتا ہے تو باز آئے قسم کھانے سے ہم

ایدل نادان تو نے عشقمین مارا ہمین
خوب رسوا ہو گئے اس تیری بہکانے سے ہم

اے خیال یار بیہوشی مین یہ احسان ہی
ہوشمین آتے ہین اپنے بس ترے آنے سے ہم

شوق اسکا نام ہی آنکھونمین آتا ہی سرور
جب اڑاتے ہین نظر ساقی کی پیمانے سے ہم

نوک مژگان دلمین جتنی زخم ڈالے ہین وہ کم
خوب ہی مشتاق ہو نگے برچھیان کھانے سے ہم

ہی تبسم لب پہ اپنے اوسکے کوچہ مین تو ہین
کسقدر خوش ہو رہے ہین موت کے آنے سے ہم

دیکھا جب برسات مین مجھکو تو آنکھین بند کین
کہتے ہین ڈرتے ہین بجلی کی چمک جانے سے ہم

چاہتے ہین موت بھی آئے تو اوسکے در پہ آئے
ہجر مین ڈرتے ہین اپنے گھر پہ مرجانے سے ہم

المدد اے ضبط اب سوز نہان کھلنے کو ہی
ہو گئے بیتاب دلمین آگ لگ جانے سے ہم

شیخ سے کہتا ہے ساقی تمکو پینا ہو اگر
تھوڑی سی دیدینگے تمکو اپنے پیمانے سے ہم

دو جہانمین تھا تزلزل ہم یونہین پیتے رہے
حشر بھی آیا نہ اوٹھے تیرے میخانے سے ہم

ملنکے وہ کہتے ہین کیا عشاق کو غش آگئے
رہ رو ونکی ٹھوکرین کھاتے ہوئے مدت ہوئی

اس ادا سے آج نکلے آئنہ خانے سے ہم
مر کے اب اوٹھین گے ظالم تیرے کاشانے سے ہم

بعد مدت کے در زندان پہ آئے ہین شفیق
ہوگئے مجبور زائد دل کی گھبرانے سے ہم

پھر جنون کے جوش مین جاؤ نگی کہسار تم
حضرت یوسف کی حالت دوسری ہو جائیگی
کہتے ہین احباب میری ملنکے وہ تو خوب ہین
وصل مین سمجھونگا بس آرام سی تم سو رہو
یہ نزاکت کا بہانہ ہی ہمارے قتل مین
یان بہت پازیب کی جھنکار سی مردی اوٹھے
آج میخانہ مین تھوڑی دیر کو ہے تخلیہ
اب مرے سر پر کوئی کیا تازہ آفت آئیگی
پھول سب کھلنے لگے بلبل بھی ہی نغمہ سرا
آج جان بازونکا مجمع قتل گہہ مین ہی بہت
تیر سے چھید و انھین برچھی سی یا گھائل کرو
مجھکو بھی بھڑکا کے اوسکی بزم مین تم لی گئے
مین جو بنوٹ سی ہنسا ساقی نی مجھسے یہ کہا
دو ہی باتونین گذر جائیگی میری زندگی
ہی یقین عشاق بھی کافر نظر آنے لگین
تم جو خوش ہو لطف سی کٹتی ہی میری زندگی
مشکلین جتنی ہین وہ آسان کر دیگا شفیق

کیون زمانے بھر مین ہوئے ہو ذلیل و خوار تم
دیکھ لینا جاکے اکدن مصر کی بازار تم
وہ مسیحائے زمان ہین صاحب آزار تم
پیار سے رکھدو مرے رخسار پر رخسار تم
خود گرا دیتے ہو اپنے ہاتھ سے تلوار تم
اب قیامت مین دکھانا شوخی رفتار تم
کار ساقی ہم کرین بن جاؤ بادہ خوار تم
زخمہائے تن مرے ہوتے ہو کیون خونبار تم
مجھسے گر پوچھو تو بس ہو زینت گلزار تم
ہاتھ مین تلوار لو بیٹھے ہو کیون بیکار تم
ہو مرے قلب و جگر کے مالک و مختار تم
جانتا ہون حضرت دل ہو بڑے مکار تم
ایک ہی ساغر مین ایسے ہو گئے سرشار تم
مین کرون اصرار جتنا اوتنا ہی انکار تم
چار دن گر اور بھی جیتے رہو زنار تم
موت میری آگئی جسدن ہوئے بیزار تم
سر اوٹھاؤ فکر سے بیٹھے ہو کیون ناچار تم

خوب مین جانتا ہون ہی مرا بسمل ہمدم
پھر بھی سینے سے لگائے ہون کہ ہی دل ہمدم

سینے سب حال کہا اونسکو گلے لپٹایا
قتل کیوقت ہوا خنجر قاتل ہمدم

قید گیسو سے چھٹا آیا ہے گھبرایا ہوا
مدتون بعد ملا مجھسے یہ مشکل ہمدم

حال دل اوس ہی کہدیں مرے قاتل نے کہا
تیر وسکان کو سمجھ لے مرے گھایل ہمدم

رہِ الفت مین مری دل مجھی گردش ہی رہی
پھر بھی مجھسے نہ کٹی عشق کی منزل ہمدم

دلکو تو مانگتا ہی جان بھی میری لے لے
بیٹھ پہلو مین مرے آ مرے سایل ہمدم

کوئی تکلیف ہوئی مجھسے یہ لیٹی ہی رہی
قید مین خوب رہی طوق و سلاسل ہمدم

مجھکو سمجھاتا ہے بیکار سمجھ اے ناصح
ہی مجھسے چھوٹیگا بھلا کوچۂ قاتل ہمدم

قید زلفون مین ہوا دل مجھی تو یاد رھا
مین کسیوقت بھی تجھسے ہوا غافل ہمدم

غور جب دلمین کیا آیا خیال جانان
شکر صد شکر رہا میرے مقابل ہمدم

قیس لیلے سے یہ کہتا تھا مر جان ہی تو
تجھکو مین دیکھون اوٹھا پردۂ محمل ہمدم

نقشہ محبوب کا دلسے مرے لپٹا ہی رہا
مجھکو قسمت سی ملا حور شمایل ہمدم

زلف کو چھوڑ نہین دل جو ترا جی چاہے
تجھسے کچھ کہنا ہو اکر و مجھے مل ہمدم

بزم مین اوسکی سبھی غیر تھے اب روتے ہین
میرا دم نکلا ہوئی ساری ہی محفل ہمدم

کوچۂ زلف کی افتادین سمجھتا ہے دل
ہی مجھے اسکی خوشی ہی مرا قاتل ہمدم

بحر الفت مین مجھے قبر کی جا اوسنے دی
حشر تک میرا رہا دامن ساحل ہمدم

عشق مین اس لئے بیٹھا ہوا روتا ہون مین
بعد مدت کے چھٹا مجھسے مرا دل ہمدم

دل بھی کیا مجھکو ملا ہی مری قسمت سی شفیق
جب حسین دیکھ لیا ہو گیا بسمل ہمدم

ردیف نون

صورتین اچھی حباب آسا نمایان ہو گئین
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھونسے پنہان ہو گئین

عاقلونکی گوشنشین اوس حد پہ حیران ہوگئین
کونسی جا ہی جہان پر روحین پنہان ہوگئین

باد بہ پیما وہ ہون جب تھک گئیں گرنے لگا
حسرتین بڑھ کر مری خدبیابان ہوگئین

جب بہار آئی گلوں پر عشق اسکا نام ہے
حسرتین بلبل کی قربان گلستان ہوگئین

میرے مرنیکی خبر مین یہ اثر پیدا ہوا
صحبتین کی صحبتین اکدم مین ویران ہوگئین

عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
میرا دل اور یار کی زلفین پریشان ہوگئین

اوسکی تصویر خیالی کے کرشمے دیکھکر
دل بھی حیران حسرتین بھی اوسکی حیران ہوگئین

آئنہ دیکھا ہی مینے جب مجھے ظاہر ہوا
حالتین وحشت مین کیا تیری گریبان ہوگئین

نہین جو نقشا رہا پھر وہ نکلنے کا نہین
پتلیان آنکھونمین میری شکل زندان ہوگئین

دیکھنے والے بھی ظالم رو دیے سب دیکھکر
جب تری آنکھین مری میت پہ گریان ہوگئین

ہر بن مو سے مرے اُف اُف کی آتی ہی صدا
حسرتین پوری تری ای آہ سوزان ہوگئین

ایک میرے دم سے آبادی ہی ساری شہر کی
جان نکلی جسم سے ویران گلیان ہوگئین

اے حسینان جہان تم سے شکایت کچھ نہین
سب ادائین دلکی بربادیکا سامان ہوگئین

آپکے کوچہ سے میت میری پھنکوائی گئی
بڑھکے بے سامانیان آخر کو سامان ہوگئین

وہ سنوارا کرتے تھے جنکو مجھے تھا جنکا عشق
میرے لاشے پر وہی زلفین پریشان ہوگئین

عشق کے دیوانونکا ہر روز بدلتا ہی مزاج
کین جو باتین آج وہ کل خواب نسیان ہوگئین

دیکھے اس دیوانگی مین ہمنے کیا کیا انقلاب
بستیان لاکھون ہی عالم مین بیابان ہوگئین

یہ تڑپنے سے ہوا حاصل اونھین غیظ آگیا
کچھ زیادہ سختیان ای اہل زندان ہوگئین

ناتوانی بھی مری کسدرجہ مستحکم ہوئی
حسرتین سب جسم مین تار رگ جان ہوگئین

ترچھی نظروں سے اشارے جو دل سے کہنے لگے
برچھیان ہونکو تھین پھنکر مژگان ہوگئین

دیکھ ظالم ایسی ہوتی ہی محبت کی نظر
اک اشارے مین تری آنکھین پشیمان ہوگئین

مار ڈالا ہی ہمین اوستاد کی اخلاق نے
حسرتین لکی شفیق اب چاک داماں ہوگئین

صرف آنسو ہو چکے خونبار آنکھین ہوگئین
دو ہی دن کے رونے سے بیکار آنکھین ہوگئین

قتل پر میرے تری تیار آنکھین ہوگئین
تیر نظرین بن گئین سوفار آنکھین ہوگئین

ہجر مین بیفائدہ رونے سے یہ حاصل ہوا
اسکی نظرون مین ذلیل و خوار آنکھین ہوگئین

دشمنو نے بھی شکایت کا نہین موقع ملا
کچھ مروت آگئی جب چار آنکھین ہوگئین

ایک دیکھا تھا حسین پھر دوسرا دیکھا نہین
تجربہ کچھ ہوگیا ہشیار آنکھین ہوگئین

مثل موسیٰ عشق ہمین آجائی یا پھر جان جائے
اب ہماری طالب دیدار آنکھین ہوگئین

انکو صدمہ تھا یہ انکی حال پر روتی رہین
دل جگر کے ساتھ مین بیمار آنکھین ہوگئین

اسقدر رشق تصور کی ہی اونکی دید مین
ابتو مثل روزن دیوار آنکھین ہوگئین

ہجر مین اک روز مجھسے ملکے وہ کہنے لگے
اسقدر جاگے ہو تم گلنار آنکھین ہوگئین

دیکھکر اوسکو فقط دلسے کہا اور چپ رہین
رازِ الفت کی امانت دار آنکھین ہوگئین

ہجر مین یہ کون آکر کہہ گیا ہے خواب مین
رونے والے کیا تجھے دشوار آنکھین ہوگئین

یہ قفس مین حال دیکھا ہمنے وقت واپسین
بلبلو نکی جانب گلزار آنکھین ہوگئین

آئنہ ہم پیری مین جب دیکھا نظر نیچی رہی
اب ہماری شکل سی بیزار آنکھین ہوگئین

حال پر میرے یہ روتی ہی رہین عمر بھر
اوسکی فرقت مین مری غمخوار آنکھین ہوگئین

بعد مدت کے ادھر آنا ہوا ہی اے شفیق
میکدہ کو دیکھکر سرشار آنکھین ہوگئین

خون بھی نام کو جلاد مرے دل مین نہین
اب تڑپنے کی بھی طاقت تری بسمل مین نہین

آئنہ دیکھ کے خاموش ہوا کیون ایسا
جو صفت تجھ مین ہی وہ تیرے مقابل مین نہین

میری نظرون مین ہین دنیا کی حسینان جہان
کونسی ہی وہ ادا جو مرے قاتل مین نہین

آکے مقتل مین یہ ظالم نے کہا غصہ سے
جو کرے آہ و فغان وہ ترے گھایل مین نہین

کہکے یہ موت سے کل مر گیا مرنے والا
اب کسی بات کا ارمان مرے دل مین نہین

راہ الفت میں مصیبت جو ہوئی دیوانے
پہلی منزل میں جو ہے دوسری منزل میں نہیں

آخری وقت ہی منہ قبلہ کی جانب کر لے
ہوش اتنا بھی مسیحا ترے غافل میں نہیں

ناصحا مجھکو زمانہ کی نہ حالت دکھلا
کونسی بات ہی جو ہجر کی مشکل میں نہیں

آج رخسار کا تل کیوں ہی مٹایا جاتا
آپ ہی کہئے کہ وہ صفا مہ کامل میں نہیں

حکم ہو گر تو چھری اپنے گلے پر پھیریں
ہمسا جانباز کوئی آپکی محفل میں نہیں

ورنہ زنداں کو نہ توڑا نہ گیا زنداں کو
گو کہ دیوانہ ترا قید سلاسل میں نہیں

جو کہ منصف ہیں وہ کہتے ہیں کہ یکتا ہی شفیق
جو صفت اسمیں ہی وہ دوسری جاہل میں نہیں

ضبط مری مدد کر بیٹھا ہوں بزم یار میں
کہتا ہی مجھسے درد دل اوٹھونگا میں ہزار میں

زندگی ایسی چیز تھی پھرتے تھے ہر دیار میں
مرنیکے بعد قید میں رہنا پڑا مزار میں

آتش غم کا کچھ اثر دلمیں ہمارے رہ گیا
مرنیکے بعد یہ ہوا آگ لگی مزار میں

میرا ٹھکانا ہی کہاں میں بھی ہوں ایسا دل جلا
مینے جب آہ گرم کی آگ لگی دیار میں

اپنے ہی گھر میں میں رہا جانب در نظر رہی
عمر یونہیں گذر گئی تیرے ہی انتظار میں

اقربا آکے دشت میں اتنا نشان پائینگے
تار مرے لباس کے لپٹے ہیں نوک خار میں

جسکو ملایا خاکمیں دل فقط اوسکا نام تھا
وہ ہی لہو کی بوند تھی بس مری جسم زار میں

مجھکو نہ تم برا کہو یارو حذر خدا کرو
میں تو اوسیکا نام لوں دل بھی ہو اختیار میں

سبکو کریگا قتل وہ عذر بلائے جاتے ہیں
وہ بھی ہیں انتظار میں میں بھی ہوں انتظار میں

چھینٹ کسی پہ گر پڑی کہکے اف وہ ہٹ گیا
آتش غم شریک ہی میری لہو کی دھار میں

میرا یہ دل ہی ناصحا اسکا تڑپنا کام ہے
اپنی زبان کو دیکھ تو وہ بھی ہی اختیار میں

قیس کو اوسنے خط دیا اتنا پتہ بتا دیا
اوسکا شفیق نام ہی رہتا ہی کوہسار میں

قیامت ہے کہ وہ ناقص ہمارا دل سمجھتے ہیں
اوسے گھایل نہیں کرتے جسے بسمل سمجھتے ہیں

یہ مجھسے کہکے میرے پاؤں وہ کوئی قاتل کو
ہم ایسی راہ کو اب آخری منزل سمجھتے ہیں

غرض یہ تھی کہ وہ نازک ہیں اونکو مجھ پہ رحمت ہو
تری سب تیز بانیں ہم خنجر قاتل سمجھتے ہیں

وہ مجھسے لیکے خود اپنے کلیجے سے لگاتے ہیں
خوشی یہ ہے وہ میرے دلکو اپنا دل سمجھتے ہیں

عجب دیوانے اونکے ہیں چلے جاتے ہیں صحرا کو
نہ یہ راحت سمجھتے ہیں نہ یہ مشکل سمجھتے ہیں

نہ اپنی شکل دکھلائی کسیکو ہم ہوئے رسوا
جناب دل بہت ہم آپکو عاقل سمجھتے ہیں

کہا یہ قیس نے مشق تصور بڑھ گئی ایسی
ہم اپنے عوز کو خود صاحب محمل سمجھتے ہیں

یہ کہکے بزم میں میری طرف سے پھیر لیں آنکھیں
نہیں ہم دیکھتے اوسکو جسے بیدل سمجھتے ہیں

جو وہ تجھسے کہیں پھر حد سے تو اپنی گذر جا
بتائیں کیا تجھے جو کچھ ترے مائل سمجھتے ہیں

اری ساقی نہ ساغر کو نہ مے کو پھینکنا ہرگز
ترے میخوار اسکو اپنی آب و گل سمجھتے ہیں

کہیں بھی وہ رہیں لیکن مرینگے تیری ہی در پر
تڑپنے کا ٹھکانا اب تری بسمل سمجھتے ہیں

بتائیں کیا تجھیں ناصح ہم اوسکا نام کیونکر لیں
جو مالک جان کا ہے ہم اوسیکا دل سمجھتے ہیں

ابھی گوشہ نشینی ہے چلے جائینگے صحرا کو
ہم اپنے پاؤں کو ہر دم سر منزل سمجھتے ہیں

وہ کہتے ہیں کہ دیوانے کی باتیں ہیں بہت اچھی
ہمیں الفت ہے اوسکو رونق محفل سمجھتے ہیں

تھکے وہ راہ الفت میں کہ اب تو اوٹھ نہیں سکتی
ہمارے پاؤں تھکے کیا دوری منزل سمجھتے ہیں

ابھی جلاد کم سن ہیں بنایا گر کوئی تو وہ
لگائے جاتے ہیں ناوک اوسکو دل سمجھتے ہیں

سیاہی دیکھنے میں ہے وگرنہ ایسا روشن ہے
ترے رخسار کے تل کو مہ کامل سمجھتے ہیں

برا ہو یا بھلا ہو دل میں جو ہے دیکھ لینا تو
ہم اپنے دلکو تیری نذر کے قابل سمجھتے ہیں

طلب کرتے ہی اوسکو دل دیا اور جان بھی دیدی
اوسے مشکل بہت ہے جو اسی مشکل سمجھتے ہیں

شفیق ایسا جہانکی گردشوں نے تفرقہ ڈالا
جہاں دو دوست مل بیٹھے اوسی محفل سمجھتے ہیں

ہوکے بے بس ناتوانی سے رہا گلزار مین
ہوئے تن ایک ایک او جھا ہی مرا ہر خار مین

حشر آیا زلزلے پیدا ہوئے کہسار مین
طول اتنا چاہتے ہے انتظار یار مین

جب شباب آیا تو دنیا کے کرشمے آگئے
شوخیان پیدا ہوئین کیا کیا مزاج یار مین

دوستو انکو تھا وصیت کا مری اتنا خیال
پھینکدی میت اوٹھاکر کوچہ دلدار مین

جی مین آتا ہی کہ بے سمجھی لگا دُون مین گلے
ایسی دلکش آب ہی قاتل تری تلوار مین

شوق ہی اوسکو دل عاشق یہ قبضہ مین کرون
زلف کی صورت سی بل پڑنے لگے تلوار مین

خوش نصیبی اوس مین کی حشر تک یارب ہی
جو ہوئی ہی صرف میرے یار کی رفتار مین

میکدہ سے شیخ نکلے یہ کہونگا مین ضرور
آج مینے فرق دیکھا خوبی رفتار مین

عشق سے اور حسن سے رونق زمانہ بھر کی تھی
بک گئی یوسف تو خاک اوڑنے لگی بازار مین

سر تو جلاد نے کھینچا مگر غش آگیا
خون جب تازہ نظر آیا لب سوفار مین

دو گھڑی کے واسطے تم آنکر بیٹھو اگر
مدتون خوشبو رہی کی بستر بیمار مین

اسکو کہتے ہین اثر مینے لیا نام بہار
جب سے کچھ سبزی نظر آتی ہی سوکھے خار مین

دل یہ کہتا ہی رہائی حشر تک ممکن نہین
ایسے کچھ پھندے پڑے ہین گیسوی خمدار مین

قتل کرتا تھا مجھے جلاد مفتون ہوگیا
اپنی ہی صورت نظر آئی اوسی تلوار مین

سامنے غیرون کے لڑتا ہی ذرا اتنا سمجھ
راز کھلتا ہی اری نادان یونہین تکرار مین

یاد رکھنا غیر کے کہنے مین تم آئے اگر
ایکدن یہ بیچ لین گے مصر کی بازار مین

قصۂ الفت کا دوہرانا ہمین اچھا شفیق
ورنہ دل ہاتھ اوٹھا تو پھر رونا پڑیگا چار مین

دشمن بھی غمگسار بنے ہین زمانے مین
بلبل نہ ایک طور سے گذری زمانے مین
بلبل یہ کہہ رہی ہی پھرون کیون زمانے مین

بجلی تڑپ رہی ہی مرے آشیانے مین
تو آج ہی قفس مین تو کل آشیانے مین
مجھسے چہل پہل ہی مرے آشیانے مین

شہرت ہی لطف خندۂ گل کی زمانے مین
بلبل نے دی ہی برق کو جا آشیانے مین

ایسا خزاں انکا دور ہوا ہے زمانے مین
بلبل کا ایک پر بھی نہین آشیانے مین

نادار میری طرح ہی بلبل زمانے مین
جز خار و خس کچھ اور نہین آشیانے مین

دل کہہ رہا ہی خوشۂ انگور دیکھکر
ہے مثل خم بھری ہی پراک دانے دانے مین

جوڑا ہی تیر اگر تو کمان ابکدم نہ کھینچ
دل تھام لون کہ فرق نہ آئے نشانے مین

اک لفظ کن سی دونو جہان خلق کر دئی
کیا دخل ہو کسیکا ترے کارخانے مین

سنے کو لوگ آنے لگے ہر مذاق کے
دنیا کی ساری باتین ہین میری فسانے مین

سجدہ کیا ہی گبر و مسلمان نے بارہا
کیا طلسم ہی یہ ترے آستانے مین

دم توڑ دین کیون نہ رشک سی دیوانے ایکے
جب تار زلف ٹوٹ کر رہ جائے شانے مین

ہی تازہ بات بعد مری خوش ہی ساری خلق
مرنکلی آج عید ہوئی ہی زمانے مین

سب رشک مہر حسن چھپایا کرین مگر
پھیلی ہوئی ہی روشنی انکی زمانے مین

اے دوستو وہان سے سنانا انھین ضرور
جسجا وفا کا ذکر ہے میرے فسانے مین

عیار تیری بات کو ہم کیا سمجھ سکین
پوشیدہ سو فریب ہین اک اک بہانے مین

اپنے سرونکو چھوڑ کے دیوانے مر گئے
وحشی لہو کے باقی رہی قید خانے مین

یہ قیس مجھسے خواب مین کہتا ہے آنکر
پابند ہو کے بیٹھ رہا قید خانے مین

کوئی رئیس بھی نہ رہا قدر دان شفیق
خالق نے ہمکو خلق کیا کس زمانے مین

کبھی جاتی ہے جان عاشق دلگیر جھنکی مین
یہ ہے اعجاز یا ظالم نے رکھا تیر چٹکی مین

کلی گل کی جو کھلائی ہوئی ظالم نے مل ڈالی
ہمارے دلکی پوری بن گئی تصویر چٹکی مین

لکھا جو کچھ ہے تو نے وہ پڑھا جاتا نہین مجھسے
قلم کیسا تھا او سدم کاتب تقدیر چٹکی مین

چھیڑا نا زخم سوزان ہی ہی بھایا او مسیحا کو
چھپا کر لایا ہی چھوٹا سا آتشگیر چٹکی مین

دکھاؤں تجھکو گر تیرے ستارے جھلملاتے گے
کہ ہیں افشان کے ذرے اوسکی چرخ پر چٹکی مین

تڑپتا صید افگن نے اوسے چھوڑا ہے صحرا مین
اوٹھا کر لایا ہے ظالم پر نخچیر چٹکی مین

نہ کچھ منہ سے کہا اوٹھون تو اوٹھنے بھی نہین دیتا
مرادا من دبائی ہے وہ خوش تدبیر چٹکی مین

گذاری وصل کی شب پڑھکر اوسنے واہ ری قسمت
جو تھا کاغذ کا پرزہ اک دم تحریر چٹکی مین

گرفتار سلاسل کو لئے جاتا ہے وہ ظالم
نزاکت کی سبب تھمتی نہین زنجیر چٹکی مین

نکالا ہے تری سینہ سے پیکان صاف بھی کر لے
ہمارے خون کی ہو جائیگی توقیر چٹکی مین

ہمارے ذبح ہونیکے نئے سامان ہوتے ہین
وہ اک ناخن دبائے ہے دم تکبیر چٹکی مین

شفیق اچھا مین سمجھا خط کسی گلرو کو لکھتی ہو
جو اک خامہ گلابی ہے دم تحریر چٹکی مین

مسیحا یہ سمجھکر بھلے ہی ہشیار بیٹھے ہین
کہ کچھ ہنوٹ سے بھی بیمار دشمن ہمار بیٹھے ہین

سنی ہے آمد ساقی تو کیا سرشار بیٹھے ہین
کلیجے بزم مین تھامے ہوئے میخوار بیٹھے ہین

حمیت کہتی ہے پاس اپنے تصویر حنائی رکھ
اوٹھ اس محفل سے یان سب طالب دیدار بیٹھے ہین

زمانہ ہو گیا در پر پلک جھپکا نہین سکتے
عجب صورت سے تیری طالب دیدار بیٹھے ہین

ہمارے قتل کو ہے جنبش ابرو فقط کافی
غضب ہے آپ کیون کھینچے ہوئی تلوار بیٹھے ہین

قدم اوٹھتے نہین کوچے مین اوسکی دل ہلتا ہے
کسی سے سن لیا ہے آج وہ بیزار بیٹھے ہین

سنائے کون اونکو کیا کرون طرفہ تردد ہے
یہان ہے نزع کا ہنگام وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا کو جو دیکھا ایسی طاقت آگئی سب مین
سنبھل کر جان دینے کے لئے بیمار بیٹھے ہین

ہماری لاش کے ہمراہ مجمع ہے حسینونکا
تماشہ دیکھنے والے سر دیوار بیٹھے ہین

تری رحمت ہے یارب میکدے گوشہ گوشہ مین
وہان بوچھار جاتی ہے جہان میخوار بیٹھے ہین

چلو صحبت مین اونکی کچھ اشارے سے کہو اونسے
سنا ہے آج شغل مے سے وہ سرشار بیٹھے ہین

تری رحمت کو یارب بارہا ہمنے بھی دیکھا ہے
وہین برابر برسا ہے جہان میخوار بیٹھے ہین

نہ مین ہون اور نہ میرا دل کریگی جور وہ کسپر
وہ میری قبر پر آئے بھی تو بیکار بیٹھے ہین

پرکھتے ہین حسین سو دیکھو زدیدہ نگاہو نسے
دلونکے بیچنے والے سر بازار بیٹھے ہین

ہمین اب بزم مین بھی دیکھنا اونکا ہوا مشکل
عدو آگے سب اونکی صورت دیوار بیٹھے ہین

جو میری غلبتین کرتے تھے اونسے روز آآکر
اب اونکی بزم مین وہ ہی ذلیل و خوار بیٹھے ہین

کہا انکا سامنا اب جان بچنا سخت مشکل ہی
وہ میرے نام پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہین

تری محفل کا اے ساقی یہ ہمکو قاعدہ بھایا
کہین بیہوش بیٹھے ہین کہین ہشیار بیٹھے ہین

لگائے تیر اولٹے سیدھے ظالم کیا قیامت ہے
ہمارے دل پہ اب سوفار پر سوفار بیٹھے ہین

لحد پر فاتحہ پڑھتے نہین گو سب نے سمجھایا
شفیق آئے ہین لیکن در پے آزار بیٹھے ہین

گئے دریا پہ اپنا عکس ڈالا تمنے پانی مین
ادائین ہر طرح کی زیب ہین تمکو جوانی مین

پڑا جب تیر کیسا جوش تھا خونکی روانی مین
یہ وہ سمجھے کہ جسنے زخم کھایا ہو جوانی مین

اگر زاہد دیکھین اونکی بھی آنکھون مین کھب جائے
غضب کا رنگ ہی ساقی شراب ارغوانی مین

یہ اچھی بات ہی عالم مین دونوکی ہوئی شہرت
تمھاری بدزبانی مین ہماری بیزبانی مین

عجب ناواقف الفت ہین ایسی راہ چلتے ہین
پڑی افتاد کچھ ایسی کہ موت آئی جوانی مین

یہ کیسا جام تھا پیتے ہی جسکے مین ہوا غافل
دیا ساقی مجھے تونے ملا کر زہر پانی مین

ہی گور غریبان پر تزلزل مین ہوئین قبرین
قیامت کا اثر آیا مرے غم کی کہانی مین

ترا جانباز صادق یہ سمجھکر جان دیتا ہی
رہا جیتا تو فرق آئیگا عمر جاودانی مین

عجب انداز سے میرے گلے پر رک کے چلتا ہے
تری رفتار کا ہی طور خنجر کی روانی مین

نہ اپنی کہہ سکا نہ دوسرے کی سن سکا عاشق
نہین معلوم کیا آفت تھی مرگ ناگہانی مین

گئے جبجا حسینان جہانکے ساتھ پیتے تھے
مزہ تھا بادہ خواری کا ہماری نوجوانی مین

خدا ہی جانتا ہی جو مری دلپر گذرتی ہے
کہا میننے نہ کچھ منہ سے سرائے امتحانی مین

تصور مین ترے ابرو کے دلبر زخم کاری ہی — کہان یہ کاٹ ہی جلاد تیغ اصفہانی مین
شب غم اپنی آہ نارسا سے خوف ہی مجھکو — کہین یہ بھی نہ ملجائی بلائے آسمانی مین

شفیق احباب سی اپنی تعجب سی یہ کہتا ہے
کچھ ایسا حادثہ گذرا کہ مردہ ہین جوانی مین

جو خاص طور گردش چشم بتان کے ہین — انداز وہ جفا مین کہان آسمان کے ہین
یہ بلبلو نہ ظلم وستم باغبان کے ہین — انبار ہین پرونکے تو ڈھیر استخوان کے ہین
ہم اپنا حال لکھنے کو دفتر کہانسے لائین — کچھ ہین ورق زمین کی کچھ آسمان کے ہین
دنیا و آخرت کی ہین واعظ کو سب خیال — تھوڑی یہانکے ذکر ہین تھوڑی وہان کے ہین
آئے لحد مین اب کوئی کھٹکا نہین رہا — دروازی خوب بند ہماری مکان کے ہین
ہو مشق ضبط آہ ابھی سی تو خوب ہے — اب دن بہت قریب مری امتحان کے ہین
جسنے سنا وہ تھام کے دلکو تڑپ گیا — ٹکڑے اثر بھرے وہ مری داستان کے ہین
لاشے پہ میرے آکے وہ کہتے ہین ناز سے — یہ تو بتاؤ آج ارادی کہان کے ہین
اسمین شگون بد ہی نہ ای باغبان جلا — تنکے گرے ہوے جو مری آشیان کے ہین
اعضا تمام حشر مین دینگے مجھے جواب — کہنے کو سب عزیز مری جسم وجان کے ہین
چارہ گرو یہ دلپہ عنایت ہے غیر کی — ناسور سب پڑے ہوئے تیغ زبان کے ہین
جنکو قبور سمجھے ہوئے ہین جہانکے لوگ — یہ سب زمین پہ نقش قدم رفتگان کے ہین
چارہ گرون نے جاکے مسیحا کو دی خبر — حالات سب خراب ترے ناتوان کے ہین
اک نام غیر جسکے لفافہ پہ ہے رقم — اوس خط مین حال چند مرے رازدان کے ہین

اردو کو لکھنؤ مین کیا صاف اے شفیق
شہرے جہان بھر مین تمھاری زبان کی ہین

جسکو دیکھا آج ہمنے کل وہ ازاری ہی نہین — عشق سے بدتر کوئی دنیا مین بیماری نہین

جب ہمنے جان دی اوسکو برا تمنے کہا
دلفروشون نے بتنگ آکے لکھا ہی اونکو خط
لیکے انگڑائی ابھی اوٹھے ہین فرش خواب سے
رک کے وہ ملتے ہین عاشق سے ادائین کیتی ہین
واہ ای قاتل لگایا ہاتھ اوچھا جان کر
سونچکر اہل قفس یہ سب کے سب مایوس ہین
دلکو چھو نہین مرے نادان نہ اتنا خوف کھا
چارہ گر یہ کہکے میرے پاس سے سب اوٹھ گئے
ہاتھ مین مہندی لگا کر آئے سوم مین مری
مر گیا مین لاش پر میری وہ یہ کہنے لگے
سر کٹے یا دل ہو زخمی مین لگاؤنگا گلے
جا کے عاشق کو ذرا غسل و کفن دیجئے
چارہ گر کہتے ہین یہ ناسور کیونکر ہو گیا
ہاتھ سے اپنے گلے کو کاٹنا ہے کیا محال
مر گیا قید سلاسل مین گرفتار بلا
بیچنے والون نے خنجر اپنے پہلو پر رکھے
دفن مین ہونے لگا وہ بیلنکے یہ کہنے لگے
حشر مین تربت پہ میری آکے چپکے سے کہا
اس سے مہلت ہو تو ہم کچھ کام دنیا کا کرین

ناصح مشفق ہماری یہ تو غمخواری نہین
ایک مدت ہو گئی دلکی خریداری نہین
بات وہ سن لین کسی کی یہہ یہ بیداری ہین
اور بھی معشوق ہین ادین یہ خودداری نہین
زخم دل ایسا ہی جس سے خون تک جاری نہین
چھوٹ جائین جس سے ہم ایسی گرفتاری نہین
یہ لہو کی بوند ہے آتش کی چنگاری نہین
جس سے صحت ہو کبھی ایسی یہ بیماری نہین
یہ زمانہ مین کہین دیکھی عزاداری نہین
کیا زمانہ ہے کہ عاشق مین وفاداری نہین
تیغ قاتل تجھسے میری جان کچھ بھاری نہین
راستے مین لاش ہی اور کوئی تیاری نہین
دیکھتے ہین تو جگر کا زخم کچھ کاری نہین
قصد مرنے کا کیا پھر کوئی دشواری نہین
حشر مین بھی ہو رہا ایسی گرفتاری نہین
سنکے وہ کہنے لگے دلکی خریداری نہین
منہ چھپا کے جانا یہ رسم وفاداری نہین
آج سے آرام کر ہنگام بیداری نہین
فکر کے ہاتھون ہمین دم بھر کی بیکاری نہین

جب اپنا ہو بھروسہ کیا گلا اوس سی شفیق
دوست نے دھوکا دیا یہ کوئی ہشیاری نہین

زمانہ مین ہمین ناقدروان برباد کرتے ہین
کوئی سنتا نہین گو لاکھ ہم فریاد کرتے ہین

برا جب وقت آتا ہی خدا کو یاد کرتے ہین
جو بڑھتے ہین تو انکے ظلم ہم فریاد کرتے ہین

کبھی اہل قفس جب آتش گل یاد کرتے ہین
پرونمین آگ لگ جاتی ہی یون فریاد کرتے ہین

ہزارون درد ہین پر ضبط ہم ناشاد کرتے ہین
چمک جب دلمین ہوتی ہی تو پھر فریاد کرتے ہین

مجھے مارا اٹھایا قبر کو اللہ ری بیرحمی
تمھین سوچو کسی پر اسطرح بیداد کرتے ہین

مری میت اوٹھا کر وہ عجب انداز سے بولے
ہم ایسے ہین کہ ایسے وقت مین امداد کرتے ہین

ہمارے قتل کا جب وقت آیا ہو گیا ظاہر
سنا کرتے تھے ہم بیدادی بہت جلاد کرتے ہین

تمنا ہی یہ صیاد دلکو پھر جھپٹ کر یہ آوینگے
قفس مین جو تڑپتا ہی اوسے آزاد کرتے ہین

قدم در سے نہ نکلا اور لاکھون ہو گئین گھاتین
ستم کی مشق گھر مین بیٹھکر جلاد کرتے ہین

تصدق جان کرنی ہی ہمین اس ہی بیمیابی
کوئی دیکھ آئے جا کی کیا ستم ایجاد کرتے ہین

تمھارے مرنیوالے جان ہی دیدیکے جاتے ہین
نئی دنیا تمھارے نام کی آباد کرتے ہین

بہار آتے ہی سودائی یہ سب ہنس ہنس کے کہتے ہین
اب اس کوچے سے اوٹھکر دشت کو آباد کرتے ہین

تڑپنے سے ترے اچھا پھر اوس کوچہ مین چلتے ہین
ترا ہم آخری کہنا دل ناشاد کرتے ہین

زیادہ حسن ہو تو بوئی محبت صاف آتی ہی
کسی پر ظلم جب کرتے ہین ہمکو یاد کرتے ہین

اسیران قفس کہتے ہین کیا صیاد ظالم ہین
کہ جو ہین ذبح کی قابل اونھین آزاد کرتے ہین

یہ کوشش ہی کہ تصویر خیالی اونکی کھنچ جائے
تصور اپنے دلمین مانی و بہزاد کرتے ہین

اثر یہ ہی کہ سننے والے سب دل تھام لیتے ہین
ترے وحشی کا جسدم تذکرہ جلاد کرتے ہین

سنا ہی روز آرائش ہوا کرتی ہی چھپ چھپکر
قیامت ہی ادائین اور وہ ایجاد کرتے ہین

لیا کرتے ہین قبل از وقت جان عاشق شیدا
قضا سے کام کیا ہوگا جواب جلاد کرتے ہین

گئے ہین بیستون نیز لائی ہین نزدیک سر تیشہ
علاج عشق شیرین حضرت فرہاد کرتے ہین

گئی ہین دل جگر دونون ہمین ہی بیخودی ایسی
کسیکو بھول جاتے ہین کسیکو یاد کرتے ہین

کہا اہل قفس نے چھوٹنا اور رقید یکسان ہے
پروں کے نوچنے کا قصد اب صیاد کرتے ہین

تمھین نے کردیا خوگر ہمین اسکی شکایت کیا
جو تم فریاد سنتے ہو تو ہم فریاد کرتے ہین

عجب وحشی تمھارا ہے کہ اونکا پاس ہے ہردم
سنا کرتا ہے جو کچھ مشورے فصاد کرتے ہین

دیا یہ حکم اسکی قبر بھی پامال کرڈالو
نشان اوسکا نہین رکھتے جسے برباد کرتے ہین

یہ فخر قوم ہین حامد علیخان صاحب عزت
شفیق اوسمین ترقی ہو جو کام ایجاد کرتے ہین

صحت ہوئی مریض کو پھر چارہ گر کہان
وہ واقعات رہتے ہین پیش نظر کہان

جو رات بڑھتی جاتی ہے دل مجھسے کہتا ہے
جو ہو شب فراق پھر اوسکی سحر کہان

الفت مین گھر سے مین رخ و گیسو کی بلا ہون
اب دیکھیے کہ ہوتی ہے شام و سحر کہان

کیا ظلم مجھپہ کرتا ہے غصہ کو اپنے روک
صیاد اب مین جاؤنگا بے بال و پر کہان

میرا عدم کا قصد ہے اور کوئے یار کا
لیجائیگا مجھے مرا درد جگر کہان

رستے مین موت آگئی سب راز کھل گیا
نامہ ہمارا لیکے گیا نامہ بر کہان

الفت کی راہ مین ہے نہین خوف جانکا
او جانے والے جاتا ہے اب تو ادھر کہان

غربت مین موت آئی مسافر کو ہے غضب
سب لوگ سے یہ پوچھتے ہین کہ ہے تیرا گھر کہان

کیا تفرقہ ہے عشق کے ہاتھون سے ای شفیق
دل کس جگہہ ہے اور ہمارا جگر کہان

ہے عجب طور کی وحشت ترے دیوانے مین
دل بہلتا ہے نہ بستی مین نہ ویرانے مین

آئے تربت پہ مری فاتحہ پڑھکر بولے
مرنے والے تجھے کیا مل گیا مرجانے مین

میری میت کو لئے پھرتے ہین وحشی ہر سو
کہتے ہین قبر بنے گی کہین ویرانے مین

نہ تو میکش نہ صراحی نہ پلانے والا
اک مرے مرنے سے خاک اڑتی ہے میخانے مین

کوچۂ یار مین ای دل نہ مجھے لیجانا
جانکا خوف ہے کمبخت اودھر جانے مین

اہل دل سنتے ہی جاتے ہین مرا قصہ غم
کوئی گوشہ نہ ہا دشت کا ہے باقی
ساقیا مین تری قربان مجھے بھی دینا
ساقیا حشر کے دن تیری کرامت دیکھی
نامہ بر بھی مرا مر کے کہان چھوٹا ہے

لذت عشق بھری ہی مرے افسانے مین
سیر تو خوب ہوئی قیس کے ویرانے مین
سارے جنت کی سند ہی تری پیمانے مین
آئے ہین کیسے سعزز تری میخانے مین
کھل گیا راز مرا اپنے مین بیگانے مین

دشمنو نے تو رہی خوب ہی ہشیار شفیق
دھوکے ہر ذرا اوٹھا یا کئی یارانے مین

یہ حال ہی سیج ترے انتظار مین
دست جنون ذرا سی توجہ کا کام ہے
جسدم اوٹھائی آنکھ تو دل کر دیا فگار
دیوانہ سر کو پھوڑ کے کہتا ہے بار بار
ہو مجھسے بدسلوک کہ ظالم سلوک کر
بہزاد کھینچتی ہے تو تصویر کھینچ لے
کہتے ہین چارہ ساز کہ جینا محال ہے
سیچ ہے کہ مجھسے راز محبت نہ چھپ سکا
پڑھنے کو آئے ہین دل سوزان کا فاتحہ

اب درد ہو رہا ہی دل بیقرار مین
تار نفس ملا ہی گریبان کے تار مین
ہی زور تیر کا نگہ پر شرمسار مین
گلنار تازہ پھول ہین انکی بہار مین
مین بھی ہون دل بھی سب ہین تمہی اختیار مین
اوٹھے ہین سو کے آنکھ بھری ہی خمار مین
ناسور پڑ گئے ہین دل داغدار مین
ہوتی ہی عشق ذکر ہوا ہمر دیار مین
مدت کی بعد آگ لگی پھر مزار مین

وہ بھی شفیق لیگئے دلکے خیال سے
جو بوند تھی لہو کی مرے جسم زار مین

آثار برے روز جزا دیکھ رہے ہین
معلوم ہوا موت کی دن آئے ہماری
مطلب نہ شکایت سے نہ شکوہ سے غرض ہے

وہ میری طرف پیش خدا دیکھ رہے ہین
ہم آپ کو بیکار خفا دیکھ رہے ہین
ہم اپنی ہی قسمت کا لکھا دیکھ رہے ہین

کہدینا بگولونسے نہ اب خاک اوڑائین
ہم یار کے نقش کف پا دیکھ رہے ہین

عشاق کی اب خیر نہین دلکو سنبھالین
وہ آئینہ مین ناز و ادا دیکھ رہے ہین

وہ آکے جنازے پہ مرے کہتے ہین ہنسکر
ہم آپکو پابند وفا دیکھ رہے ہین

منعم پہ عنایت ہو تری مالک و مختار
رحمت کو تری ہمسے گدا دیکھ رہے ہین

آنکھون نے جسے دیکھا وہ نقشہ اوتر آیا
ہم آئینہ دلکی جلا دیکھ رہے ہین

گذرا وہ زمانہ جو تھے احباب وفادار
اب دوستونکو اہل دغا دیکھ رہے ہین

بچنا ہی شفیق آج تمھارا نہین ممکن
ہم درد جگر مین بھی سوا دیکھ رہے ہین

زاہد کے یونہین رہتا ہی ایمان بغل مین
سجدیکا نشان ماتھے پہ قرآن بغل مین

اے شیخ کسی بات کو ہمسے نہین کہنا
رندونکے رہا کرتا ہے ایمان بغل مین

زینت کا تمھین لطف مریجان جب آئے
بیٹھا ہو کوئی صاحب ارمان بغل مین

یون دلکو سنبھالے ہوئے اوس در سے ہم اوٹھے
سب اپنا چھپائے ہوئے سامان بغل مین

دل ہی نہین پہلو مین کہ امید ہو جس سے
بیٹھے گا کوئی کیا کسی ویران بغل مین

اغیار سے پہلو کبھی خالی نہین اونکا
ہر وقت اوٹھا کرتے ہین طوفان بغل مین

سب دلکا تمھین حال سنائین گے ہم اپنا
بیٹھو تو کبھی آکے مریجان بغل مین

تعلیم یہ رندونکو دیا کرتا ہے ساقی
بوتل تو رہی ہاتھ مین ایمان بغل مین

دل کہتا ہی اوسوقت ہمین لطف ملیگا
بیٹھے تو کوئی آنکے نادان بغل مین

رمضان مین کیا ہوتی ہی اسلام کی عزت
مسلم ہین دبائے ہوئے قرآن بغل مین

بے دل ہی نہ معشوق شفیق آج یہ کیا ہی
عشرت کا نہین کوئی بھی سامان بغل مین

شب کو تو سو مرتبہ تصویر صنم دیکھتے ہین
کیا بتائین تمھین کس بات کو ہم دیکھتے ہین

لاغر ایکا مری باور نہ حسینون کو ہوا
لیگئے میت مری ایک ایک قدم دیکھتے ہین

پوچھتا کیا ہے مسیحا کہ احبا اوسکے
تیرے بیمار کا اودھڑا ہوا دم دیکھتے ہین

سچ تو یہ بات ہی ہوتا ہی بہت شرمندہ
غیر کی سمت کو ہم تم جو بہم دیکھتے ہین

میرے قاتل کا زمانہ مین ہی ایسا شہرہ
آکے جلاد بہت مشق ستم دیکھتے ہین

حضرت شیخ تعجب کی نظر کرتے ہین
جب گنہگار پہ خالق کا کرم دیکھتے ہین

شوق مرنیکا جنھین ہی وہ ترے دیوانی
ماہِ نو مین تری تلوار کا خم دیکھتے ہین

زندگی بھر مجھے غیرونکا کیا شرمندہ
بعد مرنیکے مرا جاہ و حشم دیکھتے ہین

آنیکو تونے کہا ہمکو یقین ہوتا ہے
آجکی رات بھی ہم تیری قسم دیکھتے ہین

حضرت شیخ کا کامل ہوا اسدرجہ خیال
اپنے گھر بیٹھکے وہ سیر ارم دیکھتے ہین

پہلی ہی رات ہی فرقت کی بھلا روتے کیا
آزمانیکو تمھین دیدہ نم دیکھتے ہین

شام بھی ہو گئی بس ختم کرو آرائش
سنتے ہین رات کو آئنہ بھی کم دیکھتے ہین

ہنس کے وہ کہتے ہین فرقتمین جیتا ہی شفیق
ہمتو ہر روز اسے کشتۂ غم دیکھتے ہین

کبھی فکر معیشت ہین کبھی گیسوئی پرفن ہین
ہماری زندگی کٹ جائیگی ادھیڑبن ہی الجھن مین

کوئی دنیا مین مجھکو قتل کرسکتا نہین قاتل
تری تلوار کے خط پڑگئے ہین میری گردن مین

خزانکا نام سنتے ہی یہ کہکر مرگئی بلبل
خدا محفوظ رکھے اب اوڑیگی خاک گلشن مین

تیرا دیوانہ وقت دفن چپکے چپکے کہتا ہی
یہ کیون مٹی کے ڈھیلے رکھدئے تختونکی درزن مین

مری جلاد سے کہنا کہ یہ ہی یادگار اوسکی
اوسے رہنے دی بخیہ گر بھری جو خون سوزن مین

وہ آئے ہین خبر کچھ بھی نہین فرقت کی بیمارکو
پڑا بیہوش ہی مصروف ہی فریاد و شیون مین

ترے دیوانے یہ آپسمین باتین کرتے جاتے ہین
کرینگے عشق زلفونکا رہین گے قید آہن مین

کیا دریافت ظاہر ہو گیا سب راز پوشیدہ
زلیخا کی امید وصل تھی یوسف کے دامن مین

اثر فرقت کا بعد مرگ بھی آثار ہا باقی
یقین ہی آتش غم سے لگے گی آگ مدفن مین

تجلی دیکھ لین جیتے رہین یا جان سے گذرین
وہ جائین طور پر ہم جا رہی ہین وحشت ایسی مین

ہماری خواب مین آیا ہی دل سن سن کے کہتا ہے
نہ گھبرانا ہمین آرام ہی گیسوئے پرفن مین

یہ جو آنکھون نی دیکھا ہی امانت وہ ہین اوسکی
یہ رخنے جسقدر ہین اوسقدر ہین یار چلمن مین

مرے احباب سب آہستہ مجھکو غسل دیتی ہین
جو گذری سر مین ہی وہ چبھی ہین خار بستن مین

ادکھین رغبت ہی مجھسے غیر میری پاس آتی ہین
عجب سے انکی ہوتی ہی صفائی دوست دشمن مین

وہ سر کو رکھی بازو پر بڑی غفلت سی سوتی ہین
مجھے یہ خوف ہی گیسو او لجھ جائین نہ جوشن مین

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے کر چکے توبہ
شفیق اب کیا ہمین اوٹھی گھٹا گھنگھور ساون مین

چارہ گر مشکل جسے سمجھی ہین وہ مشکل کہان
کچھ کمی ہو درد مین ایسا ہمارا دل کہان

نامہ بر کہنا کہ سینے مین جگہ تھوڑی سی ہی
اب تڑپکر جائیگا میرا دل بسمل کہان

خونکے فوارون نی بڑھکر کہا جلاد سے
سر کسیکا کاٹ کر جاتا ہی تو قاتل کہان

ناز سے کہتا ہی ظالم چارہ گر سمجھے رہین
زندہ رہ سکتا ہی میری ہاتھ کا گھایل کہان

وائے ناکامی کہ ہمکو بحر غم مین موت آئی
ہم کہان پر رہ گئے اور دامن ساحل کہان

پاؤن کہتے ہین جو ہمپر دشت مین تکلیف تھی
حضرت دل وہ اوٹھائی آپنے مشکل کہان

شوق مرنیکا ہی جنکو پوچھ ہی لیتی ہین وہ
آجکل اہل عدم کی گرم ہی محفل کہان

موت کیا پردہ نشینونکی خلل انداز ہے
تفرقہ ایسا پڑا لیلے کہان محمل کہان

فیض صحبت ہی شفیق زار یہ احباب کا
شعر کہنے کے سمجھنے کے ہو تم قابل کہان

انصاف تیرا دیکھا گلچین اس انجمن مین
کچھ پھول جائین باہر کچھ پھول ہون چمن مین

جاتے ہوئے عدم کو آئی خزان وطن مین
بلبل کی موت آئی اجڑی ہوے چمن مین

تلوار اوسکی چمکی جانباز جان دیدین
تا فرق آنہ جاے ظالم کے بانکپن مین

ہے یادگار دلکی رہنے دے اسکو ظالم
جو خون بھر گیا ہی سوفار کے دہن مین

راحت کا اور غم کا افسانہ ہو رہا ہے
کچھ اوسکی انجمن مین کچھ میری انجمن مین

آتا ہی جو عدم سے مین اوس سے پوچھتا ہون
آنا بتاؤ مجھکو ہی خیریت وطن مین

ہون مہروش کا عاشق ہے قبر مین تجلی
ہے صبح کی سفیدی گویا مرے کفن مین

کام گلے کو میرے تسمہ ہی ایک باقی
رکنا نہ تیغ قاتل فرق آگیا چلن مین

قاتل نے امتحان مین زخمی کیا ہی کتنا
یہ راز کھل نہ جائے پوشیدہ ہون کفن مین

جو کچھ ہے مجھکو کہنا شاید نہ کہہ سکے تو
رکھدون زبان اپنی قاصد تری دہن مین

اللہ رے سوز فرقت اسکا کہان ٹھکانا
کرتے ہین آہ وحشی لگتی ہے آگ بن مین

عزت شفیق تیری احباب کر رہے ہین
باقی ہی قدر اتنی ہان شاعری کی فن مین

تذکرے ہوتے ہین یہ روز جفا کارون مین
جان اب نام کو باقی ہی دل افگارون مین

خود ہی آتے ہی نہین اور یہ دیجاتی ہین حکم
ملک الموت نہ آئی مری بیمارون مین

سب چلی جاتے ہین یہ کہتی ہوئی سوے ارم
تیری رحمت سی یہ قوت ہی گنہگارون مین

کاٹ تیغ نگہ یار کا سب سے ہے جدا
ایک تلوار ہی یہ سیکڑون تلوارون مین

بزم ساقی مین ہم اسطرح بسر کرتے ہین
مستو کئین ہین ہشیار ہین ہشیارون مین

حضرت شیخ سے کہدے کوئی ہشیار رہین
تذکرے راتکو کچھ ہوتے ہین میخوارون مین

آج وہ رشک قمر بام پر آیا ہے ضرور
روشنی کم نظر آتی ہی مجھے تارون مین

بوے گل ساتھ صبا کے نہ نکلنے پائے
ایسی صورت ہو کوئی باغکی دیوارون مین

ہوپہنچین گردونیہ شہادت کی گواہی کیلئے
حشر کے روز بھی ہل چل ہی گنہگارون مین

سر مرا کاٹ کی دیکھا کیا قاتل بھی شفیق
سیر ایسی ہی مرے خون کے فوارون مین

آج جور و ظلم مجھپر مہربان کوئی نہین — زندگی بیکار ہی جب امتحان کوئی نہین

قتل گہہ مین مجھکو حسرت مہربان کوئی نہین — غیر جب آئے کہ باقی امتحان کوئی نہین

نبض میری دیکھ کے وہ حکم یہ دیتے گئے — اسکا دل بہلاؤ ایسا ناتوان کوئی نہین

راہ الفت مین لٹا کرتے ہین اکثر قافلے — ہی غضب اب تک چلین کاروان کوئی نہین

وقت زینت آئنہ سے سنکے وہ کہنے لگے — جیسا تو ہی ایسا میرا رازدان کوئی نہین

سب اطبا پوچھتے ہین میری بیماری کا حال — یہ مرض ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

کر دیا صحرا نشین اے عشق تیرا ہو بھلا — اوس جگہ پر موت آئی ہی جہان کوئی نہین

بات کرتے کرتے کیا معلوم تم کیا کہہ گئے — ہو گیا ظاہر کہ تمسا بدزبان کوئی نہین

سنکے وہ کہنے لگے عشاق بھی کیا چیز ہین — دل جگر گھائل ہین سینہ پر نشان کوئی نہین

اسکی حرکت سے تزلزل مین دو عالم آگئے — اب جو دل تڑپا زمین و آسمان کوئی نہین

اوسپہ ہم شاکر ہین قسمت سے نہین کرتے گلا — اب شکایت تجھسے جور آسمان کوئی نہین

اتنی مدت قید مین گذری کہ سب بھولے ہمین — مہربان کا ذکر کیا نامہربان کوئی نہین

زندگی بھر جو کسی نے کہدیا سنتے رہے — دل یہ کہتا ہی کہ ہمسا بیزبان کوئی نہین

ناصحا کیا پوچھتا ہی کیا بتاؤن مین تجھے — راز ہی ایسا ہی جسکا رازدان کوئی نہین

اقربا احباب وقت جانکنی سب اوٹھ گئے — اب خوشی سے آئین وہ اسوقت یان کوئی نہین

اوسکی خاموشی سے چارہ گر کو ظاہر ہو گیا — اب سوا مرنیکے عرض ناتوان کوئی نہین

سنتے سنتے ایک مدت ہوگئی اسکو شفیق
کیا کہین فریادرس پیر و جوان کوئی نہین

جو اہل دل ہین اونسے قصہ جانا کہتے ہین — جگر تھامے ہین سب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

یہان تم شوق سے پند و نصیحت کو لئے آنا — مگر واعظ سمجھ لینا اسے میخانہ کہتے ہین

یقین ہوتا نہین الفت کا ہرگز سارے عالم کو — ہوا جو عشق مین کامل اوسی دیوانہ کہتے ہین

فلک کے جور سے اون لوگون نے صحرا نوردی کی
جو واقف بھی نہ تھے آتنا کسے ویرانہ کہتے ہین

مصیبت یہ ہے اب احباب سے تکلیف ہوتی ہے
کہا گر حال دل اونسے تو وہ افسانہ کہتے ہین

شکایت ہے فقط دلکی نہین ہے آپکا شکوہ
بلا کر آپ خود سن لین جو ہم افسانہ کہتے ہین

گل و بلبل سنا کرتے ہین اکثر کیسی حیرت سے
چمن مین جا کے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

جہان پر بیٹھتے تنہائیمین یہ اکثر اثر دیکھا
زمین ہلتی ہے جب ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

اوٹھائے میرے دلنے سو ستم پر اف نہ کی مینے
زمانے مین اسیکو ہمت مردانہ کہتے ہین

شفیق اب تو مزے مین خوب ہوتی ہے بسر اپنی
سنا کرتے ہین وہ ہم عشق کا افسانہ کہتے ہین

لگے خاک کیا اوسکا دل انجمن مین
جو ہر وقت رہتا ہو رنج و محن مین

خزان نے کیا آکے پامال ایسا
نہ گل ہین چمن مین نہ بلبل چمن مین

مجھے مرکے سب راز کہنا پڑیگا
زبان رک رہی ہے ابھی سے دہن مین

جو دنیا مین آکر عدم کو سدھاری
وہی ہمسے اچھے ہین چال اور چلن مین

کہا گل نے کسکا خیال اسکو آیا
کچھ افسردہ بیٹھی ہے بلبل چمن مین

الٰہی کہان جائینگے اور وحشی
مری آہ سے آگ لگتی ہے بن مین

جلا دل زبان سے کہا مینے آتش
اثر سے لگی آگ سارے بدن مین

مرے پاؤن جکڑے ہین ایسے کہ توبہ
جو پھوٹی تو پچکین گی چھالی رسن مین

ہزارون ہی سر تیغ قاتل نے کاٹے
مگر فرق آیا نہ کچھ بانکپن مین

عدم جائینگے سب ڈرانی ہین گلیان
سہم کر چھپایا ہے منہ کو کفن مین

وہ کہتے ہین خلوت مین مجھسے بتاؤ
لیا نام تمنے مرا انجمن مین

رہے بعد مرنیکے ناسور دل کے
لہو کے نشان جا بجا ہین کفن مین

شفیق آپ پھر لکھنؤ سے نہ جاتے
فراغت کی صورت جو ہوتی وطن مین

ردیف واو

بات وہ دل سے کہی جسمین کوئی راز نہو
پھر بھی ڈر ہے کہ کوئی گوش بر آواز نہو

آپ تشریف جو لائین تو عیان راز نہو
کوئی ہمراہ نہو پاؤن کی آواز نہو

چارہ گر کہتے ہین تم حال تو کہتے ہی نہین
اوسکا انجام ہو کیا جسکا کچھ آغاز نہو

سنتا ہون یار کو دعوائے مسیحائی ہے
غیر ممکن ہے کہ وہ صاحب اعجاز نہو

تو نے آنیکو کہا وقت نہین بتلایا
موت تجھمین بھی کہین یار کا انداز نہو

ہو گیا قتل کوئی اور کسی کوچہ مین
سمجھے کچھ تو یہی آپکا جانباز نہو

مجھکو خاموش جو دیکھا تو وہ کہکر اوٹھی
کیا وہ محفل ہے جہان سوز نہو ساز نہو

آپکو دیر ہوئی آنے مین دل گھبرایا
دہیان آیا کہ طبیعت کہین ناساز نہو

درد دل تو بھی اوٹھا وہ بھی اوٹھے پہلو سے
تجھسا دنیا مین کوئی تفرقہ پرداز نہو

قید سے چھوٹ کے مجبور وہین بیٹھ رہے
کیا کرین وہ کہ جنھین طاقت پرواز نہو

سب حسینان جہان کہتے ہین تجھکو اچھا
حق بجانب ہے ہر اک بات پہ کیون ناز نہو

کہہ گیا آپکا دیوانہ جو چلتے چلتے
سوچ لیجے کہین اوس باتین کچھ راز نہو

بعد مدت کے قفس سے ہے نکلنا بیکار
موت اوسکی ہے جسے یاد بھی پرواز نہو

بیٹھ محفل مین جو دیکھا تو وہ گھبرائے شفیق
سمجھے ظاہر کہین لوگون پہ کوئی راز نہو

امتحان کر لو ہمارا آزما کر دیکھ لو
ہاتھ مین اپنے ذرا خنجر اوٹھا کر دیکھ لو

عمر بھر کا راز سب مستی یہ کہدیگا ابھی
میرے دلکو اپنے سینے سے لگا کر دیکھ لو

پورا جلادی کا فن تجھکو سکھائینگے ابھی
قتل ہم ہو جائینگے آنکھین ملا کر دیکھ لو

سب شہیدان وفا مین حشر آئیگا ابھی
اپنے ہاتھون مین ذرا مہندی لگا کر دیکھ لو

وہ تھا لاغر ہائے میری لاغری اوس سے سوا
قیس کی تصویر کو مجھسے ملا کر دیکھ لو

سامنے عیسیٰ ہون لیکن یہ مجھکو خوف ہی
حشر ہوجائیگا تم مردہ جلا کر دیکھ لو

پھر تو تم گھبراؤگے اپنا کلیجہ تھام کر
اپنی محفل سے ذرا مجھکو اوٹھا کر دیکھ لو

نامہ بر خط دیکے کہنا اونکی حالت ہی خراب
گر نہ باور ہو تو کہنا آپ آکر دیکھ لو

غش نہ آجائے تمھین ای چارہ گر سنبھلے رہو
زخم دل میرا ذرا پھاہا ہٹا کر دیکھ لو

شوق جلادیکا اونکو ہے تو کہتا ہی شفیق
مین ابھی مرجاؤنگا تم مسکرا کر دیکھ لو

رفتہ رفتہ عرش پر پہونچی ہی شان لکھنؤ
ملتی جلتی ہے فرشتونسے زبان لکھنؤ

یہ دعائین کر رہی ہین ساکنان لکھنؤ
حشر تک یارب رہی نام و نشان لکھنؤ

آگلے شاعر لکھ چکے ہین اسکی بربادی کا حال
ہمسے بھی سن لیجئے تھوڑا بیان لکھنؤ

اپنے دلکو تھام لین سب جتنے اہل درد ہین
مین بیان کرنیکو ہون کچھ داستان لکھنؤ

مصحفی و آتش و ناسخ کی کیا تعریف ہو
یہ تھے اپنے وقت مین معجز بیان لکھنؤ

گو مین جاہل ہون مگر یہ بھی خدا کا فضل ہی
پوری پوری یاد ہی مجھکو زبان لکھنؤ

سننے والونکے نہ قابو مین رہین قلب و جگر
مین کہون جسدن اثر سے داستان لکھنؤ

بعد مرنیکے بھی ہونگے اس زمین مین دفن ہم
گر دکھین لاکھون دکھائی آسمان لکھنؤ

عاشق و معشوق کی صورت لپٹ جاتے ہین ہم
جب سفر مین مل گئی کچھ دوستان لکھنؤ

آپ اپنے حال پر روتا ہی ایسے درد سے
سننے والے سن نہین سکتے فغان لکھنؤ

شہر کی اب دوسری صورت نظر آنے لگی
کیا ترقی کر رہی ہین ساکنان لکھنؤ

اسقدر پیسا فلک نے اپنے ظلم و جور سے
جس سے سرمہ ہوگئی سب استخوان لکھنؤ

طبقۂ یونان کا نقشہ نظر آیا شفیق
چپ رہو بس اب نہ کہنا داستان لکھنؤ

حد سے فرقت مین گذر جاتی ہی مشکل راتکو
دن سے بھی زائد تڑپتا ہی مرا دل راتکو

دیکھے دھوکا لیگا دل ناواقفان عشق کو
منہ چھپا کر آج پھر نکلا ہی سائیل رات کو

جان لیتا ہی مری مجھکو دکھانیکے لیئے
کیسی آرایش کیا کرتا ہی قاتل رات کو

دوستو غسل وکفن مین ہوگیا دن بھی تمام
تا لحد جانا پڑا دو تین منزل رات کو

دل جگر زخمی ہین دونون خوف سی جلاد کی
بات کر سکتا نہین گھائل سی گھائل اتکو

عاشق گیسو یہ کہکر اوسکا رخ دیکھا کیا
دنکو ہم دم لین کہین چلنا ہی منزل اتکو

چارہ گر کیا پوچھتا ہی میری بیماریکا حال
دن تو کٹ جاتا ہی پڑ جاتی ہی مشکل رات کو

دوستو قاتل سی کہنا آنا اب بیکار ہے
دن کو یون تڑپا ہوا بیجان بسمل رات کو

گر مجوشی یار جو کرتا تھا مجھسے بزم مین
رشک سی کیا کیا جلی ہی شمع محفل رات کو

کہتی تھی لیلے کبھی مجنون کو نیند آتی نہین
دنکو جو تھکتا ہی وہ سوتا ہی غافل رات کو

صبح پہنا طوق آرایش ہوئی سب شام کو
دنکو ماہ نو بنے اور ماہ کامل رات کو

ہے یقین دریائی غم سے میرا بیڑا پار ہو
خواب مین آیا مرے دامان ساحل رات کو

اوسنے کہنا جو اوٹھاتا تھا تمھارے ظلم سب
حادثہ ایسا ہوا گذرا وہ حائل رات کو

سونے والے سو گئے مجھسے حقیقت پوچھئے
آسمان جو آفتین کرتا ہی نازل رات کو

تربتکا باقی نشان ہی اس سی ظاہر ہوگیا
ملنے آیا تھا کوئی بسمل سی بسمل رات کو

جب اثر پڑتا ہی تنہائیکا مجھے اے شفیق
یاد آتا ہی مجھے اکثر مرا ہول رات کو

کیا اقرار آنیکا ہوئی ہی دیر دلبر کو
اوسی کے ذکر سے بہلا رہا ہون قلب مضطر کو

بہت کچھ فاصلہ ہی مینے خط بھیجا ہی دلبر کو
الہی توڑ ڈھانا زور بازوئے کبوتر کو

چھلکتا جام ساقی نے دیا ہی بزم مین مجھکو
مین ساغر کو سنبھالون یا سنبھالون قلب مضطر کو

تڑپ سے اوسکی دلچسپی ہی مجھکو ہجر جانانین
لگائے رہتا ہون سینے سی اپنی قلب مضطر کو

یہان ہی جلوہ جانان وہان کچھ اور نقشے ہین
ہمارا دل مبارک ہمکو آئینہ سکندر کو

ہوئی مدت کہ شغل میکشی سے توبہ ہی کر لی
کنکھیوں سے تو اب بھی دیکھ ہی لیتا ہوں ساغر کو

تم اوٹھے جب مرے پہلو سے غش آنے لگا مجھکو
بتاؤں کیا تمھیں کیونکر سنبھالا قلب مضطر کو

تڑپنے سے سوا اسکے غشی طاری ہوئی مجھپر
خیال یار نے آکر سنبھالا قلب مضطر کو

مجھے اے دوستو مردہ دلی نے اور مارا ہے
کہ پہروں ہو گئے ہیں رو رہا ہوں قلب مضطر کو

ترا میخوار دیوانہ ہے کیا ساقی بتا مجھکو
لبوں تک ہاتھ جب پہونچا اولٹ لیتا ہے ساغر کو

یہ اچھی بات ہے میرا اثر بنا بھی نہ ظاہر ہو
جو مر جاؤں اولٹ دینا شکن آلودہ بستر کو

شفیق اسطرح مرنا اونکا کاندھا میری قسمت مین
مرے پر غیر بھی دیکھیں ترے بگڑے مقدر کو

بس اتنے یاد ہیں طوفان ہماری دیدۂ تر کو
جو دیکھے اتفاقاً شرم آجائے سمندر کو

کہیں کس سے شب فرقت جو کیسی غیر حالت تھی
تسلی ہمنے دیدی کر سنبھالا قلب مضطر کو

کیا غصہ میں اونسے قتل مجھکو کچھ نہ وہ سمجھا
وفا یاد آئی تو سینہ سے لپٹایا مری سر کو

ابھی قاتل مرا کمسن ہی میں ناواقف الفت
لگائے تیر وہ میں روکتا ہوں قلب مضطر کو

بہت کچھ اوسکی گلیمیں خاک اوڑائی مجھکو الفت ہے
قیامت تک خدا آباد رکھنا کوئی دلبر کو

نظر جب اتفاقاً اچھی صورت آگئی مجھکو
مرا دل دیر تک دیکھا کیا زلف معنبر کو

لگایا ہاتھ اک ایسا کہ تسمہ تک نہیں باقی
دعائیں دے رہا ہوں زور بازوی ستمگر کو

خدا وہ وقت لائے قتل گہہ میں میں پہونچ جاؤں
کہونگا حال میں اپنا گلے لپٹا کے خنجر کو

لئے جاتا تھا میرا خط اوسے اغیار نے دیکھا
جلایا میرا نامہ ذبح کر ڈالا کبوتر کو

میں اوسکے در پہ بیٹھا تھا پڑی اوسکی نظر فوراً
مجھے اوٹھوا دیا دربان نے پھینکا مری بستر کو

مری فرقت کی راتیں وصل کی راتونسے بہتر ہیں
میں اپنے دلسے لپٹائے رہا تصویر دلبر کو

ابھی فصاد کمسن ہے جو دیکھا اونسے دیوانہ
ڈرا سو مرتبہ سو بار کھولا اونسے نشتر کو

نکالا جا رہا ہے کوئی قیدی قید خانہ سے
نگاہ یاس سے دیکھا کیا دیوار کو در کو

عبث تمھین کوششین کیا آب حیوان اوسکو ملجی
یہ کوئی بات ہی جو خضر ملجائین سکندر کو

جوانی عشق مین سینے ستائی سب یہ کہتی ہین
نہ دکھلائے خدا آنکھون سے مرجھائی گل تر کو

شفیق اب تک شب فرقت کی راتین یاد آتی ہین
چمک جب درد کی اوٹھے جگا دینا بھری گھر کو

ذرا تم دل جگر کا حال دم بھر دیکھتے جاؤ
اولجھتا ہی یہان مضطر سے مضطر دیکھتے جاؤ

ٹھہرنا مرنے والو وہ ابھی گھر سے نکلتے ہین
عدم جاتے ہو تو دنیا مین محشر دیکھتے جاؤ

ہوئی لغزش مجھے ساقی نے یہ ہنسکر کہا مجھسے
بگر جائے کہین ہاتھون سے ساغر دیکھتے جاؤ

جھجکتے ہو مری تم قتل پر کیون مین بتاتا ہون
نظر رکھو گلی پر اپنا خنجر دیکھتے جاؤ

کرو تم اپنی آرائش بٹھا کر سامنے اپنے
بتاتا جاؤن مین تم اپنے جوہر دیکھتے جاؤ

چلے جاتے ہو میری پاس سے موت آگئی میری
ذرا ابتو نقاب رخ اولٹ کر دیکھتے جاؤ

نظر نیچی کرو اے جانیوالو ہوش مین آؤ
در جانان یہ ہے اب میرا بستر دیکھتے جاؤ

یہ کہنا غیر سے اب اونکا کاندھا میری میت سے
مرے پر بھی مرا بگڑا مقدر دیکھتے جاؤ

ہر اک رہرو سے ویرانہ زبان حال سے بولا
ذرا گور غریبان کا بھی منظر دیکھتے جاؤ

ہوم زینت چھڑک کر سر پہ افشان مجھسے کہتی ہین
اندھیری راتین چمکین گے اختر دیکھتے جاؤ

ابھی نادان ہو تم شوق فصادی ہے یون اچھا
رگ سودا کو دیکھو اپنا نشتر دیکھتے جاؤ

مبارک مرنے والون ہو تمھین اس طور کا مرنا
گلے کٹواؤ سب سوے ستمگر دیکھتے جاؤ

مبارک ہو تمھین اے جانیوالون کوئی جاتا ہین
چلو لیکن ہمارا کاسۂ سر دیکھتے جاؤ

کیا ہے قتل مقتلمین ہزارون کو ہین بھولے
پکارو نام لیکر سوئے محشر دیکھتے جاؤ

قدر انداز کو کیا مشق ہی بخیہ گرو سمجھو
پڑے ہین زخم سینے پر برابر دیکھتے جاؤ

مسیحا سے ہمارا دوستو سب حال کہدینا
جگر تھامو ہمارا قلب مضطر دیکھتے جاؤ

مری احباب سب یہ راستے مین اونسے کہتے ہین
ادھر آئے ہو تم اوسکو بھی دم بھر دیکھتے جاؤ

شفیق اچھا تو ہے مرکر عدم آباد کو جانا
ذرا پھر اک نظر سے کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

تم ڈھٹائی سے نہ کچھ میرے جگر سے پوچھو — زخم کس جا ہے لگا تیر نظر سے پوچھو
اسکے باعث سے تجلی رہی ہر محفل مین — رات کسطرح کٹی شمع سحر سے پوچھو
سر خمیدہ ہوا اندام بھی بیکار ہوا — ضعف پیری کا ذرا میری کمر سے پوچھو
یہ تو گھایل ہوا اب وہ بھی تڑپتا ہے بہت — دلکا احوال ذرا میرے جگر سے پوچھو
اوسکے کوچہ مین رہی مر کے بڑا نام کیا — ٹھوکرین کھائین بہت کاسۂ سر سے پوچھو
دل جگر ہوگئے بیکار رہی جان حزین — اب جو منظور ہو وہ بانی شر سے پوچھو
عشق کا حال مری ساری زمانے پہ کھلا — کیسا رسوا ہوا ہر فرد بشر سے پوچھو
مجمع عام مین یون دیکھنا بیکار نہین — کام کس کس کا کیا اپنی نظر سے پوچھو
پہلی منزل مین فقط آبلے تلوون مین پڑتے — اور تکلیف جو ہے راہ سفر سے پوچھو
اوسکے اب طالب دیدار کو ہوتی ہے غشی — بام پر آئیگا کب رشک قمر سے پوچھو
سنکے بیتاب ہوئے کس لئے گھر سے نکلے — کہنا اونسے مری نالونکے اثر [illegible]
دشمنون جاکے ذرا دیکھو تو صورت اونکی — [illegible] مدر[illegible] دل [illegible]
راہ مین تھک گیا چلنے کی مگر ہمت ہے — سمجھئے تو سہی [illegible] پوچھو
رات دن دیکھتے تھے یہ بھی سفر مین مجھکو — جلیسے [illegible] بیتاب چل [illegible] سے پوچھو

بیٹھا تیر مرے سینے پہ مارا ہے شفیق
خیر جانے دو نہ جلاد کے ڈر سے پوچھو

ملکے زرداروں سے خود آپ پشیمان کیون ہو — ہو جو عسرت تو کسی بات کا ارمان کیون ہو
تمکو وحشت تو نہین بے سر و سامان کیون ہو — پھر گلون میری طرح چاک گریبان کیون ہو
سنکے جلاد نے یہ کہکے نکالا فوراً — تیرے سینے مین مرے تیر کا پیکان کیون ہو

میری بالین سے اوٹھی موت یہ کہکر شب ہجر
وہ نہیں آئے تو مشکل تری آسان کیوں ہو

سچ تو ہی عالم عسرت بھی برا ہوتا ہے
نہ کسی دوست نے پوچھا کہ پریشان کیوں ہو

موت نے دن ہی کو یہ کہکے کیا کام تمام
رات بھی تجھکو مریض شب ہجران کیوں ہو

سر اوٹھاؤ ذرا کچھ بات کرو آنکھ ملاؤ
وصل کی صبح کو خاموش مری جان کیوں ہو

دوستوں اونسے یہ کہدینا کہ عاجز نہ کرو
دل مرا لے لیا اب جان کے خواہان کیوں ہو

قتل سے میرے خوشی چاہیے تمکو صاحب
سر مرا کاٹ کے انگشت بدندان کیوں ہو

کہکے صیاد سے بلبل نے چمن کو چھوڑا
اک مرے واسطے برباد گلستان کیوں ہو

منہ تو دیکھ کے وحشت میں نہ کیوں پھیروں منہ
جسکے پرزے نہ ہوں وہ میرا گریبان کیوں ہو

خوف تھا جس سے وہ دیوانہ نہیں ہی تہین
مر گیا رات کو بند اب در زندان کیوں ہو

مجھسے تم پوچھا کرو روز کہ میں کیسا ہوں
آئنہ دیکھ کے تم آپ ہی حیران کیوں ہو

غیر کا قتل نہیں اچھا ہے ظالم تھم جا
میں ہی مرتا ہوں تو پھر دوسرا بیجان کیوں ہو

ساکن ملک عدم شعبدہ یہ ناقص ہے
خواب میں آؤ کھلی آنکھ تو پنہان کیوں ہو

تمنے مارا ہی یقین آکے بھی لاش اوٹھاؤ
شرم آتی ہی کسی غیر کا احسان کیوں ہو

تم سلامت رہو بس مر گیا [illegible]
تھام لو دلکو مری لاش پہ گریان کیوں ہو

دوستوں لاش [illegible]
وہ نہیں آئے مرے دفن کا سامان کیوں ہو

کسی چیز ہی کیا [illegible] وقت زینت
اپنی زلفوں سے وہ کہتے ہیں پریشان کیوں ہو

کہکے اوس شوخ نے یہ دست جنوں باندھ لیے
پرزے پرزے مرے وحشی کا گریبان کیوں ہو

ہنسکے قاتل نے کہا مرنے کی حسرت ہی شفیق
اتنی سی بات میں تم اتنے پریشان کیوں ہو

حسین تجھسا ہو جب تو حسن کا قصہ بیان کیوں ہو
مرے یوسف کی ہو تو پھر کسی کی داستان کیوں ہو

کوئی کہدے تو تیر ناز اوسکا رائگان کیوں ہو
میں ہوں جب قتلگہ میں پھر کسیکا امتحان کیوں ہو

وہ کہتے ہین اسی سے آئنہ بھی دیکھنا چھوڑا
نہ اوٹھا ہاتھ تیرا یہ شکایت ہے مجھے ظالم
کہا مینے کہ کچھ بولو تو اونکا ناز کہتا ہے
لحد پامال کرنے آئے ہین ہنس ہنس کے کہتے ہین
تعجب یہ ہے مجھکو تمکو خالق نے بنایا ہے
نہین معلوم مجھسے وصل کی شب کیون نہ کہتا ہے
وہ گھر مین آئی ہین میری شکایت ہجر کی کیسی
جو دل قابو مین اونکے ہے تو پہلو چیر کر دیکھو
پھرون نالہ تو آنکھون سے روان ہون خونکے آنسو
ہے اونکا قول دل مر جائین یا عشاق مر جائین
وہ کہدینگے مین جب حال شب فرقت سناؤنگا
یقین ہے مجھکو تم رفتار سے مردے جلاتے ہو
خزاں مین چاہئے اصحر الوز دی قول بلبل ہے
وہ کہتے ہین یہ معنی ضبط کے ہین دم نکل جائے
نہ اوٹھے لاش کوچے سے بھی مر کر حکم دیدیجئے
نہ گئی آہ سوز عشق کی کیسی ترقی ہو
یہ کہکر نقش پائے یار آنکھون سے لگاتا ہون

جو سب کا رازدان ہے وہ ہمارا رازدان کیون ہو
ہوس مرنے کی ہے مجھکو یہ سر بار گران کیون ہو
اشارے سے جو نکلے کام ممنون زبان کیون ہو
کرین برباد جسکو اوسکا پھر نام و نشان کیون ہو
مین اتنا بے زبان کیون ہون تم اتنے بدزبان کیون ہو
سحر فرقت کی آتی ہے تم اتنے شادمان کیون ہو
مناسب ہے خوشی کا ذکر غم کی داستان کیون ہو
غرض یہ ہے کسیکا دوست میرا رازدان کیون ہو
نہین بانگ جرس آخر روانہ کاروان کیون ہو
کسی کی بھی لحد میرے قریب آستان کیون ہو
ہماری روبرو گذرا سو قصہ بیان کیون ہو
یہ حیرت ہے مسیحا ہو کے زیر آسمان کیون ہو
نہون جب گل ہی گلشن مین تو اپنا آشیان کیون ہو
مگر درد دل بیتاب یا تو نے عیان کیون ہو
سمجھئے تو سہی پر سونکی محنت رائگان کیون ہو
دل بیتاب جل جائے مگر ظاہر دھوان کیون ہو
کہ اوسکے دو قدم چلنے کی زحمت رائگان کیون ہو

جہالت سے تری سبکو تعجب ہے شفیق ایسا
ترے احباب کہتے ہین تم اتنے خوش بیان کیون ہو

نظر اٹھتے ہی اوس کافر سے کھویا دین و ایمان کو
بچانی جان مشکل ہو گئی گبر و مسلمان کو
تبسم کی نظر سے چھینا میرے دین و ایمان کو
خدا محفوظ رکھے ایسے کافر سے مسلمان کو

نگاہِ غور سے دیکھا جو ہمنے روئے جانان کو — نظر بھر کر نہ پھر اوسنے دیکھا ماہ تابان کو
کہا یہ بلبلون نے قید مین مدت ہوئی اتنی — کہان تھا آشیان بھولی ہین ہم ایسا گلستان کو
ہوا ہی قتل یہ مقتول کا ارمان بھی نکلا — گلے اپنے لگایا خوب ہی شمشیر بران کو
قیامت تک سنین گے عاشق و معشوق دنیا کی — ترقی ہو گئی کیا حضرت یوسف کی دامان کو
جو الجھا خار مین دیکھا تو انکھو نسے لگایا ہی — تبرک قیس سمجھا ہی مرے تار گریبان کو
ابھی ہی ابتدا وحشت کی یہ شوق اسیری ہی — ترا دیوانہ جا کر چومتا ہی قفل زندان کو
ترے دیوانے ایسے مرتبہ دان شک لیلا ہین — جگہ اپنے سرو نپر دیتی ہین گرد بیابان کو
اثر یہ نام کا ہی آگ لگ جاتی ہی عالم مین — ہمیشہ ہمنے سینے مین چھپایا آہ سوزان کو
ترے دیوانے کو جامہ دریکا شوق ایسا ہی — نکلتا ہی گریبان بخیہ گر سیتا ہے دامان کو
ترے دیوانہ کا صبر و تحمل پر رہا قبضہ — خود اپنی جان دیدی یون چھپایا راز پنہان کو
عیادت کے لئے آیا تو منہ کو پھیر کر بیٹھا — ارے نادان تسلی دیتی ہین دم بھر بھی مہمان کو
ملے جو راہ مین احباب وہ منہ پھیر لیتی تھے — نہ کوئی دیکھ سکتا تھا مرے حال پریشان کو
رہی سب عمر سینے مین رہی لپٹی مرے دل سے — نہ نکلا کوئی بھی شاباش ہی ایک ایک ارمان کو
قدر انداز کیا مشتاق ہی رکھے خدا اوسکو — پڑا تیر نظر جب آنکر چھیدا رگ جان کو
مری سینہ پہ مارا تیر جسمین سے کئے ٹکڑے — نگاہِ غور سے رگ رگ مین دیکھا اپنی پیکانکو
کھنچا جب اوسکا نقشا دیکھ سکتا کون عالم مین — رکھا آنکھو نکے پردو نمین سدا تصویر جانانکو

قدم رنجہ وہ فرمائین مرا ایسا مقدر ہے
شفیق آنکھو نسے سجناتم شب وصلت کے سامانکو

جگر سے آتش غم یون عیان ہو — نفس کے ساتھ ہی پیدا دھوان ہو
تزلزل مین زمین و آسمان ہو — جو کچھ بھی گردش چشم بتان ہو
سنے گر باغبان دلچسپ قصہ — مرا احوال بلبل کی زبان ہو

کہا یہ غیر نے ہے بدشگونی
کہ اونکا نام اور آہ و فغان ہو

زبان سے نام یوسف میرے نکلا
کہین مجھسے نہ ظالم بدگمان ہو

جو راہ عشق مین ہی مرنے والا
پھر اوسکے دلمین اندیشہ کہان ہو

جلاکر دو جہان کو خاک کردی
کبھی دل اسطرح گرم فغان ہو

مجھے یون کوسنے اور گالیان دین
غضب کی تم بھی صاحب بدزبان ہو

خدا حافظ ہے اوسکی زندگی کا
کہ جسکا مہربان نامہربان ہو

کہا یہ دلنے لازم ہے خموشی
جو کوئی بھی کسیکا رازدان ہو

رہین مقتل مین قاتل وہ ادائین
کوئی بیجان ہو کوئی نیمجان ہو

کچھ ایسی ہو ترقی جوش گریہ
کہ ہر دم آنکھ سے دریا روان ہو

مناسب ہی تجھے اے ضبط الفت
نہ کچھ آثار چہرے سے عیان ہو

کبھی اف بھی نہ نکلے منہ سے قاتل
اگر ہر روز میرا امتحان ہو

مزا پھر میکشی کا مجھکو اوٹھے
صراحی کا دہن میری زبان ہو

ارے صیاد ہوگا حشر اوس دن
کہ تیرا ہاتھ میرا آشیان ہو

دعا بلبل یہ کرتی ہے الٰہی
کہ شاخ گل پہ میرا آشیان ہو

کہا بلبل نے اوسکا کیا ٹھکانا
چمن مین جسکا دشمن باغبان ہو

شفیق احباب جاتے ہین عدم کو
چلو تم بھی شریک کاروان ہو

جگر چھیدو ہمارا اپنا نقشا دیکھتے جاؤ
ذرا دل تھام کر ہاتھو نکا رعشا دیکھتے جاؤ

عیادت کو اگر آئے ہو کیون منہ پھیر کر بیٹھو
نہ دیکھو دل ہمارا تیر اپنا دیکھتے جاؤ

ہماری خواب مین آئی ہو تم دم بھر ٹھہر جاؤ
ہماری کچھ شب فرقت کا نقشا دیکھتے جاؤ

ذرا انصاف سے کہدو کہ کیونکر مٹین عاشق
تم اپنا آپ ہی نقش کف پا دیکھتے جاؤ

مجھے چارہ گرو تکلیف ہے کچھ سانس لینے میں
سرک جائے نہ زخم دل سے پھاہا دیکھتے جاؤ

لگا یا دلبہ تمنے اور جگر کو توڑ کر نکلا
خدنگ ناز کا تم اپنے پلاّ دیکھتے جاؤ

عبث کہتے ہو مرتا کون ہے کہنے کی باتیں ہیں
جو تم دم لو ابھی میرا جنازہ دیکھتے جاؤ

ابھی بخیہ گرو سوز محبت دل میں باقی ہے
نہ جل جائے کوئی زخموں کا ٹانکا دیکھتے جاؤ

رقیبو اٹھتی ہے میت مری ٹھہرو چلے جانا
کسے کے دوش پر میرا جنازہ دیکھتے جاؤ

ہمارا قتل ہے منظور یا غیروں کی دلداری
تم اپنی آپ آنکھوں کا تماشا دیکھتے جاؤ

مسیحا دوستو رستے میں مل جائے تو کہہ دینا
شفیق زار مرتا ہے خدارا دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے مختفی

مجھے مے کش نے پہلے کھینچی ہے تصویر میخانہ
مرے باعث سے دنیا میں ہوئی تعمیر میخانہ

مزے کی صحبتیں تھیں کیا جوانی یاد آتی ہے
پیا کرتے تھے ہم بنتے تھے وہ بھی پیر میخانہ

زباں پر نام آتی ہی جما ہے آگئی فوراً
خدا محفوظ رکھے ہے بری تاثیر میخانہ

نظر ہٹتی نہیں ساغر سے ساقی کی عنایت ہے
بنائی ہے ہمارے جام پر تصویر میخانہ

دعائیں دیتا ہے پیر مغاں یہ مے پرستوں کو
خدا رکھے انہیں کے دم سے ہے توقیر میخانہ

شعاعیں جام سے نکلیں جگر میخوار کا چھیدا
پڑے ہیں دیکھے ہر گوشہ میں آکر تیر میخانہ

بہت بیخود تھا میں ہنسکر گرائی برق ساقی نے
سنبھلتا کیا یکایک پڑ گئی شمشیر میخانہ

نہ بگڑو ساقی و میخوار کی یہ چھیڑ ہے واعظ
رہی باتوں میں تم اور کھنچ گئی تصویر میخانہ

یہ جب آتے ہیں کچھ افشاں کے ذرے سر سے گرتے ہیں
چمکتی ہے حسینوں کے سبب تقدیر میخانہ

ہوا ہے آئنہ رخسار کا اتنا اثر پیدا
قدم رکھا انھیں نے بڑھ گئی تنویر میخانہ

خدا سے زاہد و میخوار کو حصے ملے اچھے
اوسے جنت ہمیں پوری ملی جاگیر میخانہ

ہوا ہے ہر کڑی پر نام ساقی کا مرے کندہ
اب اس سے خوبصورت کیا ہے زنجیر میخانہ

شفیق ایسا ترا ساقی جو عالم ہی دو عالم کا
سنا کرتے ہیں خاصان خدا تقریر میخانہ

گئے تھے عرش پر تم مصطفا پوشیدہ پوشیدہ
رہا ہر دی ہی مین نور خدا پوشیدہ پوشیدہ

بروز حشر ہم بھی سب گنہگاروں کے مجمع سے
تمھین دیکھین گے ہم خیر الورا پوشیدہ پوشیدہ

ضرورت ہی مجھے ہر شیٔ کی ورنہ پاس عزت ہی
مجھے دینا نصیری کی خدا پوشیدہ پوشیدہ

مدینے ہم نہ جیتے جی اگر پہونچے تو اتنا ہو
ہماری روح جائے کبریا پوشیدہ پوشیدہ

مدینہ کی زمین پر سوت آئے ہر غلمان کو
کرین سب سجدۂ خالق ادا پوشیدہ پوشیدہ

مجھے صحت کی خواہش ہی تجھی سے شافیٔ مطلق
ہوا ہی درد میرا لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

تمنا ہے مدینہ مین لپٹ کر تیرے قدموں سے
مجھے کہنا ہے اپنا مدعا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا تم گئے عرش معلا پر
ہوئی معراج کیا صل علیٰ پوشیدہ پوشیدہ

گنہگاروں کو شرم آئی کفن مین منہ چھپائی ہین
کہین گے یا محمد مصطفا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسا ترا خادم ہی گر تشریف تو لائے
رکھے آنکھوں مین تیرے نقش پا پوشیدہ پوشیدہ

لیا دلکو نگاہ سرمہ سا پوشیدہ پوشیدہ
جگر مین میرے آئے ہر ادا پوشیدہ پوشیدہ

کھلا یہ بعد مرنیکے وہی تو جان تھی میری
مرے سینے مین بھی دو دہری ہوا پوشیدہ پوشیدہ

کسی نے بھی نہ دیکھا جو کرم مجھپر تمھارا تھا
مجھے مارا ہے کیا ناز و ادا پوشیدہ پوشیدہ

مرا دل دیکھکر جبلا دبولا فخر سے میرا
یوہین تڑپیگا پابند وفا پوشیدہ پوشیدہ

کھلائے سیکڑون گل پر نہ بلبل آنکھ سے دیکھے
چمن مین جائیگی باد صبا پوشیدہ پوشیدہ

کچھ ایسا راز تھا غیروں نے بھی اوسے چھپایا ہی
رہے گی میری عرض مدعا پوشیدہ پوشیدہ

ہمارے آپکے راز و نیاز عشق مخفی ہین
وفا پوشیدہ پوشیدہ جفا پوشیدہ پوشیدہ

مسیحا بھی نہ آیا حال کس سے مین کہون اپنا
رہیگا یوہین درد لا دوا پوشیدہ پوشیدہ

شفیق ایسی ہی دزدیدہ نگاہیں کام کر ہی گئیں
مرا دل لیگیا اک دلربا پوشیدہ پوشیدہ

داغ سوزاں اسطرح روشن ہی میرے دل کے ساتھ
جسطرح شب کو ستارے ہوں مہ کامل کے ساتھ

قتل گہہ میں غیر کیوں بسمل ہوں مجھ بسمل کے ساتھ
یا الہی اور رقیب ہو مرے قاتل کے ساتھ

وہ جو اوٹھا بزم سے ہر سو اندھیرا چھا گیا
شمع بھی رخصت ہوئی اوس رونق محفل کے ساتھ

بحر غم کا جوش جبتک ہی جہاں میں ہم بھی ہیں
ہی جہاز عمر بھی اپنا اسی ساحل کے ساتھ

اوسکے عہد حسن میں عالم ہی مشتاق اجل
جسکو دیکھیے پھرتا ہی وہ قاتل کے ساتھ

عاشق و معشوق کا ہوتا ہی آخر ایک حال
آپکی زلفیں بھی جنبش میں تھیں میرے دلکے ساتھ

یار صادق ہی وہی جو کام آئے یار کے
آج شب کو تا سحر تڑپا کیا میں دل کے ساتھ

ایسا پر ارمان ہوں میں نظریں رہیں سکی طرف
روح بھی تن سے مرے نکلی تو کس مشکل کے ساتھ

قیس کہتا تھا ہوا نے اونکو دکھلایا مجھے
میری نظریں اوٹھ رہی تھیں پردہ محمل کے ساتھ

تیرا کوچہ کیا چھٹا بس جان ہی تن سے گئی
کاروان عمر بھی چھوٹا اوسی منزل کے ساتھ

تھی کشش اتنی زمین و آسمان ملنے لگے
برق بھی آکر تڑپتی تھی ترے بسمل کے ساتھ

لیچلو تھوڑی سی مے تا لوگ دیکھیں اے شفیق
میکدے سے دختر رز نکلی تو اک سایل کے ساتھ

عیادت کے لئے آتا ہی یار آہستہ آہستہ
نکلتا تن سے میری جان زار آہستہ آہستہ

کبھی کی آہ فرقت میں کبھی غش آگیا مجھکو
یونہیں رخصت ہوئی صبر و قرار آہستہ آہستہ

حسین جب باغ میں آئے اوسی تھا شوق نظارہ
دبے پاؤں آئی گلشن میں بہار آہستہ آہستہ

مرے پہلو میں اونکی آج تصویر خیالی ہی
تڑپتا تو دل امیدوار آہستہ آہستہ

بہت مے پی گیا ہی وہ سنبھلتا ہر قدم پر ہی
چلا ہی میکدہ سے بادہ خوار آہستہ آہستہ

جھکایا سر کو اپنے اور بن بنکر قدم رکھے
مری خلوت میں آیا شرم سار آہستہ آہستہ

انھیں تلوؤں سے سارا بیابان مجھکو طی کرنا
انھیں تکلیف دینا نوک خار آہستہ آہستہ

نہ جب تک آئین وہ یہ بھی نہ اپنی جانسے گذری
مجھے تڑپاتا ہی یون انتظار آہستہ آہستہ

کسی نے بھی نہ دیکھا انکا بڑھنا دلکو حیرت ہی
مگر تک آ گئے ہین گیسوئی یار آہستہ آہستہ

مرے سوم مین وہ نازک مزاج آیا مناسب ہے
مجھے روئین تو میری غمگسار آہستہ آہستہ

اوسی بھی رحم مجھپر آگیا مین ایسا لاغر ہون
زمین قبر دیتی ہی فشار آہستہ آہستہ

کبھی گیسو بگڑتے ہین کبھی گیسو سنورتی ہین
مرا دل لے رہے ہین ہوشیار آہستہ آہستہ

کبھی فرقتمین رویا گاہ رویا اپنی حالت پر
بندھا ہی یون مرے اشکونکا تار آہستہ آہستہ

جماہی لی کبھی آنسو بہے سیکشس کی آنکھونسے
اسی حالت سے اوترےگا خمار آہستہ آہستہ

رکھا ہی آئنہ ہوتی ہی آرایش پہ آرایش
جو زیبا ہی وہ ہوتا ہی سنگھار آہستہ آہستہ

کبھی الفت حسینون کی کبھی فرقت حسینونکی
بڑھیگا یوہین دلکا انتشار آہستہ آہستہ

پسینہ موت کا منہ پر کلیجا ہاتھ سے تھامی
گیا مقتل مین کوئی جان نثار آہستہ آہستہ

ہوا نے خاک اوڑائی رہروون نے اوسکو ٹھکرایا
یوہین مٹ جائیگا میرا مزار آہستہ آہستہ

شفیق اوس پر فلک کی گردشین ہر روز آتی ہین
یوہین اوجڑا کیا میرا مزار آہستہ آہستہ

اوٹھا سوز دل سے دھوان رفتہ رفتہ
توانا ہوا ناتوان رفتہ رفتہ

کھلی مجھپر اونکی زبان رفتہ رفتہ
سنائین مجھے گالیان رفتہ رفتہ

رکھا تنکا بلبل نے لالاکے اک اک
بنا ہی لیا آشیان رفتہ رفتہ

مرے اپنے گھر مین گئے پھر لحد تک
گئے ہم وہانسے کہان رفتہ رفتہ

جو دلمین ہوا ہر رگ وپے مین پہونچا
بڑھا یوہین درد نہان رفتہ رفتہ

خبر ہے تمھین لکھنؤ دہلی والون
بگڑتی ہی اردو زبان رفتہ رفتہ

اسے موت آئی تو وہ جان بلب ہی
مرینگے یوہین نسیم جان رفتہ رفتہ

کبھی ہنس کے دیکھا کبھی بات کر لی
ہوئے مجھپہ وہ مہربان رفتہ رفتہ

فلک تک مری خاک مدت مین پہونچی
زمین سے ملا آسمان رفتہ رفتہ

ابھی آتش عشق پہونچی ہے دل تک
جلا دیگی سب استخوان رفتہ رفتہ

سب اہل قفس روز دل تھامتے ہین
سناتا ہون مین داستان رفتہ رفتہ

بہت مین نے فرقت مین دلکو سنبھالا
ہوا ہون مین گرم فغان رفتہ رفتہ

کہا روز آنے کو آئینگے اک دن
کرینگے مجھے شادمان رفتہ رفتہ

شباب آتے ہی مجھکو دم بھر مین مارا
اسی نے ہوئی تم جوان رفتہ رفتہ

نہ اُف سینے کی زخم پر رخنہ ڈالے
مرا ہو گیا امتحان رفتہ رفتہ

رکھے قیس نے سنگریزے اوٹھاکر
بنائیگا کوہ گران رفتہ رفتہ

مین جی بھر کے دیکھون تجھے قتل گہ مین
ستم مجھپہ کر مہربان رفتہ رفتہ

شفیق ایسا گزرا ہی شاعر زمین مین
مٹا تیرا نام و نشان رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی ہی تدبیر رفتہ رفتہ
پیرون تک اونکے آئی زنجیر رفتہ رفتہ

خط سینے اونکو بھیجے آخر وہ آپ آئے
سیدھی ہوئی ہی میری تقدیر رفتہ رفتہ

دل سے خیال جانان لپٹا ہی مدتون مین
یون وصل کی ہوئی ہی تدبیر رفتہ رفتہ

قاتل ہی میرا نازک اوٹھی ہی مدتون مین
آئی ہی میرے سر تک شمشیر رفتہ رفتہ

فرقتین گرتے پڑتے کانون تک اونکی پہونچین
آہون مین اب ہوئی ہے تاثیر رفتہ رفتہ

دیوانے کو یقین ہی قید کہین سے چھوٹے
خود آپ گھس رہی ہی زنجیر رفتہ رفتہ

دیوانونکے اشارے کیا خوب پُر اثر ہین
ہنسنے لگی ہی اونکی تصویر رفتہ رفتہ

جب جان سینے دی ہی کچھ وہ بھی ہین مخاطب
الفت کی ہنچی پائی جاگیر رفتہ رفتہ

کیا وحشیون کی باتین سنتی ہین روز وہ بھی
آئی ہی کچھ مزے پر تقریر رفتہ رفتہ

تیر نظر لگایا بجلی گرائی ہنسکر — الفت کی مل رہی ہے تعزیر رفتہ رفتہ
سو بار تو نے دیکھا ترچھی نظر سے مجھکو — دلبر لگا کے ظالم کیا تیر رفتہ رفتہ
دیکھا تھا خواب شبکو اوٹھا سحر کو روتا — اب ہجر مین ملی ہی تعبیر رفتہ رفتہ
تم ہو شفیق ایسے ہی قدر دان زمانہ — ہو جائیگی تمھاری توقیر رفتہ رفتہ

ردیف یائے تحتانی

ادنے یہ شان ہے ترے حسن و جمال کی — ناخن کٹے تو بن گئی صورت ہلال کی
جتنے بھرے تھے زخم تڑپنے سے کھل گئے — امید چارہ گر کو نہین اندمال کی
بلبل کی آہ گرم سے پورا قفس جلا — کڑیاں پگھل کے رہ گئین لوہے کے جال کی
شاباش اوس مریض کو فرقت مین عمر بھر — لے لیکے نام تیرا طبیعت بحال کی
فرقت کی ناامیدیان کہتی ہین مر بھی جا — روکے ہوئے ہین مجھکو امیدین وصال کی
مردہ دلی نے کر دیا رسوا جہان مین — چھپتی نہین چھپائی سے صورت ملال کی
وہ بے خطا ہے چشم سے شاعر نے دی مثال — کیون ضد یہ ہے نکال لو آنکھین غزال کی
آخر کو بحر غم نے اوسے بھی ڈبو دیا — جو ناؤ چل رہی تھی ہماری خیال کی
لکنت زبان کو ہوتی ہے کہنا محال ہے — ہوتی ہے جب شریف کو حاجت سوال کی
وہ دیکھنے کو آئے ہین صحت قریب ہے — اے زخم دل امید ہے اب اندمال کی
دیوانہ اب جو ہوشمین ہے اوسکے ہے کلام — سب داستان سناؤ مجھے میرے حال کی
رکھنا تھا پاؤن قلب و جگر پر اسیطرح — جسطرح تو نے قبر مری پائمال کی
جلسے کیا ہے تمنے مرے دلکو پائمال — شہرت ہوئی ہے ساری حسینونمین چال کی
کہتا ہے چارہ ساز نہ آئیگا وہ مسیح — اس گفتگو نے اور طبیعت نڈھال کی
پایا نہین رئیس کوئی قدر دان شفیق — احباب مین تو قدر ہے تیری کمال کی

مرکے مین برباد ہوا ہون روتی ہی غربت مری
ایسی ہوائی خاک اوڑائی کسٹ بھی گئی تربت مری

دونو ہین یکتائی جہان صورت تری سیرت مری
آگے بڑھکے نام کرینگے حسن ترا الفت مری

ہمت دلنے مجھسے کہا تو عشق مین سبسے آگی جا
قیس کا مینے نام سنا جب بڑھنی لگی وحشت مری

اسکی شکایت رہتی ہی سو بار ذلیل و خوار کیا
دلکا جب کہنا مانا پھر آ بھی گئی شامت مری

درد دل نے مجھسے کہا مین اوسکو بھی پہچانتا ہون
تو اک چمک مین مرنے لگا کیا دیکھیگا شدت مری

وہ آکے بیٹھے پہلو مین کیا درد دل اکبار اوٹھا
ای ضبط ترا ممنون ہون نہین تو نی رکھلی عزت مری

خاموش ہی سارا گھر کا گھر آنکھونسے آنسو تھمتے نہین
جینے کی اب امید نہین کیا نازک ہی حالت مری

وہ آئی بیٹھے اوٹھ بھی گئی جو مجھکو تھا کہنا بھول گیا
مین اونکی آگی بات کرون کیا یہ بھی ہی قدرت مری

تھا ایک تماشہ مقتل مین اون دونون نے کیا کام کیا
ظالم کا جتنا ظلم بڑھا بڑھتی ہی گئی ہمت مری

نظارہ کو جب آنکھ اوٹھی عاشق کو تاب ضبط کہان
جب اونکو دیکھا غش آیا نکلی نہ کوئی حسرت مری

قابو مین مرا دل ہی نہین رونا ہی شغل اسکا مجھکو
معشوق جب اچھا دیکھا لیکن بس غیر ہوئی حالت مری

جان مین ابھی یون دو لگا اک مدت تک ہنگام رہے
انسان کچھ ایسا کام کری دنیا مین جس سے نام رہے

وہ رہین جلتے جنکے اوپر عاشق سب سے مرتے رہے
زور یہ ہین دنیا مین تیرا مرگ نا ہنگام رہے

چھوڑ حسینونکی الفت اب تو بھی ہمارا کہنا مان
دل ہم تیری باعث سے عالم بھر مین بدنام رہے

جسوقت جناب شیخ آئے میخانہ درہم برہم تھا
میخوار انکے آگے اسپر بھی کچھ ٹوٹے پھوٹے جام رہے

الفت مین مجھکو ظالم کی کوئی بھی نہ ایسا دن آیا
جو مجھکو بھی آرام رہی دلکو بھی میری آرام رہے

یہ جلنے سے تو اچھا ہی گر موت بھی آئی یون میری
ہر دم کلمہ اوسکا ہی پڑھون اوسکا ہی زبان پر نام رہے

زلفون مین پھنسا ہی دل میرا مین اونکو یہ سمجھاتا ہون
الفت کا میری نظرون مین آغاز رہی انجام رہے

مین اول سے آخر تک یون قیس کا قصہ سنتا ہون
آرام اونھین کو ملتا ہی خاموش جو زیر دام رہے

دن گذرا ہی امید یہ ہی اک بار ہم اوسکو دیکھینگے لیکن
وہ رات بھی آئی ہی ونہین آئی جنکے در پر تا شام رہے

پردہ نشینوں کی الفت نے کیا مجبور ہمین
اور نہ اونکو دیکھ سکین ہم حسن جنہین ہی پیغام رہی

کیا بکتا ہی تو اے ناصح دل دیکر لینا خوب نہین
جب دے ہی چکے ہم خود اوسکو کیون ہمکو کسی کا کام رہی

عشاق نے جانین اپنی دین سب اونکی ادائین کہتی ہین
جو مرتے ہین تو مرجائین دنیا مین انکا نام رہی

گر شہر مین مجھکو موت آئی مرنا بھی شفیق اچھا ہی یہ
گر میرا جنازہ کاندھون پر یارونکے دو دو گام رہی

یہ تمسے کون کہہ سکتا ہی تم صورت دکھا دیتے
تمہاری مصلحت ہوتی تو تم پردہ اوٹھا دیتے

حیا نے اونکو روکا ورنہ دونون ہاتھ اوٹھ جاتے
جو انگڑائی وہ لیتے اور دیوانہ بنا دیتے

یکایک چار آنکھین ہوگئین اونسے دم رخصت
قیامت اور ہو جاتی جو وہ کچھ مسکرا دیتے

مرے جب سامنے آ بیٹھے پہلے وہ ادا کیا تھی
اوسی صورت سے پھر گردن جھکا کر مسکرا دیتے

کہا اوس شوخ نے ہنسکر مرے دیوانے ایسے ہین
عدم آباد گر جاتی تو وان کی خاک اوڑا دیتے

کہین کیا دوستو مردہ دلی نے مار ڈالا ہے
اگر قابو مین ہوتا دل تو روتونکو ہنسا دیتے

وہ آنسو گرم نکلے پڑ گئے رخسار پر چھالے
اگر یہ دل مین رہتے آگ سینے مین لگا دیتے

یہ ہی اچھا ہوا تلقین نہ اونے پڑھی میری
جو وہ شانہ ہلاتے عشق کا قصہ سنا دیتے

یہ حسرت رہ گئی اے درد دل مارا مجھے تونے
مجھے آتا جو غش وہ اپنے دامن کی ہوا دیتے

ہمین ملتا نہ ملتا کچھ فقیر مست ہین ایسے
ہم اونکے در سے اوٹھتے اور کے در پہ صدا دیتے

شفیق اچھا تو ہے سب اہل محشر کی نظر پڑتی
قیامت مین وہ مل کر اور دیوانہ بنا دیتی

مرا برباد ہونا عشق مین یون کام آتا ہے
کسی کے نام کے ہمراہ میرا نام آتا ہے

ہوئی مدت کہ شغل مےکشی سے توبہ ہی کر لی
جہان ہی آتی ہے اب بھی نظر جب جام آتا ہے

چلا ہون قتل گہ مین جان بخشی کسی کی خوش ہی
سنبھل جاتا ہون لیکن غش مجھے ہر گام آتا ہے

دل بیتاب فرقت مین پڑا رہتا ہی مردہ سا
نہ مجھسے بات کرتا ہے نہ اونکے کام آتا ہے

ہوئین جب چار آنکھیں پھر تو ردکی نہین رکتا
حسینونکی اداؤنپر دل ناکام آتا ہے

ہوئی مرنیکو مدت پر شریک حال رہتا ہی
بہت فرقت مین یاد ابتو دل ناکام آتا ہے

بلا گردان ہوا کرتی ہی اے ساقی نظر میری
تری مہندی لگی ہاتھونمین جسدم جام آتا ہے

مسیحا کو اکیلا دیکھکر بیمار کہتا ہے
سکون ہوتا ہی دلکو جب تمھارا نام آتا ہے

رہے جاتے ہین سب ناسور اب بھی ہوتی ہی ایذا
سنا تھا زندگیمین مرکے کچھ آرام آتا ہے

مجھے حسرت ہی کیونکر زخم ڈالی ایسے قاتل نے
جھجکتا ہی وہ خود تلوار کا جب نام آتا ہے

خدا فرقت کو رکھی جو لب جان بخش جانان تھی
زبانی اب اونھین کی موتکا پیغام آتا ہے

گذارا دن تو فرقتکا کسی صورت سی عاشق نی
ڈرا جاتا ہی دل اب شامکا ہنگام آتا ہے

مرا دل مجھکو پھیرا اور یہ کہنے لگے ہنسکر
برا بھی ہو کسی کا دل تو اوسکے کام آتا ہے

خدا رکھے تجھے تو روز میرے ساتھ رہتا ہی
خیال یار تو ہر وقت میرے کام آتا ہے

زمانہ ہو گیا لیکن تم اتنا یاد تو رکھنا
تمھاری بزم مین ابتک کوئی ناکام آتا ہے

جفائین کھینچتی ہین جلاد کی گور غریبان پر
کہو اے مرنے والون مرکے بھی آرام آتا ہے

مرے احباب کہتے ہین شفیق ایسا ہے دیوانہ
سحر کو شبکو کہتا ہے قریب شام آتا ہے

دل پہلے جلا تھا کہ ہوا خاک جگر بھی
معلوم ہوا شب کو لگی آگ اودھر بھی

عشاق سے دل بھی لئے لیتے ہین جگر بھی
وہ جنبش لب ہی تری باتون کا اثر بھی

اب دلکی تڑپ نے مجھے بیچین کیا ہے
تنگ آکے یہ کہتا ہون کہ ظالم کہین مر بھی

دلمین جو پڑی زخم تو بیچین ہوا ہے
اب جان پہ کھیلے ہوئی حاضر ہی جگر بھی

وحشت نے مجھے دشت کی وہ راہ دکھائی
مرجاؤن تو پہونچے نہ مری اونکو خبر بھی

غفلت سے کوئی سوئی کوئی محو نظارہ
کیا لطف دکھا دیتی ہی وصلت کی سحر بھی

غفلت سے ستمگار کی سب مرگئے قیدی
بیکار ہین دیوارین بھی زندان کا در بھی

وہ جاتے ہیں اور لاش ہے عاشق کی اکیلی — اللہ نہ دکھلائے کبھی ایسی سحر بھی
شب دیکھ کے کہتے ہیں مجھے دیکھنے والے — ہے قدر کے لائق تری عاشق کی نظر بھی
اے چارہ گرو دلمیں مری آگ لگی ہے — ساتھ آہوں کے اب ویسی نکلتے ہیں شرر بھی
گھبراتا ہے وہ لاش مری مجھکو خوشی ہے — جلاد کے کام آئے مرا کاسۂ سر بھی
اے چارہ گرو قلب و جگر جل گئے دونو — ہے آگ برابر کی ادھر اور ادھر بھی
اسطرح سے مقتل کیطرف آتا ہے قاتل — تلوار کے مانند لچکتی ہے کمر بھی
الفت کے عطیہ سے بڑا نام ہے میرا — دلمیں جو دیا درد تو باتوں میں اثر بھی
دربان نے آزار جو پہونچائے ہیں مجھکو — دل کہتا ہے ہر بار گلہ یار سے کر بھی
وحشت نے مجھے دشت میں یہ کہکے نکالا — مرنا ہے اگر تجھکو تو اوس کوچے میں مر بھی
احباب یہ کہتے ہیں مزاج اوسکا طے کیا — جسنے دل گم گشتہ کی پائی ہو خبر بھی

اب بات بھی کرنا ہے شفیق آپکو مشکل
معشوق کا بھی خوف ہے اغیار کا ڈر بھی

وہ کیا حسرت ہے اوسکی جو کہ صرف رہگذر ہوگی — اوسی کے دلسے پوچھو منتظر جسکی نظر ہوگی
شب فرقت کی حالت دیکھکر ہم جانتے گذرے — نہ ہی جیتے رہیں گے جنکو امید سحر ہوگی
بس اے ناصح نصیحت کر چکا للہ جانے دے — رہونگا اوسطرح میں جسطرح میری بسر ہوگی
ہمارے خون ناحق کی شہادت غیر ممکن ہے — قیامت میں اکیلے ہونگے ہم دنیا ادھر ہوگی
وہ بیکس ہوں کسی صحرا میں میری موت آئیگی — مرے لاشے پہ بس میری مصیبت نوحہ گر ہوگی
فقط آنکھوں کو اوسکی غور کر کے دل یہ کہتا ہے — خیالی یہ اثر جسکا ہے وہ کیسی نظر ہوگی
شب غم کی درازی اپنی مجھکو ہو گئی ظاہر — ہے اوسکی شام دنیا میں قیامت میں سحر ہوگی
وہ رخصت ہو رہے ہیں دیکھکر احباب کہتے ہیں — نہ یہ گھر آئینگے اسکے نہ پھر ایسی سحر ہوگی
سمجھ لیں غیر بھی اک روز ایسا آنیوالا ہے — وہاں ہم جائینگے اور ہاتھ میں نہ خنجر ہوگی

ہمین غسل و کفن دیکر احباب لے چلے گھر سے
ملین گے خاک مین ہم جب تو پھر اونکو خبر ہوگی

ہمارے دلمین مٹا نکے دیکھے آشنا یادبھی گھٹنا
بڑہینگے زخم جب تکلیف تجھکو بخیہ گر ہوگی

ابھی تو چھپتا قاتل کا ہی مرنے لگے عاشق
قیامت آئیگی تلوار جب زیب کمر ہوگی

شب فرقت مین ہمتو ضبط کرکے جان دیدینگے
کرینگے آہ و نالہ جنکو امید سحر ہوگی

مجھے اسطرح الفت بیچلی گی کوئی جانا نہین
کہین رستہ بھلائیگی کہین یہ راہبر ہوگی

ابھی چارہ گرو تم سو رہو کچھ رات ہی باقی
جگائینگے تمھین جب شدت درد جگر ہوگی

یہ جلتنی زندگی باقی ہی اوسکا ہی وہی مالک
شفیق اوسکا تفضل ہی تو عزت سی بسر ہوگی

چھاپئیں نقش قدم اونکا پا نہین سکتے
آگئے جو سوئے عدم پھر کے آ نہین سکتے

طبیب حال ہم اپنا سنا نہین سکتے
کہا نیہ درد ہی دلمین دکھا نہین سکتے

وہ روٹھ جائے تو منا بھی اوسکا مشکل ہی
کہ جسکے نقش قدم ہم اوٹھا نہین سکتے

ہمارا مرگیا دل ضبط ہم سے کہتا ہے
تم اسکی لاش پر آنسو بہا نہین سکتے

نہین نکالا ہی ساقی نے اپنی صحبت سے
کسی کی بزم مین اب جام پا نہین سکتے

جو غیر خاک بھی چھانین گی اوسکی کوچہ کی
کبھی وہ نقش قدم میرا پا نہین سکتے

برائے فاتحہ آئے ہین اس نزاکت سے
چراغ گور ہمارا جلا نہین سکتے

نہین جان بیچ کے جاتا ہون اوسکی کوچمین
رقیب یہ مری عادت چھڑا نہین سکتے

شب وصال نہ برہم مزاج ہو اونکا
ہم اپنے ہجر کا قصہ سنا نہین سکتے

اگر طبیب بھی آئین تمام عالم کے
ہم اپنا زخم جگر تو دکھا نہین سکتے

کلیجہ تھام کے چارہ گرون نے دل تھاما
ہمارے زخم کا پھاہا چھڑا نہین سکتے

تمھاری کوچہ مین اتنا زمانہ گذرا ہی
یہانسے اوٹھکے کہین اور جا نہین سکتے

شفیق فکر کردیا کہ منت دربان
کسی طریق سے پاس اونکے جا نہین سکتے

یہان جیسا رہا پہونچا عدم مین مری کی مشکل ہے
اندھیری رات مین جاتا ہی نا ہموار منزل ہے
ہماری خاک کی ذرہ زمین مین لوٹتی تجھے جا ہین
رہا یکی خبر پائی ہی زندا ئین تلاطم ہے
تلاطم بحر غم کا یون ڈبوتا ہے مجھے یارب
مجھے فرقت مین جو ہی کیا ہی تکلیف ہوتی ہی
ہماری خاک اوسکے در سے اوڑتی ہی بمجبوری
دکھایا عاشقونکو بزم مین سوز و گداز اپنا
رکھا ہی آئنہ سو سو طرح سے مسکراتے ہین
نہین معلوم کسدن ایک دیوانے کی موت آئی
نہ پوچھو ہجر مین غیرونسے جو تکلیف پائی ہے
غضب کی عاشق و معشوق مین بھی چھیڑ ہوتی ہی
ہوئی تھین عاشق و معشوق مین کیا راز کی باتین

خداوندا یہ کیسا میر ہی منزل کو منزل سے
کوئی پستی بلندی زلف کی پوچھے مری دل سے
ہوا اب کیا اوڑا اُسکی زمین کو کوئی قاتل سے
لپٹ کر روتی ہین دیوانے سب طوق و سلاسل سے
جہان اوبھرا وہان مستی گری دامانِ ساحل سے
کہ رونیکی صدائین شب کو آتی ہین مری دل سے
ہزارون آندھیان اوٹھین زمین کوئی قاتل سے
جلا کی رات بھر لیکن نہ اوٹھی شمع محفل سے
ادائین سیکھتے ہین دمبدم اپنی مقابل سے
نکالے جا رہی ہین استخوان طوق و سلاسل سے
جو اک شمہ بھی یاد آیا دھوان اوٹھنے لگا دل سے
کوئی غمگین زمین پر ہی کوئی ہنستا ہی محمل سے
سحر کو غیر جا کر لوٹتے ہین شمع محفل سے

ہر اک کہتا ہی پہلے منہ تو بنوا و شفیق اپنا
اسی صورت پہ تمکو عشق ہی زہرہ شمائل سے

نہین معلوم کیا تکلیف پہونچی تیر قاتل سے
نہ کھینچ اے چارہ گر تو ایسی بیدردی سے پیکانکو
مری افسردگی ہی ان سبھون کی موت آئی ہی
لگا یا وار تنہائی مین ظالم ہے ابھی نادان
تو اپنے حسن پر مغرور مین اس بات پر نازان
نہین معلوم کیا حالت تھی اوسکی ابر باران مین

الٰہی خیر ہو سب زخم لپٹے ہین مرے دل سے
ہزارون حسرتین لپٹی ہین لگی تیر قاتل سے
قیامت تک نہ اب ارمان نکلین گے مری دل سے
تڑپنے سے جو ڈرتا ہی لپٹ جاتا ہی بسمل سے
ترے گیسو نے سیکھی ہی پریشانی مری دل سے
کہ بجلی رات کو ملکر گئی تھی تیری بسمل سے

مرونگا ہجر غم مین قبر بھی اوسجا بنے میری
کہ بعد از مرگ وابستہ رہون ارمان سلسل سے

مری ناکامیون کا زور ہی ایسا معاذ اللہ
ہوا گر اتفاقاً کام کوئی وہ بھی مشکل سے

کھلی ہی زلف اوسکی مجھکو پیچانیگا دل میرا
ابھی نکلا ہی گھبرایا ہوا قید سلاسل سے

حمیت عاشق بیہوش کی جاتی رہی بالکل
دیا تھا پہلے دل اب مانگنے جاتا ہی سائل سے

دم زینت تمھارا بانکپن ظاہر ہوا مجھپر
جب آیا آئینہ اوسکے بہت اپنے مقابل سے

بچین عشاق کی جانین کسی صورت نہین ممکن
چھپانے کے قاتلون نے ظلم سیکھے میری قاتل سے

کہا مجنون نے صورت دیکھکر سو نلا گئی لیلی
ہوا کے گرم کیون ملکر چلے صحرا مین محمل سے

مین اونکو دل جگر دیکر جو بھولا ہنسکے وہ بولے
زمانیکو خدا محفوظ رکھے ایسی غافل سے

یہ اونکا چھپنا ہی چودھوین شب چاند کوٹھے پر
اڑائے جاتے ہین افشانکے ذرے ماہ کامل سے

کوئی معشوق ناقہ لیچلا ہی دشت سے اپنا
کسی کی حسرتین لپٹی چلی جاتی ہین محمل سے

مرے زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جائین تم نہ چپکے بیٹھو
یہ کسنے کہدیا ہی بات کم کرتے ہین گھایل سے

ہین وہ ثابت قدم ہون راہ الفت مین جو موت آئی
نہ اوٹھین گر مری نقش قدم تا حشر منزل سے

خدا کے سامنے جائیگا عاشق تیغ ابرو کا
نہین ممکن قیامت تک جدا ہو زخم گھایل سے

سبب طفلی کا یہ ہی ہاتھ بھی مارا تو اوچھا سا
بنے ہین نام کے قاتل ڈرے جاتے ہین بسمل سے

شفیق اچھا تو ہی مرنے پہ بھی پچھپیان ہونگی
عدم آباد کو رستہ گیا ہی کوئی قاتل سے

جفا پسند ہی وہ دل خیال کسکا ہے
تو ہی بتا مجھے اب غیر حال کسکا ہے

ذرا فراق مین اوسکی خبر تو لے آکر
لبون پہ دم با امید وصال کسکا ہے

خود اپنی دیکھ گئے تصویر مجھسے کہتے ہین
تمھین بتاؤ کہ ایسا جمال کسکا ہے

طلسم تونے کیا تھا دیا رقیب کو جام
سمجھ تو لے ارے ساقی سوال کسکا ہے

مٹا یا یون کہ شباہت نہین رہی باقی
لکھے یہ کون کہ دل پائمال کسکا ہے

کہا فقیر نے ساقی سے کس تعجب سے
یہ تیرے ہاتھ مین جام سفال کسکا ہے

شفیق اور بھی عاشق ہین اتنا سمجھو تو
تمھارا حال جو ہے ایسا حال کسکا ہے

بن کے سائل اونکی کوچے مین صدا دینے لگے
جسنے کچھ احسان کیا اوسکو دعا دینے لگے

اب نہین امید جینے کی کچھ ایسا حال ہے
چارہ گر منہ پھیر کر مجھکو دوا دینے لگے

شرم آتی ہے نہ وہ پردہ نشین بدنام ہو
ہٹ کے وانسے دوسری در پر صدا دینے لگے

کہنا اوس گل سے کہ اوجڑے باغ مین آئی بہار
زخم دل کھلنے لگے بوے وفا دینے لگے

دشمنون کے جور کا اندازہ کوئی کیا کرے
جب مجھے تکلیف خنجر آپکا دینے لگے

درد دل خلوت مین اوٹھا ہے مری خوش قسمتی
وہ مجھے خود اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

امتحان مین ضبط مینے کر لیا اف بھی نہ کی
خون دیکے زخم دل مجھکو صلا دینے لگے

کچھ خیال اسکا نہین عزت کسی کی جائیگی
غیر کے کہنے پہ وہ مجھکو سزا دینے لگے

کمسنی کیا چیز ہے مجھکو ہنسی آنے لگی
کوسنا بھولے تو وہ مجھکو دعا دینے لگے

مرنے والیکو جو دیکھا ڈر گئے یکبار سب
قتل گہ مین لوگ مجھکو راستا دینے لگے

ہو کے بے ہوش انپر صدقہ ہوتی ہین جو حور
چاند کا پرتو تمھارے نقش پا دینے لگے

وائے قسمت وصل کی شب اونسی باتون مین کٹی
رات تھوڑی رہ گئی طائر صدا دینے لگے

فاتحہ کو کون آیا ہے نظر نیچی کیے
آج میری قبر کے تختے ہوا دینے لگے

اب زمانے سے ڈرو ایسی برائی ہے شفیق
دوست سمجھے تھے جنھین وہ بھی دغا دینے لگے

کوئی وحشی خوشامد کر رہا ہے اونکی دربانکی
دئے جاتا ہے اوسکو دھجیان اپنے گریبانکی

بٹھایا پاس مجھکو کیا حقیقت مجھ پریشانکی
قیامت تک رہو یارب حکومت اونکے دربانکی

یہ جوش عشق تھا اسمین زلیخا کی خطا کیا تھی
اوڑا مین بیخودی مین دھجیان یوسف کے دامانکی

وہان مردی ہزارون ہین مجھی ہین ہڈیان لاکھون
مری مردہ دلی سے ایسا عبرت خیز منظر ہے
سر اوسکا اپنے زانو پر تبسم لب پہ ہونٹ سے
چلے ہی جاتے ہین دن رات جلوہ دیکھنے والے
کھٹب ہوتی ہی جب مجھکو جنون مین ہوش آتا ہی
ہماری آہ سوزان سی کہا یہ قیس نے ڈر کر
نگوڑے یہ نہین ہین قیس کی فرہاد کی روحین

نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی تصویر زندان کی
جہان دل ہے وہین میت پڑی ہے ایک ایک ارمان کی
برا جب وقت آیا خاطرین ہوتی ہین مہمان کی
لپک اب طور تک پہونچی ہی میری آہ سوزان کی
یوہین اکثر خبر ملتی ہی دلسے اونکی پیکان کی
دھوان اوٹھتا ہی ہر سو خیر ہو یارب بیابان کی
ملی ہو خاک صحرا مین پریشان ہو پریشان کی

شفیق اوس بت کو جبین مری ہو دکھتی کیا ہو
کسی کافر کے ہاتھون اوٹھیگی میت مسلمانکی

بڑھتے بڑھتے ہین ہوا نزدیک قصر یار سے
خوف اس درجہ ہی اسکو عشق کی آزار سے
جب اوٹھا ابر بہاری میکشون عید ہی
اس نزاکت کی تصدق اس ادا کی مین نثار
قتل کہہ کو جو دیا ہون دل کی دھڑکن بڑھ گئی
باغ عالم کا تماشہ دیکھتا تھا ہر نفس
ہجر کی ملنے شکایت کی تو وہ کہنے لگے
عاشق و معشوق دو نو خوش رہی یہ فکر ہین
قتل بھی کرنا تمھین آتا نہین بیٹھے رہو
پیکے ساغر لڑکھڑانا پھر سنبھل جانا وہین مست
بادیہ گردین ہر تلوی کو یہ ایذا ہو دیگی
چھیڑ سے ہر روز کی تیرے مزا آیا مجھے

میری پرچھائین لپٹتی ہے در و دیوار سے
ہٹ کی بیٹھا ہے مسیحا بستر بیمار سے
ہم بغل ہوتا ہے بادہ خوار بادہ خوار سے
منہ یہ زلفین مین جھکی جاتی ہی گردن بار سے
ہونگا کچھ ڈر نہین ڈر ہی مزاج یار سے
مجھکو فرصت ہی نہین تھی نظم کے گلزار سے
اب کوئی معشوق لانا مصر کی بازار سے
ہو گئین پردے مین باتین طالب دیدار سے
آپ کھینچی آپ ہی ڈرنے لگے تلوار سے
میکشی سیکھی ہو کیا ہشیار بادہ خوار سے
دل مرا ڈرتا ہی ابتک ذکر نوک خار سے
میری لعنت بڑھ گئی ظالم تری تکرار سے

ہجر مین آسمان کہتا ہے مجھسے رحم کر
جل نجاؤن کہیں دن آہ آتشبار سے

قتل گہہ مین قاتل اپنی تیغ سے کہنے لگا
اب ٹھہر جا حشر برپا ہی تری رفتار سے

رہنے والے دشت کے کہنے لگے یا دشت بخیر
قیس یاد آیا بگولہ جب اوٹھا کہسار سے

داستان ناسور دل کی بھی کہین جلاد سن
تخلیہ مین بیٹھکر اکدن لب سوفار سے

مار ڈالا ہی زمین کی گردشون نے ای شفیق
ایکدن راحت نپائی چرخ کجرفتار سے

ہوگے کچھ زخمی تڑپتا ہے مرا دل اور بھی
ہاتھ اک پورا اسی پہلو پہ قاتل اور بھی

وحشت پیمائی کی حد ہوجائے بس رکنا نہین
ہان مرے جوش جنون دو چار منزل اور بھی

پاؤن میرے سو گئی یہ کہکے راہ عشق مین
ل ہی جائیگی اسے منزل سے منزل اور بھی

گھر سے آئے تا لحد وانسے گئے سوی عدم
یہ ہمین جانا پڑی منزل بہ منزل اور بھی

عاشق ابروئی لے لین بھتین بلائین دوسری
جب سے کچھ کھنچنے لگی شمشیر قاتل اور بھی

آئینہ کو دیکھکر کہتے ہین مجھکو سچ بتا
تونے دیکھا ہے کوئی میرا مقابل اور بھی

جا ہا جب مینے کہ بحر غم سے ہوجاؤن بلد
دور مجھسے ہوگیا دامان ساحل اور بھی

تم جو غیرون نے کروگی گرم جوشی بزم مین
شمع جل جلکر بنیگی حسن محفل اور بھی

ڈر گیا ہی شام ہجران کی بلائین دیکھکر
لپٹا جاتا ہے مرے پہلو سے اب دل اور بھی

سن یہ کہتا ہے ترقی کے عوض زحمت ملی
جتنا بڑھتا ہون مری بڑھتی ہی مشکل اور بھی

مانگا جو تجھسے وہی تونے دیا ہی ای خدا
جیسے بس بڑھنے لگا ہی دست سائل اور بھی

اے شفیق زار اپنا پوچھ لے احباب سے
تمنے دیکھا ہی جہا مین مجھسا جاہل اور بھی

بتا تدبر اسکی ابروئے خمدار تھوڑی سی
گئین لاکھون ہی کی جانین کھنچی تلوار تھوڑی سی

شب وصلت جو مینے گدگدایا وہ بہت بگڑی
ہنسی کی بات مین بھی ہوگئی تکرار تھوڑی سی

بہت شانہ نے سلجھایا ہی اسکو وقت آرائش
یہ جب سیدھی ہوئی ہی کاکل خمدار تھوڑی سی

چمن مین یہ بہت اٹکھیلیونکی چال چلتی ہی
صبا نے بھی اوڑا لی ہی تری رفتار تھوڑی سی

لحد مین تا قیامت اسکو سینے سے لگاؤنگا
اگر مل جائے مجھکو خاک پائے یار تھوڑی سی

ارے صیاد ہمسے دل جلونکو جب ہی رہنے دے
قفس جلنے لگے گا گر کھلی منقار تھوڑی سی

یہ بت مجھسے فکر کہتی ہی بتون کی چھوڑ دی الفت
جگہ دلمین مری رکھنا شفیق زاہد تھوڑی سی

نالے مینے جو کئے ہجر کی بیداد و نے
آسمان کو ہوئی جنبش مری فریاد و نے

یہ تو ظاہر ہی کہ اونمین نہین صورت ایسی
تمھین سیرت مین بھی اچھے ہو پریزاد و نے

سیکشی کی یہ ترقی ہوئی ہی عالم مین
بوئے مے آتی ہے زہاد کے سجاد و نے

ہوگا تو باعث افتادگی طول امل
جنگلو مین یہ عیان مجھکو ہوا جاد و نے

وہ بھی دل تھامے چلے آئین تو کچھ دور نہین
مینے گردونکو ہلایا انھین فریاد و نے

جا تعجب کی نہین وان بھی اگر خاک اوڑے
عدم آباد ہوا ہے ترے برباد و نے

سلطنت گلشن عالم مین رہین بلبل و گل
جب یہ گلچین سے وہ محفوظ ہون صیاد و نے

عشق مین قلب و جگر ہاتھ سے کھو بیٹھے شفیق
جلو اب جان بچاؤ ستم ایجاد و نے

مجھے ظالم سنا فرقت کی ساری داستان میری
تو ہی اپنی زبان سے آپ کر حالت بیان میری

نہ دے تعذیر تو صیاد مجھکو میری نالونکی
جو پھر فریاد سنا کاٹ لینا تو زبان میری

مجھے تو ایک ساغر دیتا ہی سیری نہین ہوتی
بڑھی جاتی ہی اس سے پیاس کچھ پیر مغان میری

کہو حداد سے کچھ فکر ہی میری بہار آئی
بنائے اور اسکو کھس گئی ہین بیڑیان میری

مرا قصہ وہ ہی دلچسپ کچھ ایسی حکایت ہی
کلیجہ تھامے گے احباب سنکر داستان میری

کبھی مین گردش تقدیر سے اک جا نہین ٹھہرا
نہین معلوم اوسنے موت لکھی ہی کہان میری

دہوان ہر سوی تن سے بات کرمین نکلتا ہی
تپ فرقت سے ایسی پھنک رہی ہین ہڈیان میری

لب باتون کی لذت ہو تجھی تو سونکی لذت ہو
دہن تیرا مجھے ملجائی اور تجھکو زبان میری

گریبان گیر مجھسے پیرہن ہو ہو کے کہتا ہے
جنون کی جوشمین توڑی اوڑا دین دھجیان میری

شفیق زار یہ اوستاد کا کچھ فیض صحبت ہی
بنے مقراض جو رک کر چلی منہ مین زبان میری

تیر نظر جو گذرا دل زار توڑ کے
زخمون نے رکھ لئے لب سوفار توڑ کے

سنتا ہون رخنہ بند ہوئی قصر یار کے
میرا خیال جائیگا دیوار توڑ کے

فریاد کیسی سانس بھی لینا محال ہی
صیاد کیا ملا ہے تجھے منقار توڑ کے

عاشق کے قتل کرنکو ابرو بھی کم نہین
یہ نیمچے بنائے ہین تلوار توڑ کے

قاتل نے ہاتھ اوٹھایا تھا کچھ دلمین سوچکر
جلدی سے اوسے پھینکدی تلوار توڑ کے

ساقی نہین تو لطف نہین ای شفیق مین
بس تم بھی اوٹھو خانۂ خمار توڑ کے

وہ ایک تیر نظر ظلم کا لگا بیٹھے
دل و جگر پہ عجب چوٹ ہم بھی کھا بیٹھے

تمہارے ہاتھونسے دلمین پڑا ہی سناٹا
جگر مین تیر نظر ہین جدا جدا بیٹھے

شکایت اسکی نہین ہی کہ وقت ضایع ہوا
تمہاری بزم مین اغیار کل سوا بیٹھے

یہ رہنما ہین بڑی عشق راہ الفت کے
یہی تو سبکو بتاتے ہین راستا بیٹھے

گرا جو پاؤن پہ تعزیر مجھکو دیجئے آپ
غضب کرونگا اگر غیر ہاتھ اوٹھا بیٹھے

مرے مزار پہ آئے وفائین یاد آئین
سر اپنا پیٹ رہی ہین برہنہ پا بیٹھے

شفیق دیکھتی ہی شکل کیا ہوا انکو
کہ اپنے ہاتھونسے اپنا جگر دبا بیٹھے

کوچے سے ترے قبر مقرر قریب ہے
اوسکا پڑا ہو نہین کہ جہان گھر قریب ہے

ساقی کی بزم مین یہ تصور ہے ہر گھڑی
ہو ٹوٹنے میرے اب لب ساغر قریب ہے

مژگانکا ذکر کبھی رگ دل چھیدنے لگا
فصّاد دور بیٹھا ہی نشتر قریب ہے

اب حد سے کچھ زیادہ مرا شوق بڑھ گیا
مقتل مین سُن لیا ہی ستمگر قریب ہے

میخوار دیکھنے لگے انداز میکشی
منہ سے جو اوسکے اب لب ساغر قریب ہے

قاصد بے تجھے جہانمین ملین ہزار ہا
یہ جانتا کہ کوچۂ دلبر قریب ہے

رحمت خدا کی مجھسے یہ کہہ کہکے چلی
بڑھ اور چند گام کہ کوثر قریب ہے

یہ ضعف کہہ رہا ہی کہ سر پھوڑنا نہین
دیوانے تیرے ہاتھ سے پتھر قریب ہے

یہ ہے خوشی کہ دیکھ رہا ہون ہلال عید
میرے گلے سے آپکا خنجر قریب ہے

ممکن نہین کہ تیر نظر سے ملے پناہ
اب موت تیری ای دل مضطر قریب ہے

ظالم نے میرے سینہ کو شق کرکے یہ کہا
دیکھین جگر سے دل ترا کیونکر قریب ہے

مجھکو کیا ہی جوش تصور نے کامیاب
بستر سے میرے یار کا بستر قریب ہے

دکھلا کے زلف اوسنے مری دلسے یہ کہا
ظلمات اس جگہہ ہی سکندر قریب ہے

دل کہہ رہا ہی نوک مژہ اونکی دیکھکر
چھید یگا جو جگر کو وہ نشتر قریب ہے

مدت کے بعد کوچے مین اوسکی خوشی ہوئی
جس در پہ موت آئیگی وہ در قریب ہے

اسوقت مین شفیق سحر ہی حکم کچھ پڑھو
جب موت اوسکی حضرت محشر قریب ہے

ابھی کمسن ہے زمانہ کو نہ برباد کرے
اپنے عشاق کو پہچان کے بیداد کرے

کہدو اوس سے کوئی نازک ستم ایجاد کرے
ناتوانو نپہ ذرا دیکھکے بیداد کرے

سلسلۂ عشق سے رکھتی ہو جسکو کوئی درد
جسکو کچھ کام ہو نالہ و فریاد کرے

ہین اسیران کہن جتنے تڑپ کر مرجائین
اونکی ہر روز تسلی جو نہ صیاد کرے

نامہ بر کہنا کہ تصویر یہ دیکھی مینے
چاہئے اور اب آرائشین ایجاد کرے

موت کہتی ہی مری ایسی ہی سب سی ملتت
مین بہو نچ جاتی ہون کوئی نہ مجھے یاد کرے

اوس سی کہنا کہ تری مشق ستم کیون کم ہو
مین نہین ہون تو مری خاک کو برباد کرے

اوس حیادار کا دیوانہ ہون نکلی نہ لہو
اے جنون لاکھ اگر کوشش فصاد کرے

قیس و فرہاد مرے واسطے کرتے تھی دعا
دل جو برباد ہی خالق اوسے آباد کرے

وصل قسمت مین نہین کوہ کنی ہی بیکار
جان دینے کے لئے کوشش فرہاد کرے

المدد ضبط مرے قتل کا ہنگام آیا
ہو نہ ایسا کہ کہین مضحکہ جلاد کرے

دم میدم ظلم سے صیاد کے خوف آتا ہی
کہین ایسا نہ ہو پر کاٹ کی آزاد کرے

ضبط کرتا ہی تو سینے مین اولجھتا ہی بہت
کوئی بتلائے کہ اب کیا دل ناشاد کرے

اوسکو بے دیکھی ہوئی کھینچ نہین سکتا نقشہ
کچھ دنون مشق تصور کی بھی بہزاد کرے

ہی خوشی مرکے بھی کھلائین تمھارے قیدی
بیڑیان کاٹنے کی فکر نہ حداد کرے

کچھ اسیران قفس شام سے افسردہ ہین
دل بہل جائے کوئی ذکر جو صیاد کرے

اپنے افکار پہ ہر وقت نظر رکھو شفیق
شاعری مین وہ کہین عمر نہ برباد کرے

وہ خوش مین اس سی کہ اک یادگار راہ مین ہی
اسی سبب سی ہمارا مزار راہ مین ہے

نکالو گھر سے قدم اتنا دلمین سوچو تو
شکستہ پا کوئی امیدوار راہ مین ہے

گئی چمن مین ہین گلکار یونسی کھلتا ہی
جگہہ جگہہ پہ نشان بہار راہ مین ہے

چلے جو ہجر مین ہم کیسے کیسے طوفان تھی
وہ آندھیان تھین کہ ابتک غبار راہ مین ہے

ٹھہر کے قبر پہ احباب فاتحہ پڑھنا
سمجھ تو لو کہ کوئی سوگوار راہ مین ہے

کہین پہ چھوٹ گیا دل کہین پہ جان چھوٹی
کسیکا ایسا کوئی بیقرار راہ مین ہے

ہوا کے ہاتھون نے اک روز یہ مٹی گا ضرور
جو کچھ خفیف نشان مزار راہ مین ہے

قضا ٹھہر کہ ذرا اوسکو دیکھلون مین بھی
سنا ہی وہ مرا غفلت شعار راہ مین ہے

جو آئی شیشی کو ہچکی کہا یہ ساقی نے
ابھی ہمارا کوئی بادہ خوار راہ مین ہے

نکال گھر سے قدم اے شفیق صحرا کو
نہال عشق ترا سایہ دار راہ مین ہے

کچھ بھی ہمنے نہ کہا غور سے صورت دیکھی
جب کبھی آگئی ناساز طبیعت دیکھی

دن کسی طور سے گذرا تو قیامت دیکھی
دل لرزنے لگا جسدم شب فرقت دیکھی

قیس سے ملکے مجھے اور بھی افسوس ہوا
اوس سے جو کٹ نہین سکتی وہ مصیبت دیکھی

اب نہ ای ابروے خمدار بگڑنا مجھسے
ماہ نو دیکھ کے مینے تری صورت دیکھی

سامنے میرے گئے غیر سے ہنس ہنس کے کلام
جائے بیٹھے بس آگئی غیرت دیکھی

یاد بھولے تھے حسینان جہان کی نقشے
اب تو سب بھولی ہین جبسے تری صورت دیکھی

سمجھے وہ عاشق صادق ہی ہوا مرکر رہا
کوچۂ یار مین جسنے مری تربت دیکھی

جان کنی تھی مجھے تم آئے مرا دم نکلا
آج تو تمنے نکلتے ہوئے حسرت دیکھی

کوچۂ یار مین بیٹھے تو وہین قبر بنی
کیون فلک خاک نشینونکی بھی ہمت دیکھی

موت عشاق کی قبضے مین ہی دیکھیے جو حسین
مرگئے جب کہین مرنیکی ضرورت دیکھی

گھر سے نکلے جو کبھی مرگئے مرنے والے
دو قدم آپکے چلنے مین قیامت دیکھی

اوسنے پھر باغ مین دیکھا نہین سوسن کو کبھی
جسنے سونلائی ہوئی آپکی رنگت دیکھی

خودنمائی کی کوئی حد نہین باقی صاحب
رات دن آئنہ مین اپنی ہی صورت دیکھی

زر اگر پاس ہی دنیا مین بڑی عزت ہی
مفلسی ہی تو ہراک کام مین ذلت دیکھی

کسی دیوانے کی تحریر کوئی لایا ہے
مسکرانے لگے جب خط کی عبارت دیکھی

ہین تو برحق ترے اللہ و نبی دونو شفیق
ایک کا قول سنا ایک کی قدرت دیکھی

سنکے بیتاب ہوئے وہ مری در تک پہونچے
آہ کی زور سے نالہ بھی اثر تک پہونچے

نوش زن اوسکے ہوئی قلب وجگر تک پہونچے
نالے بڑھ بڑھ کے مرے حد اثر تک پہونچے

کمسنی ہی ابھی جلاد نہ بن او نادان
اتنے اونچی تو ہو تلوار کہ سر تک پہونچے

مرگیا مل چکا مٹی مین مگر شوق یہ ہے
خاک اوڑ اوڑ کی مری یار کی در تک پہونچے

غیر ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین مری میت سے
غیر ممکن ہے تری اوسکو خبر تک پہونچے

دل جگر حسرت وارمان کی بھی ٹکڑی کردی
ہاتھ ایسا پڑی قاتل جو کمر تک پہونچے

ناتوان دل یہ ہی گو دور نہین زلف سے رخ
شام کو جو ہو روانہ تو سحر تک پہونچے

دلکا ہی قول کہ اب اسکا بھی بچنا ہی محال
بڑھتے بڑھتے مرے ناسور جگر تک پہونچے

ناتوانی مین بڑھی مشق تصور ایسی
بندگی آنکھ جہان یار کی در تک پہونچے

ناتوان مرنیکو نکلے ہین شہادتکا ہی شوق
لڑکھڑاتے ہوئے جلاد کی گھر تک پہونچے

ای شفیق اپنے کو مین رشک سکندر سمجھون
آئنہ دلکا اگر اونکی نظر تک پہونچے

چمک پیدا ہوئی ہر استخوان سے
یہ ابکی درد دل اوٹھا کہان سے

نہو جس سے امید مہربانی
زمین بہتر ہے ایسے آسمان سے

وہ بیکس ہون کہ میری قتل کے بعد
لہو برسا ہے اکثر آسمان سے

چھپایا لاکھ ہے چھپسے ظاہر
مین عاجز ہوگیا درد نہان سے

خدا کے شان سے صحرا مین مرکر
یہ چھپی ہے لاش گرد کاروان سے

تپ فرقت سے ایسا جل گیا دل
نکلتا ہی دھوان نوک زبان سے

ہم اپنے دلسے باتین کر رہے ہین
یہ حضرت آگئے ناصح کہان سے

کوئی آئی بلائے ناگہانی
ستارے گر رہی ہین آسمان سے

بہت دربان کی باتین سن چکا ہون
نہ اوٹھی گا مرا بستر یہان سے

بس اب ناصح طبیعت اپنی رو کو
مبارک ہو تجھے صیّاد رہنا
او سے بلبل نے آنکھو ںنے اوٹھایا
ہوئی پھر زخم دلمین ٹیس پیدا
ارے صیّاد کیا تیری شکایت
نہ پایا چین ہمنے زندگی بھر
یقین ہے ایکدن ہوگی جدائی
نہ پایا خوبیٔ قسمت سے ساعز
گئی یہ کہکے میری جسم سے روح
جگر پر داغ کھائے سر جزو ہین
جگر دل کر دئے دونون ہی زخمی

نکل جائے نہ کچھ میری زبان سے
نکل جائیگی بلبل بوستان سے
اگر اکوئی جو تنکا آشیان سے
اذیت اوٹھ چکی مجھ ناتوان سے
سزا مجھکو ملی میری زبان سے
شکایت ہو زمین و آسمان سے
زمین لپٹی ہے اتنو آسمان سے
شناسائی تو تھی پیر مغان سے
سبکدوشی ہوئی بار گران سے
ڈرے جاتے تھے نام امتحان سے
ابھی تو تیر چھوٹا تھا کمان سے

شفیقؔ زار آجائے قیامت
نہ اوٹھنا تم بھی اوسکے آستان سے

ہین اپنے گھر پہ سنتا ہون باتین حضور کی
ساقی نے شب کو بزم مین لی تھین جماہیان
غشمین پڑا ہے سانس بھی لینا محال ہے
محفل مین شمع بجھ گئی اندھیرا ہو گیا
ساقی کو دیکھ دیکھکے میخوار غش ہوئی
سو نقص مین دکھاؤنگا ایجان ہے خیال
آنکھوں مین میری آپ سے اچھا نہین کوئی
آئنہ رکھکے سامنے تیور بدل بدل

آتی ہے شب کو کانمین آواز دور کی
میخوار کہہ رہے تھے کہانی سرور کی
حالت بہت بری ہے دل ناصبور کی
عالم سیاہ کر گئی تصویر نور کی
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرور کی
زاہد مجھے دکھائے تو تصویر حور کی
یون دیکھنے کو دیکھی تصویر حور کی
ایجاد ہو رہی ہین ادائین غرور کی

صدقے مین اونکے سیکڑون آزاد ہوگئے
مقبول ہو رہی ہین دعائین طیور کی

آنکھوں مین دم ہی عاشق شیدا تمام ہی
سب کہہ رہے ہین آپکی ضرورت حضور کی

دل میرا شاد شاد ہوا غم غلط ہوا
فرقت مین یاد آئین جو باتین حضور کی

ساقی کو دیکھ دیکھ کے میخوار غش ہوئے
تصویر مین کھنچی ہین ادائین سرور کی

پوچھو شفیق دل سے اوسیکی یہ ماجرا
جن دل تو لینے عمر کٹی ہی غیور کی

میری تسکین کو ملکر کسی پیمانے سے
بوے مے آج ہوا لائی ہی میخانے سے

خوف اسکا ہی کوئی قطرۂ مے گر نہ پڑے
دل لیتا ہے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نام ساقی کا ہوا حوصلہ اوسکا نکلا
لاش میکش کی اوٹھائی گئی میخانے سے

آگئی موت مجھے اب لئے جاتے ہین لوگ
زندگی مین نہ گیا مین تری کاشانے سے

اسکی آتی ہی صدا اور نہ اوسکی آواز
باتین کچھ راز کی ہین شمع سے پروانے سے

اپنے قدمونسے جھڑاتے نہین تیرے وحشی
خاک لپٹی ہوئی آتی ہی جو ویرانے سے

کیون دلا خیر ہی باتین یہ جگر سے کیسی
راز کہتے ہین نہ اپنوسے نہ بیگانے سے

گرکے پائے جو شکست اسکا عجب کیا ساقی
آنکھ میکش کی لگی رہتی ہی پیمانے سے

حسرتین کہتی ہین بس مرکے نکلنا ہوگا
موت لیجائیگی اس تنگ سیہ خانے سے

غیر کہتے ہین مجھے اسکا جنون بہتر ہے
ہو نہ سکے وہ بات تو کرلیتا ہی دیوانے سے

اے خدا ہوگئی کس کلمہ کی ولیر تاثیر
برہمن نکلا لرزتا ہوا میخانے سے

باغمین چلنے لگے تیر نگاہ میکش
مے ٹپکنے لگی انگور کے ہر دانے سے

دلکے سو ٹکڑے ہوئے جاتے ہین وقت زینت
زلف اسطرح لپٹتی ہی تری شانے سے

حال سنتا نہین معشوق کبھی عاشق کا
حسن کو کام نہین عشق کے افسانے سے

قول یہ قیس کا تھا عشق کی سندی ہین فقط
ہمکو کچھ کام نہ کعبہ سے نہ بتخانے سے

میرے پاس آکے گئے غیر سے کہتے ہین شفیق
آج تو خوب ہی باتین ہوئین دیوانے سے

ہو گیا مجبور مین آخر بت بے پیر سے
حیلہ سازی سیکھی ہی اوسنے مری تقدیر سے

تھی بہت الفت کمان ابرو تمھین تیر و خنجر سے
دل جگر زخمی ہوئے دونو تمھارے تیر سے

حضرت دل زلف کی پھندے مین بس بیٹھے رہو
کوئی بھی نکلا ہی اس الجھی ہوئی زنجیر سے

کہتا ہی دیوانہ یہ مجھسے نہ بڑھ جائے کہین
ناپتا ہی دشت اپنے پاؤنکی زنجیر سے

خار صحرا ہٹ کنارے بیٹھ اپنی خیر مانگ
کیون اولجھتا ہی ہماری پاؤنکی زنجیر سے

آسمان گردش مین آیا تھرتھراتی ہی زمین
زلزلہ اوٹھتا ہی میرے نالۂ شبگیر سے

اب مری جوش جنون کی حد نہین باقی رہی
میرا نقشہ بڑھ گیا ہی قیس کی تصویر سے

صید افگن ہی ترے اقبال سے آہی گئی کشش
لپٹا جاتا ہی ترا نخچیر بھی خنجر سے

کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے
دل جگر مین زخم ہین ابرو کمانکے تیر سے

صید افگن اب تڑپنے کا مزا جاتا رہا
ورد بھی زخمی ہوا ابتلا مین تمھارے تیر سے

اب دل سوزانکی گرمی حد سے زائد بڑھ گئی
تیر سینے سے جو کھینچا بھی تو آتشگیر سے

چارہ گر اس خارجی تدبیر سے ہوتا ہی کیا
دل مرا جلتا ہی ضبط آہ کی تاثیر سے

دیکھئے مجنون کو اتراتا ہی کیسا دشت مین
کچھ علاقہ مل گیا ہے عشق کی جاگیر سے

قتل تو مجھکو کیا اسکو نہ دھو بہر خدا
روح لپٹی ہی مری قاتل تری شمشیر سے

کیسا مین دیوانہ ہون خود مجھکو آتی ہی ہنسی
پھرون باتین کرتا ہون جب یار کی تصویر سے

اب کہان جوش جوانی پیر ہین ہم دوستو
کیون ملاتے ہو مری تصویر کو تصویر سے

کھینچتا ہی ایسی بیدردی سے کر نرمی ذرا
دل مرا لپٹا ہی او جلاد تیری تیر سے

جا ہو یا بیجا ہوا اوسمین ہی اثر اتنا ضرور
سب کے سب سننے لگے دیوانہ کی تقریر سے

خوش بیان خوش لہجہ خوش گفتار بھی او شفیق
دم بخود سب ہو گئے جاہل تری تقریر سے

لبوں کا بوسہ لے لیتا ہی بیباکانہ آتا ہی
تمھاری بزم میں دل کی طرح پیمانہ آتا ہی

لرزتا ہوں خیال لغزش مستانہ آتا ہی
چھلکتا ہی جو میرے ہاتھ میں پیمانہ آتا ہی

بٹھایا غیر کو ناواقف الفت نے محفل میں
وہ اٹھایا اونکو جنکو عشق کا افسانہ آتا ہی

اوتارا قبر میں مجھکو احبا یہ بھی واجب ہی
بلا لو اوسکو جسکو قصۂ جانانہ آتا ہی

ترے دیوانہ کی باتونپر آتی ہی ہنسی مجھکو
ہر اک سے پوچھتا ہی قصۂ جانانہ آتا ہی

لحد تک مرکے پہونچا ہی اب آگے ٹہرکی دیکھو گا
ارے غافل عدم آباد کا ویرانہ آتا ہی

یہ کہکر چھیڑتے ہیں اوس شمع رو کی دیکھلی صورت
خبر کچھ ہی قریب رخ ترے پروانہ آتا ہی

ہمارا دل بھی وہ ناعاقبت اندیش ہی ہیہات
یہ جب کمبخت آتا ہی تو بیتابانہ آتا ہی

سنا ہی نام زندان اوسنے صحرا میں غضب آیا
غبار اوٹھتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

شکستہ دل جو تیری بزم میں ہیں واہ ساقی
اونھیں کے سامنے ٹوٹا ہوا پیمانہ آتا ہی

تمھیں میں ڈھونڈھتا ہوں اوٹھکر ای حضرت واعظ
نظر جسوقت مجھکو دور سے میخانہ آتا ہی

ہماری عمر گذری ہی اسی خواب پریشاں میں
کبھی کعبہ کبھی ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

عجب انداز سے میری گلے پر رک کے چلتی ہی
تری تلوار کو بھی ناز معشوقانہ آتا ہی

بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت میں مجھے مارا
نہ اپنا کوئی آتا ہی نہ یاں بیگانہ آتا ہی

ہوا ہوں پیر ہاتھوں سے مگر دل تھام لیتا ہوں
جو انکا مجھے جب یاد کچھ افسانہ آتا ہی

روش گلشن میں ہر نقش کف پا کی یہ کہتی ہی
یہاں راتو نکو کوئی صورت مستانہ آتا ہی

چلا جاتا ہی تو منزل بمنزل واہ ری ہمت
مسافر اب نہ گھبرانا مسافر خانہ آتا ہی

تردد کی جگہ ہی کہہ رہی ہیں رند آپسمیں
کوئی ہی بات جو زاہد سوئے میخانہ آتا ہی

کسی نے خودکشی کرلی کوئی لاکھو نسے قربا ہی
مجھے ہر کام پورا ہمت مردانہ آتا ہی

شفیق اب اس غزل کو ختم کر دو کہتے ہیں محشر
کرو اب فکر اسکی جلسہ سالانہ آتا ہی

بت خدا ئیمن تری ہو گئے خواہان کتنے ۔۔۔ آج ہندو ہوے جاتے ہین مسلمان کتنے

منزل عشق مین کیون بیٹھ رہو ئین تھک کر ۔۔۔ طے کئے ہین انھین تلوونے بیابان کتنے

موت نے لوٹ لیا ہائے غضب کچھ نہ رہا ۔۔۔ جاتے ہین ملک عدم بے سر و سامان کتنے

ہین سگ یار بھی موجود ہما بھی موجود ۔۔۔ ہڈیو نپر مری بیٹھے ہین نگہبان کتنے

دیکھنے آئے تھے دربان سے خوش ہو کر کہا ۔۔۔ میرے دیوانے نے توڑے در زندان کتنے

دشت کو جاتا ہون پر دیکھ تو لے چارہ گر ۔۔۔ میرے تلوونمین رہے خار مغیلان کتنے

قیس کہتا تھا کہ کچھ اور بھی ہین دشت نورد ۔۔۔ اونکے بھی خار ونمین نظر آتے ہین دامان کتنے

ہنس کے وہ بولا کہ مرنیکی تمنا ہے اگر ۔۔۔ اتنی سی بات مین ہین آپ پریشان کتنے

کوئی بھی حد ہے ترے زور کی تھکتا ہی نہین ۔۔۔ تو نے اے دست جنون پھاڑے گریبان کتنے

تیغ ابرو نگہہ تیز غضب کی چتون ۔۔۔ اک مرے قتل کو موجود ہین سامان کتنے

ہے یہ الفت کی کشش چارہ گر و دیکھو تو ۔۔۔ ٹوٹ کر دلمین رہے ہین مرے پیکان کتنے

کہا بلبل نے کہ کچھ بس نہ چلا دیکھا کی ۔۔۔ مٹ گئے سامنے آنکھو نکے گلستان کتنے

کہا لیلی نے یہ مجنون سے کہین سن لینا ۔۔۔ کوچۂ عشق مین مرتے ہین پر ارمان کتنے

ہجر مین حسرت و ارمان بھی کام آگئے مرے ۔۔۔ دیکھئے بھلا انکو موجود ہین مہمان کتنے

میرا سر شوق سے تم کاٹ لو یہ بھی سمجھو ۔۔۔ بے تلوار کی لیتی ہے رگ جان کتنے

ید بیضا جسے سمجھے ہو بتا دو اتنا ۔۔۔ اوسمین ہین راز بھلا موسئی عمران کتنے

سنکے کہتا ہے مسیحا یہ نہین کم ہوتے ۔۔۔ مرتے جاتے ہین مریض شب ہجران کتنے

اتفاقاً جو کوئی وادی غربت مین گیا ۔۔۔ ملے آتے ہین پریشان سے پریشان کتنے

کیا شفیق جگر افگار کی ہے قسمت بھی
کرتے ہین آہ و بکا حسرت و ارمان کتنے

کہا صیاد نے مر کر غریبان قفس چھوٹے ۔۔۔ قفس بیکار ہین اب سب نگہبان قفس چھوٹے

چمن آباد ہونگے سب اسیران قفس چھوٹے
اسیرون نی کہا صیاد سے یہ میرے یار ہین
ارے صیاد تجھکو کیا کہین گے دیکھنے والے
رہا ہونیکے بعد آرام بلبل کو کہان آیا
رہا صیاد کرتا ہی مجھے تجھکو حیا آئی
تڑپتے تھے شبانہ روز ہر ہمت ہمن ہارکے
رہا ہو کر چلے چارون طرف سب چہچہے کرتے
کہا صیاد نے مجھسے تجھے ہے قید سے الفت
رہائی پر ہمارے دیکھنے والے یہ کہتے ہین
تڑپنے پر مجھے صیاد نے سب سے جدا رکھا
رہا وہ ہو گئے رالو نکو جنسے دل بہلتا تھا
تجھے شوق اسیری تھا ہوا خود قید لو آکر

یہ غل ہی بعد مدت کے پریشان قفس چھوٹے
قفس مین خاک اوڑیگی یہ اگر شان قفس چھوٹے
اگر بے آب و دانہ آج مہمان قفس چھوٹے
بہت افسوس ہی اسکا کہ یاران قفس چھوٹے
مین چھوٹا جب کہ میرے ساتھ یاران قفس چھوٹے
قفس کی تیلیان توڑین تو مردان قفس چھوٹے
خبر ہر سمت یہ ہو گئی کہ مرغان قفس چھوٹے
تری گر موت آجائے تو پھر جان قفس چھوٹے
ہوا کیا حادثہ دست و گریبان قفس چھوٹے
قیامت آگئی مجھسے رفیقان قفس چھوٹے
اکیلے رہ گئے ہم سب اسیران قفس چھوٹے
اگر کوئی اہل قفس چھوٹے نہ خواہان قفس چھوٹے

شفیق ایسی زمین مین شعر کہتے ہو نہ گھبرانا
گریبان قفس چھوٹے نہ دامان قفس چھوٹے

کیا فائدہ اے چارہ گر اس چارہ گری سے
آنکھون مین دم آیا مرا درد جگر سے
یون ہوتے ہین سب داغ جگر آہ سے تازی
قاصد در جانانہ سوا تیرا ہو پہنچنا
اغیار مین ہنس بول کے شب اونسے بسر کی
اے درد و غم و یاس بس اب چھوڑ دو مجھکو
نظارے کی ہو تاب کسیکو نہین ممکن

مرتا ہون مسیحا کی فقط بےخبری سے
حالت یہ ہوئی موت تری بےخبری سے
گل جیسے ہون شاداب نسیم سحری سے
یہ اوج ہوا مجھکو مری نامہ بری سے
ہم مفت مین تڑپا کئے درد جگر سے
الفت نہ کرو ملک عدم کی سفری سے
موسی کو غش آیا ہی تری جلوہ گری سے

ناصح مجھے سمجھاؤ نہیں جانتا ہوں میں | کیوں قیس کی عزت ہوئی آشفتہ سری سے
دیوانہ مرا نام ہے رسوائے جہاں ہوں | کیا فائدہ اے دست جنوں جامہ دری سے
دل سینے کے باہر ترا آنا نہیں اچھا | ہے گوشہ نشیں نام ترا پردہ دری سے
پھر منہ نہ دکھائے کبھی اپنا مہ کامل | گر سامنا ہو جائے کسی رشک پری سے

احباب شفیق آج یہ کہنے لگے ہنس کر
اچھا تجھے سمجھا ہے تری بے ہنری سے

کب ہیں ضبط آہ سوزاں سے دہن میں آبلے | دل میں سینے میں جگر میں تن بدن میں آبلے
آہ سوزاں کے دھوئیں سے میری یہ نقشہ ہوا | دیکھ لیجو پڑ گئے چرخ کہن میں آبلے
دل جلا ایسا ہوں شکوہ کرڈہیں لیتا ہوں جب | پھوٹ ہی جاتے ہیں میرے پیرہن میں آبلے
ایسا بیکس ہوں کہ بعد از مرگ مجھکو قبر میں | پھوٹ کر رویا کئے میرے کفن میں آبلے
ایک دم میں آئی اک دم میں گئی ملک عدم | ہمسے تو بہتر ہیں کچھ چال اور چلن میں آبلے
پاؤں میں چھالے تھے لاکھوں منزلوں یوں ہی چلا | جب میں پہونچا ہوں تو پھوٹے ہیں وطن میں آبلے
تیر ہے ایسی مئے الفت کہ جسکے پیتے ہی | اوسکی گرمی سے پڑے سارے دہن میں آبلے
پاؤں جسجا پر رکھا میں وہ سبزہ جل گیا | آگ اب بڑھ کر لگائیں گے چمن میں آبلے
وحشتوں کے پاؤں یوں جکڑے کہ چھالے پڑ گئے | پھوٹ کر آنسو چپکتے ہیں رسن میں آبلے
دشت غربت میں مجھے موت آئی یہ افسوس ہے | میرے باعث سے پڑے رنج و محن میں آبلے
ضبط ہو سکتا نہیں ہر دم ٹپکتے ہیں بہت | فرق لائینگے ہمارے بانکپن میں آبلے
تھک کے میں بیٹھا ہوں یوں منزل میں اوٹھنا ہے محال | اب خوشی سے پھولیں اپنی انجمن میں آبلے

ابتدا سے تو شفیق زار ہے آتش بیان
اس سبب سے ہیں ترے ہر موئے تن میں آبلے

یہ نفس کہنے لگا کس درجہ مشکل میں رہی | زندگی بھر ہم یوں ہی منزل ہی منزل میں رہے

کوستے مجھکو حسین یون اپنی محفل مین رہی
وہ نہ نکلے عمر بھر جو آرزو دل مین رہی

چارہ سازو نسے نہ اپنا درد دل کچھ بھی کہا
ہوش مرتے مرتے اتنے تیرے غافل مین رہی

وقت زینت جو کہا ہمنے وہ آرایش ہوئی
آئنہ کیطرح ہم اوسکے مقابل مین رہی

لیکے انگڑائی ترا دیوانہ یہ کہنے لگا
یہ بھی اک جھمک تھی جو ہم قید سلاسل مین رہی

اب بہت مشق تصور کے سبب آرام ہے
اپنی جا بیٹھے رہی پر اوسکی محفل مین رہی

بات ایسی کیجئے جو غیر کو ظاہر نہو
یا مرے دلمین رہی یا آپ کی دل مین رہی

گھر سے آئے تا لحد وانسے گئی سوئی عدم
بعد مرنیکے بھی ہم مشکل ہی مشکل مین رہی

حال مجنونکا سنا لیلے نے یہ روکر کہا
دھوپ مین صحرا نشین ہی کون محمل مین رہی

قتل گہہ مین آج پھر جلاد آئیگا ضرور
حکم آیا ہی ترقی رقص بسمل مین رہی

مانگتے ہی دل دیا میننے اوسے تعجیل سے
کم سے کم اتنا اثر تو دست سایل مین رہی

میرے مرنے سے بہت عبرت سبھونکو ہوگئی
اب کوئی جانباز آکر کوئی قاتل مین رہی

ہجر غم مین موت آئی دفن بھی ہونگی قریب
غمزدونکا نام بھی دامان ساحل مین رہی

آتش غم راز مخفی جسم ہو محبوب کا
دست موسی کیطرح وہ آبلہ دل مین رہی

ہی گناہونکا سبب پر یہ تعجب ہی شفیق
ایسا خالق اور کوئی آرزو دلمین رہی

خوب دنیا کا کارخانہ ہے
جیسے ہم ویسا ہی زمانہ ہے

وصل کی شب گذر گئی یون ہی
اونکا گیسو ہے اور شانہ ہے

دلکو تاکا جگر بھی چھید دیا
یہ بڑی مشق کا نشانہ ہے

کہا بلبل نے مین ہون گوشہ نشین
مین ہون اور میرا آشیانہ ہے

عمر بھر مجھکو اعتبار آیا
کیسا حیلہ ہی کیا بہانہ ہے

دلکو ارمان دیکھکر بولا
کیسا دلچسپ آستانہ ہے

میری میت پہ پاسبان بھی ہین
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان

کیسا سنسان قید خانہ ہے
میرے گریہ کا اک فسانہ ہے

اب قناعت سے عمر کاٹ شفیق
شرفا کا یہی زمانہ ہے

چلاہے وحشت سے ہورٹ ہی زبانپر قیدخانیکی
یہ دیوانہ ہے لیکن بات کہتا ہے ٹھکانیکی

خدا معلوم کس قیدی پہ کیسی حادثے گذری
بہت دن ہوگئے ہین بند راہین قیدخانیکی

شبانہ روز چلتا ہون قدم اکدم نہین رکتا
مری تقدیر مین ہین گردشین سارے زمانیکی

رہی صحرا مین ہم پابند ہوکر ایک جا بیٹھے
رہی پیش نظر تصویر ہر دم قیدخانیکی

ہوا محشر بپا مین اپنی جا سے اوٹھ نہین سکتا
ابھی تک یاد ہی تکلیف مجھکو قیدخانیکی

ابھی انگڑائی لی تونے تو ہی انصاف سے کہدے
کسی بیکس کو اے ظالم ادا یہ بھی دکھانیکی

خوشی مین رنج سے زائد تڑپنا بڑھتا جاتا ہی
خبر پائی ہے میرے دلنے جبسے اونکے آنیکی

خوشی سے موت آئی ہے قدم زندانمین رکھتے ہین
محبت وحشت سے لائی ہے مجھکو قیدخانیکی

مسیحا سے کہا چارہ گرون نے آپ کیون آئی
نہین ہے سانس اسمین اب ضرورت کیا دکھانیکی

اثر اتنا ہی اونمین جو کوئی دیکھے وہ عاشق ہو
بنی ہین صورتین اچھی خدا کے کارخانیکی

مجھے ہی تجربہ اسکا مقدر کی برائی سے
ہین اچھے کام مین بدنامیان سارے زمانیکی

پھرے ہین عمر بھر نیرنگیان عالم کی دیکھی ہین
ہماری آنکھ مین تصویر ہے سارے زمانیکی

خوشی ہو یا کہ غم ہو اونسکو اپنے کام سے مطلب
ہوا کو بھی ہمیشہ ہے یہی عادت خاک اوڑانیکی

شب وصلت بہت ہی مختصر کیونکر سے انکلین گے
بھری ہین دلمین میری حسرتین ساری زمانیکی

نظر جسوقت ڈالی دل جگر دونو گئے زخمی
یہ کیسی قاتلونکو مشق ہے ناوک لگانیکی

ہماری لاش پر ہین ہنسکی وہ غیرونسے کہتے ہین
وہ مرتا ہے جسے عادت ہو صدمہ اوٹھانیکی

وہ میری گھر مین آنیکو ہین اونسے غیر کہتی ہین
ابھی سے ہو رہی ہین تیاریان مہمانکے جانیکی

ہوا سے کبھی ہو طبل کر آنکھونسے اوڑھا دی گئی
اسیر لو کوئی آیا تو بلبل نے کہا اوس سے
پڑا تھا عاشق بیکس کا لاشہ اونکے کوچے مین
بھلا ایسے کی غصے کا سمجھنا سخت مشکل ہے
وہ میرے پاس سے اوٹھکر اکیلے جا کے سوتی ہین
وہان جاتی ہین چھپ چھپ کے کبھی اونکو دیکھنے
اودھر تاکید ظالم کی نہ آنسو ایک بھی نکلے

گریے کی ایک بھی تھی جو میرے آشیانیکی
بتاؤ خیریت پہلے ہمارے آشیانیکی
حسین آئی ہوئین تیاریان میت اوٹھانیکی
کوئی بھی بات ہو عادت نہین تیوری چڑھانیکی
اوٹھا ہون مین مگر ہمت نہین پڑتی جگانیکی
ہمین بھی پڑ گئی عادت تصور آزمانیکی
اودھر آنکھونکو عادت پڑ گئی دریا بہانیکی

شفیق اب چپ رہو تمنے مزاج اونکا بگاڑا ہے
تمھین عادت ہو سنے کی اونھین باتین سنانیکی

گھر سے اپنے نکلے جب قاتل گئے
جس جگہہ جا کر نہین آتا کوئی
آیا بیماری مین عیسیٰ کا خیال
اونکی دزدیدہ نظر اوٹھنے لگی
ونکی عادت سے کہین ٹھہرے نہین
دل خدنگ ناز نے چھیدے نہین
راہ فانی مین جو ہین رکھا قدم
دیکھ کے جلاد کی تیغ ادا
ای مسیحا آج ضبط آہ سے
دیکھنے والونکے ہوش اوڑنے لگے

مرنے والے راستے مین مل گئے
اوس ٹھکانے آپکے بسمل گئے
ضعف مین ہم سیکڑون منزل گئے
بے یقین پھر عاشقونکے دل گئے
تا در جانان یون ہی بسمل گئے
کیا خطا اوسکی نشانے ہل گئے
جانے والے خاک مین سب مل گئے
قتل گہہ سے سیکڑون گھایل گئے
دل جگر کے زخم سارے کھل گئے
جس ٹھکانے آپکے بسمل گئے

یہ تمھاری کیسی حالت ہے شفیق
آ کے سب احباب تمسے مل گئے

گر پڑے جب تھک کے ہمسے ناتوان دیکھا کئے
ہو گئی جب آڑ گرد کاروان دیکھا کئے

موت کے ہاتھوں سے ایسی بیکسی عالم مین ہے
نوجوان تڑپا کئے اور نوجوان دیکھا کئے

کوئی جاتا نہین یوہین کی زندگی ہمنے بسر
جا بجا غیرونکی تربت کے نشان دیکھا کئے

کچھ تعلق دلکو تھا ایسا خدنگ ناز سے
عمر بھر ہم اپنے سینے کے نشان دیکھا کئے

ہجر کی تکلیف کچھ دن اور سہنی تھی اونھین
مر گئے اچھے بھلے ہم نیم جان دیکھا کئے

ہجر مین جو حال تھا میرا وہ اوسنے پوچھے
مجھکو عبرت سے زمین و آسمان دیکھا کئے

کس دلیری سے کیا ہے کام اپنے قتل کا
سب تری ارمان دلکو نوجوان دیکھا کئے

خوف سے صیاد کے گلشن سے ہم باہر رہے
راتکو آ آکے اپنا آشیان دیکھا کئے

جو نڈر تھے وہ رہے گلشن مین کس آرام سے
ہم ٹھکانا ہی برائے آشیان دیکھا کئے

عشق کی صحرا مین ہر وحشی کا ہو نہین راہبر
قیس بھی میرے ہی قدمونکا نشان دیکھا کئے

دل ہوا گھایل جگر پر ہاتھ ہم رکھتی رہے
تیر کس جا پر پڑا اور ہم کہان دیکھا کئے

اونکی نظرونمین سماہین آسمانکے جور کیا
عمر بھر جو گردش چشم بتان دیکھا کئے

چارہ گر کہتے تھے اس سے نا امیدی ہو گئی
دیر تک وہ آج نبض ناتوان دیکھا کئے

بزم خوبان مین ہمین تو دیکھتا تھا بار بار
ہم بھی چھپ چھپ کی تجھے او بدگمان دیکھا کئے

کیا جوانی چیز تھی جسمین کہ تھی خوف و خطر
کام کرتے تھے وہی جسمین زیان دیکھا کئے

ساکن گور غریبان کچھ تمھین معلوم ہے
جو مٹی قبرین ہین ہم اونکے نشان دیکھا کئے

تیری وقت جان کنی کچھ ایسی حالت تھی شفیق
مہربان کا ذکر کیا نا مہربان دیکھا کئے

نہ آیا جسے چین وہ دل یہی ہے
جو اک عمر تڑپا وہ بسمل یہی ہے
اشارہ کیا اوسنے دلپہ کے بولا
مجھے جسنے مارا وہ قاتل یہی ہے
ابھی آئینہ مین جسے دیکھا تونے
اگر ہے تو تیرا مقابل یہی ہے

اذیت مین فرقت کی دل کہہ رہا ہی — نہ آسان کبھی ہو وہ مشکل یہی ہے
اوسیکو اوڑایا خدنگ نظر نے — مین کہتا رہا حسرتِ دل یہی ہے
اوسے چھیڑ تیکو بروزِ قیامت — کہونگا مین چپکے سی قاتل یہی ہے
تری تیغِ ابرو کی ہی برق بسمل — جو تا حشر تڑپے وہ گھایل یہی ہے
بہت بن کی چلتا ہی مقتل مین ظالم — ادا اوسکی کہتی ہی قاتل یہی ہے
جنازہ مرا دیکھکر بولے سب سی — مری تیغ ابرو کا گھایل یہی ہے

شفیق اتنی ہو شاعری مین بھی قوت
اوٹھین اونگلیان تجھپہ جاہل یہی ہے

ہجر کی شب ہی مختصر نہ ہوئی — لاکھ تڑپے مگر سحر نہ ہوئی
نہ ہے ہنسی پر بگاڑ قاتل سے — اتنی سی بات درگذر نہ ہوئی
کیا صفائی ہے تجھ مین تیر نظر — چھد گیا دل مجھے خبر نہ ہوئی
وہ جو آتے مریض بچ جاتا — ایسی تدبیر چارہ گر نہ ہوئی
ایسا نادار ہون مین فرقت مین — آہ بھی لایق اثر نہ ہوئی
نخل الفت بھی بے مراد رہا — کبھی شاخ اسکی بارور نہ ہوئی
نوکِ مژگان ہی بیچ سینے کے — خیر ہے یہ ادھر ادھر نہ ہوئی
در قاتل پہ مجھکو پہونچاتی — موت بھی میری راہبر نہ ہوئی
چارہ گر حیف ہین مر گیا بیمار — کوئی تجویز کارگر نہ ہوئی
دل جگر اسطرح ہوئی گھایل — ایک کی ایک کو خبر نہ ہوئی
شب وصلت کو طول ہو جاتا — کوئی ایسی کبھی سحر نہ ہوئی
عشق مین ایکدن مرے ہاتھون — تمکو راحت دل و جگر نہ ہوئی
شب وصلت لڑائیگے ہاتھون — اپنی تو خیر سے سحر نہ ہوئی

آئے بھی ہین تو بل ہین ابرو پر — ہمسے سیدھی کبھی نظر نہ ہوئی
مر گیا گھٹ کے آپکا وحشی — ایکدن قید مین بسر نہ ہوئی
قبر ایسی زمین پہ ہے میری — جو حسینون کی رہ گذر نہ ہوئی

مر کے آتنا شفیق صدمہ ہی
قبر اوسکی قریب در نہ ہوئی

ناراض سنکے وہ بت بے پیر ہو نہ جائے — اولٹی ہمارے نالونکی تاثیر ہو نہ جائے
بیمار ہو نہین وحشت مین اوٹھتا نہین قدم — یہ ضعف میرے پاؤنکی زنجیر ہو نہ جائے
خلوتمین مین ہون وہ ہین مگر یہ خیال ہے — دشمن مرا کہین فلک پیر ہو نہ جائے
کہتے ہین بیچارہ گرسے تڑپنے نہ دو اسے — اسکے جگر کے پار کہین تیر ہو نہ جائے
ممکن نہین کہ بات کرے بزم مین کوئی — جب تک کہ ختم یار کی تقریر ہو نہ جائے
لکھتا ہون واقعات مگر یہ خیال ہی — ظالم کا ایک ظلم بھی تحریر ہو نہ جائے
اسواسطے برا نہین کہتا نصیب کو — ناراض مجھسے کاتب تقدیر ہو نہ جائے
وحشت جنون سدا مرے دلکا خیال رکھ — ڈرتا ہون چاک یار کی تصویر ہو نہ جائے
مقتل مین مجھکو کھینچکے لئے جاتا ہی یہ شوق — جلدی چلو کہ قتل مین تاخیر ہو نہ جائے

دیوانہ ہے شفیق مگر یہ خیال ہے
اس بیخودی مین یار کی تقصیر ہو نہ جائے

خون ناحق کے اثر سے آتنا تو مدہوش ہے — کیا خیال آیا ہے ظالم جواب خاموش ہے
ہین کہین آنکھین نہین معلوم وہ بیہوش ہی — نا امیدی ہی کسیکا منتظر خاموش ہے
غمزدہ سب دیکھ لین تہذیب اسکا نام ہے — سبکیو نکورو تی ہی شبنم مگر خاموش ہے
کہتے ہین دیوانے مرجائین گو زندانین خبر — جائین صحرا مین کہ اون سبکو جنونکا جوش ہے
کہنا یہ قاصد جو وہ پوچھین مری وحشت کا حال — جسقدر غافل ہی تو اوتنا ہی وہ مدہوش ہے

ہاتھ مین زنجیر ہے پاؤنمین دوہری بیڑیان
خود بخود ہنستا ہے کیا دیوانگی کا جوش ہے

خوف کیا عصیان کا مجھکو تری رحمت ہے بزرگ
جانتا ہون کہ تو عالم کا پردہ پوش ہے

دوستو اوس سے شکایت ظلم کی کیا فائدہ
شرم سے میت پہ میری آپ وہ خاموش ہے

حشر تک مجھکو سلایا ہے بڑے آرام سے
اے لحد جا ان کی مجھکو ترا آغوش ہے

کونسا میخوار اوسکی بزم مین آج آگیا
رند سب محفل مین خوش ہین ذکر نوشانوش ہے

ہے یہ منشا بعد مرنیکے نہ دیکھے اور کو
اس سبب سے قبر مین عاشق ترا روپوش ہے

اوس سے جو کہتا ہون چپکے سے سنا کرتی ہے زلف
راز دار عشق ہے یہ بھی قریب گوش ہے

وقتِ گلگشتِ چمن دیکھین تماشائی ذرا
کسکا ہے دست حنائی اور ہمارا دوش ہے

میرے مرنیکی اوداسی نے کیا اتنا اثر
بزم سب سنسان ہے شمع سحر خاموش ہے

باغ عالم مین حسینونکی دورنگی خوب ہے
وضع مین سادہ کوئی کوئی مرصع پوش ہے

ہے کشش الفت کی گر اغیار دیکھینگے ضرور
پھر وہی ہم ہین وہی دلبر وہی آغوش ہے

آکے میت پر مری وہ ناز سے کہنے لگے
سانس بھی لیتا نہین اسدرجہ یہ بیہوش ہے

غیر سے کہنا کہ یہ بھی وقت آکر دیکھ لے
اب جنازہ ہے کسیکا اور کسیکا دوش ہے

ہے نبی اللہ ترا مرتبہ سمجھا شفیق
عرش اعلے پر گئی ایسی تری پاپوش ہے

شادی و غمسے جئین گے اور مرتے جائینگے
زندگی دن ہر صورت گذرتے جائین گے

نا امیدی دیکھے سب ارمان مرتے جائینگے
حادثے ایسے ہی آنکھونسے گذرتے جائینگے

وقت زینت اونسے کہتی ہے ادا سنبھلے رہو
عاشقونکے دلمین سب نقشے اوترتے جائینگے

زخم لتے ہون کہ ہمسا کوئی بھی زخمی نہو
حشر تک ہم آپ ہی کا نام کرتے جائینگے

سرگذشت عمر پوری حشر مین کہنا پڑی
دل اگر ٹھہرا تو ہم بھی یاد کرتے جائینگے

پوری مشتاقی ہمارے دلپہ کی ناوک فگن
نقص ہے اتنا لہو مین تیر بھرتے جائینگے

منتظر میخوار اوسکے بزم مین بیٹھے رہین
آ اوسکا ساقی سبھونکے جام بھرتے جاینگے

گر کے زینت پھر نہ اونکو رات بھر چھیڑین حضور
یہ اگر بگڑے تو پھر گیسو بکھرتے جاینگے

دیکھئے نا واقفان عشق کا ہے امتحان
تھا مگر دل سامنے قاتل کے ڈرتے جاینگے

آتش فرقت کی گر حدت بڑھی گی دلمین اور
آبلے پوشیدہ ہین جتنے ابھرتے جاینگے

اونکی خوبوٹ کی ہے بیکار کا غصہ مگر
تو لگاڑے جائیگا گیسو سنورتے جاینگے

ہین محافظ ساتھ لیکن ہمسے دیوانونکو کیا
جائینگے زندانمین ورنہ حشر کرتے جاینگے

قیس بھی فرہاد بھی صحرا مین دونون مل گئے
بہلے گا دل اپنے اپنے ذکر کرتے جائینگے

جسقدر تو فکر کرتا جائیگا اے چارہ گر
زخم جو سینے کے ہین دلمین اوترتے جائینگے

دیکھکر حالت تری احباب کہتے ہین شفیق
سنتے ہم آئے تھے اب افسوس کرتے جائینگے

بگڑے ہین وہ دل زخمی کی قضا آتی ہے
نالے ٹوٹے ہین کہ اف اف کی صدا آتی ہے

شعلہ رو عشق ہے تیرا یہ صدا آتی ہے
دلکے ہر زخم سے جب گرم ہوا آتی ہے

آپکی یہ بھی کرامت ہے کہ وقت زینت
ہاتھ باندھے ہوئے ایک ایک ادا آتی ہے

مرنے جینے کا نہین لطف رہا فرقت مین
نہ تو یار آتا ہے مجھ تک نہ قضا آتی ہے

یہ تشفی او نہین صحت کے لئے کافی ہے
سنکے کہتے ہین مریضو نسے دوا آتی ہے

طرفہ عاشق ہین کہ قبضے مین ہے ہستی و عدم
روز ہم جیتے ہین اور روز قضا آتی ہے

دن تو فرقت کا گذر جاتا ہے ہر صورت سے
رات آتی ہے کہ اک سر پہ بلا آتی ہے

قبر پامال مری کرتے ہین یہ کہکر
اسکی مٹی سے مجھے بوئے وفا آتی ہے

شغل مے چھوڑ دیا ہمنے زمانہ گذرا
اسپہ برسات مین بیکار گھٹا آتی ہے

نبض دیکھی نہ کبھی حال کسیکا پوچھا
اچھے جیسے ہین مریضو نسے حیا آتی ہے

رات وہ ہجر کے کاٹے سے نہین کٹتی ہے
جب مجھے یاد تری زلف رسا آتی ہے

ذکر کرتا ہی جہنم کا فقط اے واعظ
اور کچھ بات بھی ای مرد خدا آتی ہی

پاؤن اوس شوخ کے کہتے ہین کشش اتنی ہی
ہمسے ملنے کے لیئے زلف رسا آتی ہی

شب تاریک مین عشاقکا بچنا ہی محال
عشق گیسو مین عجب سر پہ بلا آتی ہی

اوسکی رحمت بھی بڑھی جوشمین بخشنے کے لئے
فرد عصیان کی مرے پیش خدا آتی ہی

بادہ کش کہتے ہین رحمت ہی خدا کی ہمپر
کیسی میخانے پہ گھر گھر کے گھٹا آتی ہی

سر مرا کاٹنا مشکل ہوا کہتا ہے شفیق
ہم تو سنتے تھے بہت تمکو جفا آتی ہی

جاتے ہین مست وان دل مضطر لئے ہوئی
اوس بزم مین چلے ہین یہ ساغر لئے ہوئے

پہلو قرار کا دل مضطر لئے ہوئے
آتا ہی کوئی ہاتھ مین خنجر لئے ہوئے

مقتل مین جسنے دیکھا وہ بے موت مرگیا
خنجر ہے اس ادا سے ستمگر لئے ہوئے

وہ میرا نام آپ ہی لکھتے تو خوب ہی
جاتا ہون اپنے قتل کا محضر لئے ہوئے

غیر وسنے کوئی یہ کہے اب آکے دیکھ لین
وہ ساتھ ہین مجھے سر محشر لئے ہوئے

اوٹھا ہے میرے پاس سی ہنستا ہوا ابھی
دل میرا اپنے ہاتھ مین دلبر لئے ہوئے

کوچے مین اوسکے مرنیکی امید ہو گئی
برسون ہوئی ہین مجھکو وہان گھر لئے ہوئے

مدت کے بعد اوٹھے ہین کوچے سے یار کے
بوسیدہ اپنا تھوڑا سا بستر لئے ہوئے

شاید ہم اب نہ آئینگے کوچین یار کے
غم تو یہ ہے کہ جاتے ہین بستر لئے ہوئے

فرقت مین اپنی جانسے ہم ہاتھ دھو چکے
وہ خواب مین بھی آئے تو خنجر لئے ہوئے

باقی رہو نشان یہ منظور ہے اونھین
آئے ہین میری قبر کا پتھر لئے ہوئے

سبکو دکھانے جاتے ہین شمشیر خونچکان
آتے ہین قتل گہ سے کئی سر لئے ہوئے

دیوانیکا یہ حال ہو ونکا شمار ہے
فصاد چپکے بیٹھے ہین نشتر لئے ہوئے

کوئی اسیر مرگیا جاتا ہی سوئے باغ
صیاد اپنے ہاتھ مین کچھ پر لئے ہوئے

دربان نے اوٹھایا ہے کوچے سے یار کی
جاتے ہین اپنے دوغیبہ بستر لئے ہوئے

ہے میکشی حسینوں مین جاتے ہین سوئے باغ
سب اپنے اپنے ہاتھ مین ساغر لئے ہوئے

کہتے ہین اس مہینے مین کتنے ہوئے ہین قتل
اغیار پاس بیٹھے ہین دفتر لئے ہوئے

لاغر جو مجھکو دیکھا تو کہتے ہین وہ شفیق
یہ بوجھ اپنے سر کا ہے کیونکر لئے ہوئے

گر دل بیتاب تجھپر تیرے چلتے جائینگے
رفتہ رفتہ سب یون ہی ارمان نکلتے جائینگے

کہنا اے قاصد مسیحا سے کہ اتنا سوچئے
ہونگے وہ اچھے کہ جنکے دل بہلتے جائینگے

جس جگہہ جاتا ہی ہمکو مرکے پہونچینگے وہان
پر زمانے کی طرح کروٹ بدلتے جائینگے

دل ہوا گھایل مگر اس بانکا صدمہ بھی ہی
آتش فرقت سے تیرے تیر جلتے جائینگے

کہتا ہے اپنے مریضوں سے مسیحا آن کر
تم تو اچھے ہوگئے وہ بھی سنبھلتے جائینگے

ہو تماشا ہی کہ عاشق اونکو اس سے کام کیا
دل لیں گے جس سے ایسی راہ چلتے جائینگے

ظلم سے صیاد سب یہ قید مین مر جائینگے
گر اسیران قفس کے دل بہلتے جائینگے

وہ ابھی نام خدا کمسن ہین کیا بچپن ہین
بات کرنے مین بھی وہ مجھسے ٹہلتے جائینگے

درد دل کہتا ہی مجھسے اونکو آنے دیجئے
آئینگے ہنستے کف افسوس ملتے جائینگے

ہر در و دیوار پہ زندان کے ہے تصویر یار
ایسی صورت ہی تو دیوانے بہلتے جائینگے

بزم عالم کی یہی حالت رہیگی حشر تک
شمعین جلتی جائینگی پروانے جلتے جائینگے

دیکھکر حالت زمانے مین عزیزون کی شفیق
جو بہت بیہوش ہین وہ بھی سنبھلتے جائینگے

یہ سنکے مرنیکا اب اضطراب رہتا ہی
کہین جہان مین کسیکا شباب رہتا ہے

کبھی جو صورت تصویر وہ کھنچے مجھسے
یہ سچ ہی پھر مرا نقشا خراب رہتا ہے

کبھی یہ زلفین اوسکی کبھی یہ فکر مین ہی
کہان کہان دل خانہ خراب رہتا ہے

مین ایکدن بھی نہ دیکھون جو ناصح اوسکو
خدنگ ناز کی بے التفاتیو نسے حضور
یہ کیسا غیرون نے ساقی کو آکے گھیر لیا
حسین نہ حسن دروزہ پر اتنا اترائین
سنا ہی مر کے لحد مین حیات ملتی ہے

دل و جگر کو بہت اضطراب رہتا ہے
ہمیشہ آبلۂ دل پر آب رہتا ہے
وہ شیشین کے دور مین جام شراب بہتا ہے
سمجھ تو لین کہ بہت کم شباب بہتا ہے
اکہ جتنی دیر سوال و جواب رہتا ہے

شفیق شاعری کو اپنی مغتنم سمجھو
کہ زندگی کا بہت کچھ عذاب رہتا ہے

ٹھوکرین کھاتا ہی عادی کوچۂ دلبر کا ہی
راستہ مشکل سنا ہی عشق کی منزل کا ہی
سرخ ہی ایسا کہ شہرہ ناوک قاتل کا ہی
زخم سب بہتے ہین کچھ ایسا تسلسل دل کا ہی
بحر غم مین پھنس گیا ہون کس سے پوچھون کونسی
زخم کھا کر ہر طرف پھرتا ہی اتراتا ہوا
شرم سے گردن جھکائے ہاتھ پھیلائی ہوئے
زلزلہ عالم مین آ گیا رہی اپنا خیال
جان دینا مجھکو آسان قتل کرنا اونکو سہل
ہمتو صورت بھی نہ دیکھین وہ رہی اونکی قریب
قتل گہہ مین تو ذرا چلا و جا کر دیکھ تو
دو ٹھکانے ہین حسینو نکا جہان مجمع رہا
وہ مقابل ہین تو کیا پھرتا ہی گھبرایا ہوا
آپ جس جا پر کھڑی ہین وانسی ہٹ جائین حضور

ہو گیا غارت سبھی افسوس اپنے دل کا ہی
آسرا اللہ کا یا کچھ سہارا دل کا ہی
مجھکو بھی الفت ہی انسین خون میری دل کا ہی
ساری عالم کی زمین پر خون تیری بسمل کا ہی
راستہ سیدھا کہا اسنے دامن ساحل کا ہی
تیری بد نامی ہی گر نقشہ یہی گھایل کا ہی
مانگتا ہی دل کہ کیا نقشہ تری سایل کا ہی
اب تڑپنے کا ارادہ آپکے بسمل کا ہی
جیسا دل میرا ہی ویسا دل تری قاتل کا ہی
سچ تو یہ ہی کیا مقدر پر وہ محمل کا ہی
جان خود دیدی ارادہ یہ تری گھایل کا ہی
دل ہمارا یا مرقع آپکی محفل کا ہی
آج تو کچھ اور ہی نقشہ مہ کامل کا ہی
وہ تڑپنے کا ٹھکانا آپکے بسمل کا ہی

وحشیونکی قید مین بھی خوب دلچسپی رہی — ہر در و دیوار پر نقشہ تری محفل کا ہی
اوسکے عہد حسن مین عالم ہی مشتاق اجل — جس کسیکو دیکھئے گھایل مری قاتل کا ہی
دست و پا گلنار قاتل کے ہین مجھکو عید ہی — کچھ تو ہی رنگ حنا کچھ خون میری دل کا ہی
دیکھ لینا حضرت موسیٰ ہزارون راز ہین — وہ ید بیضا نہین چھالا ہماری دل کا ہی
رات کو عشاق سوئے ہین کفن پہنے ہوئے — صبح ہوتے ہی ارادہ عشق کی منزل کا ہی

مینے نامہ اوسکو بھیجا ہنسکی وہ بولا شفیق
پڑھ نہین سکتا کوئی یہ خط کسی جاہل کا ہی

آنکھ سے آنکھ ملا دیجے یہ غیرت کیا ہی — چھینئے دلکو مرے چشم مروت کیا ہی
کبھی غصے سے کبھی ہنسکی مرا دل چھینا — الغرض ایسے ستم ایجادونکی عادت کیا ہی
مرگیا غیر کوئی روتے ہو اوسکی غم مین — آئینہ لیکے ذرا دیکھو تو صورت کیا ہی
اوسکی تصویر خیالی ہی مرے پیش نظر — وصل کی رات ہی میری شب فرقت کیا ہی
اپنے جو مرتا ہی یہ اوسکو سمجھتے ہین برا — کیسے منصف ہین حسین انکی عدالت کیا ہی
کبھی چھینا کبھی پھیرا کبھی پامال کیا — وہ تجھے دل مرا بیکار کی حجت کیا ہی
مجھسے جب پہلے پہل آنکھ لڑی تھی تمسے — اوسی انداز سے پوچھو مری حسرت کیا ہی

یہ کوئی بھی نہین سمجھو کہ شفیق اچھا ہی
شان معبود ہی سب میری حقیقت کیا ہی

اون کیلئے غش مین ہو مہ تابان ابھی ابھی — دکھلاؤن گر داغ دل سوزان ابھی ابھی
قاتل ہی اپنے دل کی تمنا اگر کہون — ہوگا تو میری جان کا خواہان ابھی ابھی
خلوت مین ایسی بات کہونگا مین شوخ سے — ہوگا وہ اپنی دلمین پشیمان ابھی ابھی
وہ بت جو اپنی رخ سے اولٹ دیگا کہین نقاب — آئین گے در پہ گبر و مسلمان ابھی ابھی
سفاک سنکے کہتا ہی زینت اگر کرون — ہوجاے تیرے قتل کا سامان ابھی ابھی

ناصح نہ پوچھ ہوش مین آئے تو دی مجھے
دیکھا ہی مینے خواب پریشان ابھی ابھی

قاتل سی اپنے دلکی تمنا اگر کہون
ہوگا وہ میری جانکا خواہان ابھی ابھی

کہتا ہے کوئی وقت دعا میرے کان مین
ہوتی ہین مشکلین تری آسان ابھی ابھی

دست جنون کی خوف سی لپٹا ہے یون گلے
قاتل بنا ہے میرا گریبان ابھی ابھی

منیر تو کیسے ہی ہے چھیڑا انہین ہاتھ شفیق اور
کیون ہوگئی وہ زلف پریشان ابھی ابھی

عوز کی کیا فکر حنا لی جائیگی
ساتھ تصویر حنا لی جائیگی

آئے ہین جانباز سب در پر ترے
تیغ اب کسدن سنبھالی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین
بات پھر کوئی نکالی جائیگی

بوسہ ہر دشنام پر گر ہم بھی لین
جب تمہارے منہ سی گالی جائیگی

تجھمین سے بھی اے زمین کوے یار
قبر کی تھوڑی سی جا لی جائیگی

کہتا ہے اوسنے مرا شوق وصال
کب تمہاری عذر والی جائیگی

ہجر کی شب کہتا ہی گھٹ گھٹ کی دل
کسطرح یہ رات کالی جائیگی

چھوٹے گر سونے سے مسی کی دھڑی
پھر ابھی اوٹھکر جما لی جائیگی

خون تیرے پاؤنسے گر چھوٹے نہین
جب دلونکی پائمالی جائیگی

ناامیدی سی مجھے موت آئیگی
گر نگاہ لطف خالی جائیگی

ظلم کی فہرست رہنے دیجیے
آپ سے روز جزا لی جائیگی

تم اوٹھے بیمار غم کے پاس سے
اوسکے چہرے کی بحالی جائیگی

امتحان لینے مرا پھر آئے ہین
پھر کوئی حسرت نکالی جائیگی

یاد رکھ جس دن قیامت آئیگی
تیرے چلنے کی ادا لی جائیگی

گل کا بوسہ لے رہی ہے بے ادب
باغ سے بلبل نکالی جائیگی

کہتے ہین میخوار مفلس ہائے ہائے — یہ گھٹا تو یون ہی خالی جائیگی
دیدۂ گل کو خوف سے صیاد کے — چھپ کے بلبل ڈالی ڈالی جائیگی
نزع مین وہ آئے مشکل ہے مجھے — کس طرح سے موت ٹالی جائیگی
کہتے ہین میخوار سر کو پھوڑ کر — کب الٰہی خشک سالی جائیگی
اپنا دل ہم آج دیکھین گے ضرور — سینے سے برچھی نکالی جائیگی

جا کے خلوت مین سنبھلنا اے شفیق
تیرے دل کی آج تھالی جائیگی

لیجائین خواستگار دل بیقرار کے — تیار کیمیا کرین پارے کو مار کے
دیوانگان زلف دن آئے بہار کے — زنجیر دی رہی ہے صدائین پکار کے
جلیے جلی ہو آپکے شیدا کی قبر پر — آنسو کبھی تھمے نہین شمع مزار کے
روشن جو اپنے دست حنائی سے وہ کرین — آنسو بھی سرخ ہون مری شمع مزار کے
ہمنے لحد مین آکے بڑی سختیان سہین — کچھ آسمان سے کم نہین تختے مزار کے
یہ قبر مین لٹا کے حسد مجھسے دوستو — روزن بھی بند کرتے ہو میرے مزار کے
برچھی ہوا تھا سرمے کا دنبالہ قلب کو — دیوانہ کر دیا ہے مجھے گیسو سنوار کے
کہتا ہے تخلیہ مین کسی سے جو حال دل — احباب ہٹ گئے ہین لحد مین اوتار کے

کیونکر نہ شاعری تری مقبول ہو شفیق
سکے جہان مین چلتے ہین میری دیار کے

بگڑ بگڑ کے بت شرمسار کہتا ہے — تو مجھسے وصل کو کیون بار بار کہتا ہے
کبھی خزان تو کبھی وہ بہار کہتا ہے — دورنگیان چمن روزگار کہتا ہے
پلائے جا مجھے ساقی تو پوچھتا کیا ہے — زبان سے بس بھی کبھی بادہ خوار کہتا ہے
گیا ہے شیخ بھی بھٹی پہ فصل ابر شمین — پیو لگا مین بھی نئے خوشگوار کہتا ہے

گئے ہین شیخ بھی بھٹی پہ اونکی شامت ہی
پیو پیو یہ ہر اک بادہ خوار کہتا ہے

بسر کی کون سی صورت وہ ہر زبان ہی تو
مین ایک کہتا ہون تو دس ہزار کہتا ہے

خدا نے چاہا تو اوس جا پہ جا کے دم لینگے
جہان ہمارا دل بیقرار کہتا ہے

عجیب نخل تمنا ہی ان حسینون کا
خزان کا دور بھی فصل بہار کہتا ہے

صبا کا جھونکا نہین ہی خزان سمجھ جا تو
گلو لینے آکے پیام بہار کہتا ہے

مجھے تو سمجھا ہے کیا واعظا بتا تو سہی
ہر اک بات کو تو بار بار کہتا ہے

لحد غریب کی ہے آکے فاتحہ پڑھ لو
سبھو لینے میرا یہ سنگ مزار کہتا ہے

نہ یار ہجر مین آئے تو موت آجائے
یہ ہی شفیق دل بیقرار کہتا ہے

پیش نظر ہے سیر ہر اک جلوہ گاہ کی
کچھ حد نہین جہان مین ہماری نگاہ کی

صیاد نے اسیرونکی حالت تباہ کی
اوسکی زبان کاٹ لی جس جس نے آہ کی

سنکر صدا بتون نے بھی حالت تباہ کی
کس ناتوان نے ایسی زبردست آہ کی

سنوٹ سی بات کرتا ہی پہچانتا ہون مین
جیتون ہی اور ہوتی ہی بدلی نگاہ کی

لے لیکے نام یار کا دیوانہ مین ہوا
ذکر وفا نے کیا مری حالت تباہ کی

عصیان تمام ساتھ گئے بعد مرگ بھی
بے شبہ کوئی حد نہین اپنے گناہ کی

کانون پہ ہاتھ سینے رکھے کہکے الحذر
پرسش ہوئی جو حشر مین میرے گناہ کی

مردہ ہوا جو دل تو جگر روکے کہتا ہی
میت اوٹھی گی ساتھ تری خیر خواہ کی

کوچے مین اوسکے انکھون پہ رد سیے پڑ گئے
اوڑ اوڑ کے میرے منہ پہ پڑی گرد راہ کی

کہدونگا اوس سے حشر مین سینے ہی تیرا نام
حالت خراب ہو گئی میرے گواہ کی

کوچے مین اوسکی جا نہ سکے گھر نہ آسکے
سنتے تھے آج دیکھ لی افتاد راہ کی

خط دیکے اوسکی بزم مین کچھ نکتہ چین بھی
قاصد خبر بھی لے سفید و سیاہ کی

ہر سمت ہر مقام پہ آتا ہے تو نظر
کی ہمنے سیر خوب تری جلوہ گاہ کی

اوڑتی ہے تیری خاک بگولونمین اے شفیق
کمبخت تونے مرکے بھی حالت تباہ کی

زندگی بھر مبتلائے غم رہی
کیا وہ دنیا تھی کہ جسمین ہم رہی

جسکے باعث سے ہزارون غم رہی
اوسکو سینے مین چھپائے ہم رہی

جو کسی کے وقت پہ مین کام آئین
آدمی ایسے جہان مین کم رہی

گیا وہ قصہ تھا نہ ابتک طی ہوا
مجھسے ویسے مشورے باہم رہی

مین گیا جب غیر نے کی ایسی بات
کچھ مزاج یار بھی برہم رہی

ہے یقین اوسکو بھی رحم آجائیگا
گر انھین قدمونپہ گردن خم رہی

ہم فقیرونکو جھکایا ساقیا
میکدے کی خیر تیرا دم رہی

ابتدائے درد مین دیکھین اونھین
پھر نہین معلوم کیا عالم رہی

موت فرقت مین بھی تو آتی نہین
کس ٹھکانے پاؤن تیری جم رہی

مرگیا دل ناصحا اتنا سمجھ
کچھ دنون تو آنکھ میری نم رہی

بزم غوبا مین مری گر موت آئے
پھر حسینونمین مرا ماتم رہی

میرے سوم مین وہ آکر کہہ گئے
کم سے کم چالیس دن ماتم رہی

ہے یقین سینے مین شق ہو جائیگا
ایکدم مین کسکا کسکا غم رہی

وقت زینت نام یوسف سن لیا
آئنہ دیکھا کئے برہم رہی

دل یہ کہتا ہے کہ تو مرجائیگا
ایک لحظہ بھی اگر ہم تھم رہی

ہے یقین تیری لحد پر اے شفیق
دھوپ دینگے داغکو شبنم رہی

ہمیشہ سے میری یہی چشم نم ہے
جو اپنا نہین غم تو غیرونکا غم ہے

مرا ابتدا ہی سے ہونٹون پر دم ہے
سمجھکر یہی اوس جگہہ مین مٹا ہون
طبیبون نے آکر لیا نام او نکا
اگر وہ نہ آئے تو مین جان دونگا
بیان اوٹھکے کر خواب جو تونے دیکھا
اطبا بے مجھے دیکھکر کہہ رہے ہین

چمک ہو رہی ہے ابھی درد کم ہے
وہ پھر آئیگا جسکا نقش قدم ہے
نہ اب درد دل ہے نہ اب رنج وغم ہے
کسی کی زبان ہے کسی کی قسم ہے
ارے سونے والے بہت رات کم ہے
بچیگا یہ کیونکر محبت کا غم ہے

پریشان جو دیکھا تو بولے وہ ہنسکر
شفیق اب تجھے کسکا رنج والم ہے

کیا خوب عدل اوسکے خدنگ نظر مین ہے
مینے سنا کہ غیر گئے اوسکے در پہ آج
مین ڈر رہا ہون غیر کو اسکی خبر نہو
قاتل کی ان اداؤن نے بیچین کر دیا
اک عمر گذری اک سی ہوا دوسرا اجل
پہلو سے میرے لپٹا ہے دل کہکے الامان
مرقد کا بھی نشان نہین وہ خاک اوڑ گئی
واعظ کو سنکے کہنے لگے رند ہٹ چلو
صحبت مین اونکی غیر نظر آئے چار سو
زندان مین سر کو پھوڑ کے دیوانہ مر گیا
مجھسے بلائین سب یہ شب ہجر کہتی ہین
بلبل سے گل یہ کہنے لگے بوستان سے ہا
مرنے سے تیرے دوست یہ کہتے ہین اے شفیق

جتنا کہ زخم دلمین ہے اوتنا جگر مین ہے
یہ سچ ہوا تو موت مری اس خبر مین ہے
یہ راز جو حضور کی سیدھی نظر مین ہے
قبضہ پہ ہاتھ اور سر دہی کمر مین ہے
اللہ اتنا فاصلہ قلب و جگر مین ہے
سنتا تا کیسا ہجر کی شام و سحر مین ہے
پتھر فقط پڑا ہوا اک رہ گذر مین ہے
تقریر سب بھری ہوئی اسکی اثر مین ہے
کس سے کہین کہ درد ہمارے جگر مین ہے
خون جا بجا بھرا ہوا دیوار و در مین ہے
بس تیر اخانہ بھی اسی رات بھر مین ہے
وحشت بھری ہوئی تری ایک ایک پر مین ہے
دنیا اوداس ہو گئی گو لاش گھر مین ہے

دیکھے وہو کا عمر فانی جائیگی — پیری آئیگی جوانی جائیگی

پیر ہین لکنت زبان کرنے لگی — اب ہماری خوش بیانی جائیگی

داغ دل سے وہم آتا ہے مجھے — قبر تک جسکی نشانی جائیگی

وصل کی شب مین اونھین گر نیند آئی — رائگان میری کہانی جائیگی

گم شدہ دلکا پتہ مل جائیگا — کچھ دنون تک خاک چھانی جائیگی

ہم صلاح خیر تو دیتے تمھین — کیون ہماری بات مانی جائیگی

زخم دل رہنے دو اے چارہ گرو — قبر تک اوسکی نشانی جائیگی

دل ضعیفی مین بھی کوئی چوٹ کھا — جب تری عادت پرانی جائیگی

وہ خدنگ ناز آیا موت ہٹ — ساتھ میرے تو بھی مانی جائیگی

کاٹ لی صیاد تونے گر زبان — بلبلونکی نغمہ خوانی جائیگی

پھر چمن مین آگئی فصل خزان — سبزہ کو پوشاک دھانی جائیگی

مثل موسی غش تمھین آجائے گر — جب تمھاری لن ترانی جائیگی

آمد پیری سنے گی جس گھڑی — پیشوائی کو جوانی جائیگی

پھر بلایا مجھکو بزم غیر مین — بات کوئی دلمین ٹھانی جائیگی

سوچ تو ادبار جدن آگیا — مہربان کی مہربانی جائیگی

کہتے ہین شوق شہادت ہی جنھین — سر کٹے گا سرگرانی جائیگی

وہ کے کہتے ہین اگر مین آگیا — مفت مین میری جوانی جائیگی

ہم عدم پہونچین گے اوٹھتے بیٹھتے — ساتھ اپنے ناتوانی جائیگی

سنتا ہون کہ سخت جان کی قتل کو — آج تیغ اصفہانی جائیگی

آگئے گر غیر کے کہنے مین تم — سب ہماری جانفشانی جائیگی

مثل مجنون کون ہے صحرا نورد — کس سے یون خاک چھانی جائیگی

ہائے کہتے ہین صورت کو میری دیکھکر
کب ہلائے ناگہانی جائیگی

چھپ گئے اوس سے اودکے در برہم گئے
پاسبانکی پاسبانی جائیگی

مرگئے فرقت مین تم گرائے شفیق
اوسکے درکی پاسبانی جائیگی

جناب شیخ جو پینے کی جستجو کرتے
طلب ہر اک سے خم و ساغر و سبو کرتے

ہم اونسے ملنے کی فرقتمین آرزو کرتے
امید جینے کی ہوتی تو جستجو کرتے

جو جانتے وہ مسیحا جلائیگا ہم کو
عوض مین جینے کے مرنیکی آرزو کرتے

فلک پہ جاتے جو رفعت پسند سودائی
وہان بھی خاک اوڑانیکی جستجو کرتے

تمھارے در پہ ہم آئے ہین حسرت سالیا
جواب ملتا تو کچھ اور جستجو کرتے

جو وقت نزع کوئی اپنے سامنے ہوتا
نگاہ یاس نہ ہر بار چار سو کرتے

وہ ہمسے پھر نہ بگڑتا کبھی جو مل جاتا
ہم آپ اپنے مقدر سے گفتگو کرتے

جنون کی حد سے گذرتا جو تیرا سودائی
جناب قیس بہت اوسکی آبرو کرتے

ابھی تو تابکمر ہین جو حد سے بڑھ جاتے
قیامت آپکے گیسوئے مشکبو کرتے

جو دیکھ پاتے کہین اور تیرا نقش قدم
تلاش پھر تری دیوانے کو بکو کرتے

جو جانتے کہ تکدر ہے تیری جانب سے
ہم اپنے پیرہن دلکی شست و شو کرتے

کہین تو کوچۂ زلف رسا مین ملجاتا
جو دل کی آپکے دیوانے جستجو کرتے

تم اونکی بزم سے گر ساتھ میرے اوٹھ آتے
مین دیکھتا کہ وہان میرا کیا عدو کرتے

نقاب اونکی جو ملجاتی پٹیونکے لئے
بگڑتے زخم تو پیدا گلون کی بو کرتے

تمھارے ساتھ وہ آتا ہماری محفل مین
بتائین کیا تمھین کیا خاطر عدو کرتے

حضور کے در دولت پہ ہوگئی گلکاری
مین خوش تھا صرف اگر یون مرا لہو کرتے

یہ بخیہ گر نے کہا دیکھتے ہی دل میرا
جو ہوتی کچھ بھی جگہ اسمین ہم رفو کرتے

یقین ہی کہ اثر اونمین کچھ تو ہو جاتا | جو عشق آہ مری طرح خوش گلو کرتے

شفیق پھر تو نہ کرتے نصیحتین ناصح
جو اونکے دلبر کوئی دار جنگجو کرتے

عزیز چھوٹے دیار چھوٹا نکالا گھر سی عتاب کرکے | بھلا ہو الفت کا جسنے مجھکو مٹایا خانہ خراب کرکے
ہوا شہادت کا مین جو سائل کیا ہی لاکھون مین جسکی گھایل | بھلا جہا مین ہو تیرا قاتل لیا مجھے انتخاب کرکے
بتونکی محفل مین شیخ آئین پھر اپنا فتوی ہمین سنائین | مزہ محبت کا خود بھی پائین کسی سے الفت جناب کرکے
علم کو دنیا سے جانیوالے عزیز اقارب سی چھٹنیوالے | برا اثر ڈالا مرنیوالے ہماری آنکھین پر آب کرکے
کوئی جو ملنے کو دوست آئے یا غضب کا فقرہ زبان پہ لایا | خود آپ رویا مجھے رلایا گذشتہ ذکر شباب کرکے
ذرا ٹھہر تو بھی قلب مضطر کہ کھلنے کو ہے یہ راز دلبر | مین حال اپنا بروز محشر بتا رہا ہون حساب کرکے
کسی کی فرقت مین یون تڑپنا ہماری سینی سی یون نکلنا | نہ مانا دلنے کسیکا کہنا برا کیا اضطراب کرکے
لپٹ اپنی الفت جتانی والی تمہین تو ہو مجھپہ مرنیوالے | کہا یہ کیا تونے کہنے والی دہن کو زیر نقاب کرکے
ہمین ملین دو زخمین جلنی والے سزا محبت کی پانیوالے | جنا ہمین جانتے ہین جانے والی ہمیشہ کار ثواب کرکے
برا سمجھتا ہی وہ کرم کو کہین بھی دیکھا ہی اس ستم کو | اوٹھایا صحبت سے اونسے ہمکو ہماری اوپر عتاب کرکے
کچھ اونسے دیکھا تھا شبکو ایسا سحر کو اوٹھا تھا چاند بنتا | ابھی ابھی تو کسیکا شیدا ہوا ہے چپ فکر خواب کرکے
کسی کی دلپر کرینگا قابو یہ ہے مگر ٹیڑھا ایک پہلو | جو ہمسے پوچھو تو اونکا گیسو سنور گیا پیچ و تاب کرکے
ہمین جلاتا ہی جو تمہاری کبھی تو غیرت ہے بھی تمہاری | یہ ساتھ غیرونکے بادہ خواری ہماری دلکو کباب کرکے
کسیکو شیرین بنایا تونے کسیکو لیلے بنایا تونے | فلک بنایا تو مٹایا تونے کسے کسے انتخاب کرکے
جہان مین جسکی بھی خوب عزت اوسیکو دینا ہی آج ذلت | فلک تجھی تو ہوئی مسرت جہان مین یہ انقلاب کرکے

نہ کچھ بھی سمجھو اوٹھائی دولت یہ سب جو اونکی تھی کرامت
غضب ہے تمنے مٹائی عزت شفیق شغل شراب کرکے

ہماری درد کے اوسوقت وہ بھی از دان ہوتی | جو اونکے حال بھی ایسے نصیب دشمنان ہوتی

ہماری جان جاتی ساتھ والے بیجان ہوتی
ابھی کمسن ہین وہ نام خدا سے گر جوان ہوتی
ترے جو دلمین آیا بے تکلف سکو کہتی ہے
وہ کیا جانے کہ ہمسے یار سے کیا عہد و پیمان ہین
وہ کہتے ہین کہ زخم دلکے سب جھوٹی بہانے ہین
بہت تھکتیلین سمجھ کہتا جفا جو کیا حیا آئی
ہمارے حوصلے دلکے نہ تھکنے دیتی صحرا مین
بہت صحرا مین ڈھونڈا کچھ پتا اوسکا نہین پایا
یہ اچھا ہی کہ سب چھوٹے ہوا کچھ راز بھی مخفی
شکایت کیا کسی کی ہو جو اپنی موت آجاتی
احبانے ہین غسل و کفن مین ایسا اولجھایا
عدم کے جانے والو کیا کہین ہم ضعف کی حالت
سبب قلت کا یہ ہی مانگنے کی خو رہی باقی
بہت ناراض ہوتین نالۂ بے اختیاری سے

جو شب کو دوست دلکے ساتھ سرگرم فغان ہوتی
کوئی بتلائے اونکے دیکھنے والے کہان ہوتی
دہن مین چھپ نجاتی گر تری ٹکڑی زبان ہوتی
نہ سمجھاتے کبھی ناصح جو میرے رازدان ہوتی
جو تم گھایل کبھی ہوتے تو سینہ پر نشان ہوتی
جو ہوتا تخلیہ مرنیکے میرے امتحان ہوتی
اگر وہ خون مین ملکر شریک استخوان ہوتی
جو ہمکو قیس ملتا ہجر کے قصے بیان ہوتی
یہ چھالے دلکے بڑھ جاتے تو ممکن تھا عیان ہوتی
نہ ہم ہوتے نہ غم ہوتا نہ جور آسمان ہوتی
اگر دو تین منزل اور جاتے ہم کہان ہوتی
جو طاقت کچھ بھی ہوتی ہم شریک کاروان ہوتی
نہ اتنی ہم کبھی دیتے ہم پیر مغان ہوتی
اگر ہوتے تو یہ بھی صورت راز نہان ہوتی

شفیق زار عشرت چیز کیا ہی کیسی بیماری
تفضل اوسکا ہو جاتا تو پیری مین جوان ہوتی

تلاش دلربا مین پاؤن باہر گھر سے رکھا ہی
ملے اشجار کو خلعت یہ شان حق ہویدا ہی
کسی صورت سے ہو معشوق تک عاشق پہونچا ہی
کلیم اللہ سے کہدو ہزارون راز ہین اسمین
یقین ہی زلزلہ عالم مین آتا گر تڑپ جاتا

ہوئے ہین اوسپہ عاشق ہم جسے دیکھا نہ بھالا ہے
بہار آئی ہی گلشن مین ہرا ایک ایک پتا ہی
ہمارا رہنما اے جان ترا نقش کف پا ہی
ید بیضا جسے سمجھی ہین میرے دلکا چھالا ہی
بڑی مشکل سے ہم نے ہجر مین دلکو سنبھالا ہی

گئی جان اپنی سانس آتی نہیں تنہا پڑے ہیں ہم
زیادہ سانس اگر آتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے
یہ بلبل صاف کہتی ہے قفس ہی میں چلن کیا ہو
میں ایسا ناتواں ہوں ضعف سے عشق کہتا ہے گر پڑا
نشان عشاق نے دیکھا جہاں ہم سب مٹے او سجا
بھرے جب زخم دل ہاتھون سے اوسی چاک کر ڈالے
قدر انداز تو بیدرد یون سے کام لیتا ہے
بھلا ہو عشق تیرا دشت غربت میں مجھے ملا
گھر سے عشق نے پہونچا کے تا مرقد کہا مجھسے
جنھیں ہیں عشق تازہ ہے یہ پوچھیں وہ رہ الفت
نہ اب عاجز کرو بس ذکر حسن و عشق جانے دو

نہ کوئی آئے والا ہے نہ کوئی جانے والا ہے
تردد ہے بہت نازک ہماری دلکا چھالا ہے
ارے صیاد میں نے ہوش گلشن میں سنبھالا ہے
خیال وصل جانان نے مجھے آکر سنبھالا ہے
بنا ظالم یہ گورستان ترا نقش کف پا ہے
جنون عشق نے یہ مشغلہ اچھا نکالا ہے
جگر بھی ساتھ نکلا تو نے جب ناوک نکالا ہے
نہ کوئی سننے والا ہے نہ کوئی رونے والا ہے
چلے جاؤ عدم آباد کا سیدھا یہ رستا ہے
طریق عشق میں کھینچی بہت کچھ دیکھا بھالا ہے
نہ وہ عالم تمھارا ہے نہ اب وہ دل ہمارا ہے

فشار قبر سے ہمکو شفیق تو زار کیا مطلب
لحد میں دوستون نے یا علی کہکر اوتارا ہے

مانا ہے شوخی اونکی نظر میں بھری ہوئی
گو دیکھنے میں تحمل محبت برا نہیں
دیکھی ہیں تیرے عارض تابان کبھی ضرور
اُف اُف تپ فراق نے بیچین کر دیا
الفت کی چوٹ کھا کے کھلے شاید اور زخم
بیدرد گو ہے تھام لیا انکے دل جگر
پھر او ٹھ سکا نہ خندہ دندان نما سے درد
احباب بعد مرگ مجھے روئے دیکھ کر

الفت ہے میرے قلب و جگر میں بھری ہوئی
ٹھنڈی ہے لیکن اسکے اثر میں بھری ہوئی
جو روشنی ہے شمس و قمر میں بھری ہوئی
اک آگ سی ہے قلب و جگر میں بھری ہوئی
سانس آرہی ہے خون جگر میں بھری ہوئی
ہے یہ ہماری آہ اثر میں بھری ہوئی
ایسی چمک ہے زخم جگر میں بھری ہوئی
حسرت تھی ایسی قلب و جگر میں بھری ہوئی

تھا دوستو نکو خوف نہ یہ حشر تک رسی
ایسی کھتی روئی زخم جگر مین بھری ہوئی

بولے وہ مجھسے شعر نہ پڑھ اے شفیق زار
ساری غزل ہی تیری اثر مین بھری ہوئی

جب زلف سے تیری بے پیر نظر آئی
دیوانے کو جوش آیا زنجیر نظر آئی

اونکو تو نہین دیکھا تصویر نظر آئی
گو خواب نہین دیکھا تعبیر نظر آئی

تلوار کوئی دیدے خود اپنا گلا کاٹون
اوس چشم مین سرمے کی تحریر نظر آئی

بوسہ نہ دیا تمنے خنجر کسطرف دیکھا
بگڑی ہوئی کیا میری تقدیر نظر آئی

کس شوق مین دل تڑپا گردنکی رگین پھڑکین
جب ہاتھ مین قاتل کے شمشیر نظر آئی

پھیرے ہوئے آنکھ اوٹھے ہم یار کی محفل سے
غیرونکی سو اجدھر تو توقیر نظر آئی

ظلمو نسے ہوئی اپنے اوسوقت پشیمانی
حالت مری جب اونکو تغیر نظر آئی

اوس بت کو جہان دیکھا حیرت ہوئی عالم کو
اللہ کی قدرت کی تصویر نظر آئی

تلوار نگاہین ہین ابرو کو کمان پایا
جو تیری مژہ دیکھی اک تیر نظر آئی

وہ وقت شفیق آئے احباب کہین مجھسے
گر شکر خدا قبر شبیر نظر آئی

سب قید یونکو فکر ہے جینے سے یاس ہی
دیوانہ ایک مرگیا زندان اوداس ہی

اے دل سمجھ لے تیر قضا اونکی پاس ہی
آتی سی زندگی یہ بہت بیحواس ہی

حسرت ہوئی کہ خاک مین اوسکو ملا دیا
اب مجھسے پوچھتے ہین کہ دل تیری پاس ہی

ٹانکے جگر مین دیتا تھا دلمین لگادئیے
او بخیہ گر سنبھل ذرا کیون بیحواس ہی

دیوانہ ایک ایک سی کہتا ہی دشت مین
فرہاد و قیس مرگئے صحرا اوداس ہی

بولے ملازمون سی رہے یادگار یہ
جسکو کیا ہے قتل یہ اوسکا لباس ہی

دیوانہ روز کہتا ہے اے نامہ بر بتا
میرا جواب خط بھی کوئی تیرے پاس ہی

سنسان رات کیسی ہی ہر سو اندھیرا ہی
اللہ کیا مری شب فرقت اداس ہی

کفنایا مجھکو دوستون نے وہ بھی آ گئی
ہنس ہنس کے کہہ رہی ہین یہ کیسا لباس ہی

مجھکو اثر نے عشق کی بیکار کر دیا
ہین بھی اداس ہون مزا دل بھی اداس ہی

جب وہ نہ مجھکو قتل کرے وہ نہ آئیگی
کیا موت کو مری مرے قاتل کا پاس ہی

ارمان آج مر گئے اندھیر ہو گیا
یہ دل کا غمکدہ مرا کیسا اداس ہی

فرہاد قیس ہجر مین کچھ دن جئے ضرور
مجھکو شب فراق مین جینے سی یاس ہی

دشمن کا کیسا ذکر کوئی دوست بھی نہین
اللہ کس قدر مری میت اداس ہی

فرہاد و قیس ہی بھی سوا تیرا نام ہے
سب کہتے ہین شفیق تجھے عشق راس ہی

کسی سبب سے کوئی جی نڈھال ہوتا ہی
ہنسی کی بات مین اونکو ملال ہوتا ہی

سبب سی غیر کے اونکو ملال ہوتا ہی
وہ ہنس رہی ہین مجھے اشتعال ہوتا ہی

کہا تھا غیر سے مرنیکو ہم مری پہلے
کہا کسی سے کسیکو خیال ہوتا ہی

اک آہ گرم سے بلبل کی جلکے خاک ہوا
قفس مین سنتے تھے لوہی کا جال ہوتا ہی

وہ مجھسے ہوتے ہین ناراض غیر سنتے ہین
اب اونکی بزم مین دوہرا ملال ہوتا ہی

نمک چھڑکتے ہین ہنس ہنس کی مجھسے کہتے ہین
تمہارا زخم جگر اندمال ہوتا ہی

یہ کہکے اوٹھ گئے سب رند بزم واعظ کی
یہان جب آئے حرام حلال ہوتا ہی

حسین جو ہین تو نزاکت بھی بڑھ گئی ایسی
اب اونکو بار ہمارا خیال ہوتا ہی

ہم ایسے ہجر کے مارے وہین ہین بختی ہین
جہان نہ نام کو ذکر وصال ہوتا ہی

وہ مجھسے کہتے ہین ناخن تراش کر اپنا
یہ آسمان نہ جا کر ہلال ہوتا ہی

اثر مریض کا چارہ گر نہ اتنا ہے
وہ مر رہا ہے اودھر غیر حال ہوتا ہی

اوٹھا مسیح مرے اقربا سے یہ کہکر
جگر کے گھاؤ کا بھرنا محال ہوتا ہی

تمھارے ظلم سے ملتا ہے کچھ نہ کچھ مجھکو
بلند جب مراد دست سوال ہوتا ہے

شفیقؔ موت کے دن ہیں ترقیاں کیسی
گیا جو وقت اب اوسکا خیال ہوتا ہے

سمجھے تھے کہ شہر چھوٹا رنج و محن سے چھوٹے
اب اسپہ مر رہے ہیں اہل وطن سے چھوٹے

تھا شاعروں کا گلشن جسمیں خزاں نہ آئی
کچھ دل ہی جانتا ہے جلسے چمن سے چھوٹے

احباب کے تھے جلسے تھے لطف کیسے کیسے
دنیا سے گویا چھوٹے اوس انجمن سے چھوٹے

جو گھر میں تھی مصیبت ہم جانتے تھے راحت
قسمت سے ہے شکایت پھر بھی وطن سے چھوٹے

پیری نے جب ستایا رخصت ہوئے وہ مجھسے
ایک ایک کرکے دندان میرے دہن سے چھوٹے

صیاد کہہ رہا ہے کیسے تھے میرے قیدی
جب مرگئے پھڑک کر قید کہن سے چھوٹے

کہتے ہیں دوست اسکو لپٹا ہوا ہے ویسی
مرکر خیال غیر ان کیا کو ہکن سے چھوٹے

ہاتھوں نے ہمنے اپنے گلے کو کاٹا
ہم تجھسے قید ہستی گیا بانکپن سے چھوٹے

تھا قتل مجھپر جو انکا تو لید خون ہوا تھی
فوارے کیا لہو کے میرے کفن سے چھوٹے

دلسے ہمارے زلفین بل کھا کے کہہ رہی ہیں
ممکن نہیں ہے قیدی ایسی رسن سے چھوٹے

غربت میں موت آئی صحرائے پرخطر میں
کسطرح میرا مردہ زاغ و زغن سے چھوٹے

ای میرے تیر افگن جب مشق کا مزا ہے
فوارہ میرے خونکا ہر سوئے تن سے چھوٹے

صیاد کی خوشی سے ہم رہ گئے قفس میں
جن جنکو چھوٹنا تھا سو سو جتن سے چھوٹے

کیسے زمین پہ گرکے وہ خاک میں ملے ہیں
جو ٹوٹ کر ستارے چرخ کہن سے چھوٹے

جب لکھنؤ کو چھوڑا چھوٹا شفیقؔ دل بھی
چھوڑا غزل کا کہنا جب اہل فن سے چھوٹے

لالی ہر سانس میں ہنگام سحر کیسی ہے
آج حالت تری ای زخم جگر کیسی ہے

آنکھ سے آنکھ لڑی تیر پڑا سینے پر
کوئی دیکھے مرے قاتل کی نظر کیسی ہے

تیغ ابرو کا کیا وار تو تینے اچھا | بینچ جو آنکھ مین رکھی وہ سپر کیسی ہی

آفتین لاکہ ہوئین آنکھ نہ جھپکی میری | دیکھنا ہی شب فرقت کی سحر کیسی ہی

تیر دل پر نہ پڑا ہو گیا بسمل کیسا | ارے جلاد تری سیدھی نظر کیسی ہی

وصل کی شب مین جگاتا ہون اوٹھین گھبرا کر | چاندنی دیکھنا یہ وقت سحر کیسی ہی

مین عدم جاتا ہون روتی ہین احبا میری | بدشگونی یہ مری وقت سفر کیسی ہی

ضبط کرتا ہون تو چہرے سے عیان ہوتا ہی | اف چمک آج تری درد جگر کیسی ہی

ضبط اب آہ مین کرتا ہون مجھی روک نہین | یہ بتا دے مجھے امید اثر کیسی ہی

سکتے دل تھامنی ہوئی گھر سے وہ باہر نکلے | دشمنون کیون مری مرنیکی خبر کیسی ہی

قاصد آیا ہے نہ ہو جاؤن کہین شادی مرگ | جلد مین دیکھ لون اس خط مین خبر کیسی ہی

الفت اوس شوخ کی ٹوٹتی ہی سر پر آفتین | خوف آتا ہی نہین اسکو نڈر کیسی ہی

سب حسینان جہان پیش نظر ہین میرے | ایک تصویر یہ پڑ دیکھے اودھر کیسی ہی

فاتحہ کے لئے کون آیا ہی یارب ایسا | آج تربت پہ مری لوٹے اگر کیسی ہی

ساکن ملک عدم پوچھتے ہین مجھسے شفیق
اب بتاؤ کہ وہان قدر ہنر کیسی ہی

یہ حکم ہو سب ساتھ ہون وہ شخص جدھر جائے | نا واقف الفت ہی یہ کچھ کھا کے نہ مرجائے

دل سامنے آنکھون کے جو دم توڑ کے مرجائے | پھر کسکی عیادت کے لئے درد جگر جائے

سب طالب دیدار رہین دلکو سنبھالے | وہ بام پہ آتا ہی ذرا اور سنور جائے

پھر منہ کے چھپانیکا مزا اوسکو دکھاؤن | ظالم مرے دلمین تری تصویر اوتر جائے

دیوانہ جو ترے ندا انھین بنا آیا ہی شبکو | کہتے ہین خبر میری اودے شام و سحر جائے

فرمایا کہ یہ آپ ہی بیمار پڑا ہے | کیا اوسکی ہو تدبیر جو خود آپ ہی مرجائے

فرہاد نے تیشہ کو اوٹھایا ہی یہ کہکر | دنیا مین اگر آئے تو کچھ کام بھی کرجائے

یہ پرسش اعمال میں تعجیل فرشتو
دنیا کے اطبا نے دیا مجھکو جواب آج
کیسی شب وصلت ہی گئی جائیں جو باتیں
جلاد بجز تیر سے ہو دوسرا گھایل
اے دوستو تم جاؤ نہ بہلے گا مرا دل
گردن یہ مری پھیر کے خنجر کو ہٹا لے
دیوانے سدا دشت میں سوتے ہیں یہ کہکر
آیا ہے کوئی بام پہ زینت کئے پوری
کمسن ابھی جلاد ہے کیا قتل کریگا
آئے نہ عیادت کو یہ اچھی ہے مسیحائی
اب دیکھتا ہے مجھکو تبسم کی نظر سے
بیمار کرا ہاتو ڈھکا سر کو یہ کہکر

سب حال مرا سننا ذرا دل تو ٹھہر جائے
اب آپکا یہ صاحب آزار کدھر جائے
خوش ہوں انھیں قصوں میں اگر عمر گذر جائے
میں ساتھ ہوں جس سمت ترا تیر نظر جائے
ممکن نہیں باتوں میں شب ہجر گذر جائے
ظالم ترے ہاتھوں میں کہیں خون نہ بھر جائے
ایسا نہ ہو سونے میں کہیں لطف سحر جائے
دل تھام کے اوس سمت ہر اک بشر جائے
تلوار چمکنے سے کہیں آپ نہ ڈر جائے
پھر خوف ہی یہ بھی کہیں بیمار نہ مر جائے
یہ ہجر کی آفت نہ کہیں غیر کے سر جائے
کانوں میں مرے یہ کہیں آواز نہ بھر جائے

دولت بھی جوانی بھی شفیق اپنی کھوئی
اب سوچ میں بیٹھے ہیں کہ یہ وقت گذر جائے

مدت ہوئی فرقت کو کیا وصل کو ہم کہتے
وہ بات اگر منہ سے کچھ اپنے صنم کہتے
یہ جھوٹ ہی غیروں نے ہم قصۂ غم کہتے
گر قیس ہمیں ملتا دونوں کا بہلتا دل
ہمنے جو اونھیں دیکھا کچھ ہوش نہ باقی تھا
اک وار میں ہو جاتے گر قلب و جگر گھایل
اے دل تری حالت کو سنتے نہیں وہ بالکل

ملجاتے جو وہ ہمکو کچھ رنج و الم کہتے
سو مرتبہ سنتے وہ سو مرتبہ ہم کہتے
اوس وقت بگڑنا تھا اگر آپ سے ہم کہتے
کچھ قصۂ غم سنتے کچھ قصۂ غم کہتے
کس بات کو ہم سنتے کس بات کو ہم کہتے
ہم بھی ترے ابرو کو شمشیر دودم کہتے
گر کچھ بھی اثر لیتے سو مرتبہ ہم کہتے

اے دل نہ بگڑ اتنا ہی عقل تری کیسی
وہ ملنے کو آئے تھے ہم قصۂ غم کہتے

گذرے ہین جو دنیا سی امید تھی یہ اوسنے
وہ خواب ہی مین آکے کچھ حال عدم کہتے

اے دوستو یہ کہنا دم بھر کے لئے آتے
فرصت جو نہ تھی تمکو ہم حال بھی کم کہتے

وہ وقت اخیر آئے غفلت تھی ہمین زاہد
کیا اونکی زبانین تھین کیا دیدۂ نم کہتے

اوٹھتے جو وہ پہلو سی اوسوقت تو آجاتی
اے موت تجھی ہم بھی پھر تیز قدم کہتے

لکھا ہی مجھے خط مین باعث یہ نہ آنے کا
ہم تمکو اگر ملتے تم قصۂ غم کہتے

گر ایک اشارے سی اغیار کو موت آتی
وہ بھی ترے ابرو مین تلوار کا خم کہتے

وہ ظلم جو کرتے تھے ہم اوسکو کرم سمجھے
وہ ہمسے بگڑتا گر ہم بھی ستم کہتے

اوٹھے جو وہ صحبت سے روکا نہ اونہین یارو
یہ کام تمہارا تھا کسطرح سے ہم کہتے

ارمان شفیق اتنا بس دلمین رہا باقی
وہ قصۂ غم سنتے ہم قصۂ غم کہتے

وہان زخم یہ باتین کیا کرتے ہین مرہم سے
ہماری زندگی بس ہی خدنگ ناز کی دم سے

کہا بلبل نے ہمکو رشک آتا ہی کہین کسکے
یہ گل کچھ راتکو باتین کیا کرتے ہین شبنم سے

نوک آہ سرد سے سب دل جگر کو زخم آئے ہین
یہ سب شاداب گلشن ہی ہماری چشم پرنم سے

خدا کیواسطے اے درد پہلو سی نہ اوٹھ جانا
مزا ہی زندگی کا دلکو میری تیری ہی دم سے

قدر انداز تو کیا جانے دلمین تیر اٹکتا ہی
لگانا تیر سینے پر ٹھکانا پوچھکر ہم سے

مثال ابر باران خونکی بوندین ٹپکتی ہین
کسی کی تیغ بران سی کسیکی چشم پرنم سے

تصدق مین اوسی کے بن گیا یاقوت رمانی
بہت گلنار بہتر ہو گئی فرہاد کے دم سے

شفیق اہل محلہ سب تری آ آکے کہتے ہین
ہماری نیند اوڑتی ہی تری راتوں کے ماتم سے

نزع مین آنا ہوا وجہ مباہات مجھے
حشر تک یاد رہیگی یہ ملاقات مجھے

اب مرے سامنے آئے کہ نہیں ہوش و حواس
جلسے احباب کے باغوں میں رہا کرتے تھے
مجھسے اور آپسے کچھ لطف کی باتیں ہوتیں
ہاتھ پہلو پہ ہے ایک ایک میں ہے تیز چھری
پوچھئے دل سے مرے شعر کی کیسی ہے زمین
گر اجازت مجھے ہوگی تو ضرور آؤنگا
مدتیں گذریں کہ تائب ہوا میخاری سے

یاد آتی ہی نہیں کہنی تھی جو بات مجھے
یاد آتی ہے بہت اگلی وہ برسات مجھے
زندگی بھر نہ کوئی ایسی ملی رات مجھے
دل بیتاب کی کرنا ہے مدارات مجھے
خاک جب چھانی تو ملنے لگے ذرات مجھے
آپکے ملنے کے معلوم ہیں اوقات مجھے
آج بھٹکا تھا پھر پیر خرابات مجھے

میرے احباب کی یہ مجھپہ عنایت ہے شفیق
وہ ہمیشہ ہی کہا کرتے ہیں خوش ذات مجھے

ہم اوسکی دید سے مایوس و اشکبار آئے
پکارتے ہیں خزائیں تمہاری دیوانے
یہ لوگ گور غریباں میں سوئے ہیں کیسے
خزاں کے دور میں اشکوں نے تر کیا صحرا
اوائیں کہتی ہیں یہ بھی اونھیں سکھادینگی
خدنگ ناز جو لیٹے تو مینے اونسے کہا
جہاں میں انکو تغافل شعار کہتے ہیں
سب اونکے دیکھنے والے کلیجہ تھامتے ہیں
کسی کی عشق میں صحرا نشین بخود ہیں
خزائیں کہتے ہیں دیوانے بیقرار نسیم
یہ چارہ گرنے کہا اب یقین کامل ہے
سنا ہے مرگیا اس سے ہمیں بھی یاد آیا

امید وار گئے تھے امید وار آئے
الٰہی اب تو اجل آئے یا بہار آئے
جواب کچھ نہیں سو بار ہم پکار آئے
یہ چاہتا ہوں کسی طور سے بہار آئے
کسی سے بات کریں وہ کسیکو پیار آئے
کہا لینے آپ مرے دوکے دوستدار آئے
جو مٹ گیا تو مرا ڈھونڈھنے مزار آئے
یہ کس لباس سے سوم میں سوگوار آئے
انھیں خبر بھی ہنوز یہ پا جو خار آئے
گھٹا نہ آئے کسی سمت سے غبار آئے
جگر سے تیر جو نکلے لہو کی دھار آئے
کہیں یہ ہم دل گم گشتہ کو پکار آئے

تمام عمر نہ پورا ہوا کوئی وعدہ | اب اونکی بات کا کسطرح اعتبار آئے

شفیق دفن مین تعجیل کا سبب یہ ہوا
سبھوں نے کاندھے پہ اک بوجھ تھا اوتار دیئے

آنکھ سے آنکھ لڑے تیر نظر پار پڑے
خون دل پینے کو سیرالب سوفار بڑھے

جان نثاران محبت یہ دعا کرتے ہین
ہم بھی جیتے رہین اور حسن کی سرکار بڑھے

تیرے دیوانیکی عزت ہنین مجنون سے کم
دیکھا وحشی کو تری دشت مین اور خار بڑھے

مجھکو دیکھا جو تڑپتے تو اوٹھے گھبرا کر
مرتے دیکھا تو مری جانکے مختار بڑھے

مصلحت اپنی جسے آپ سمجھتے ہین خوب
جھکے پر وہین جو بیٹھے تو خریدار بڑھے

قید سے چھوٹے تو دیوانونکا مجمع ہوگا
طول مین اور ذرا وادی پر خار بڑھے

ولیسے نکلے جو مرے بام فلک تک پہونچے
جو چلے اور ترے آہ شرربار بڑھے

سچ تو یہ بات ہی وہ موجب آرائش ہین
اونکو دیکھا تو زمانے مین طرفدار بڑھے

نیچی نظرونسے جو دیکھا ہی متاع دل کو
مسکراتے ہوئے کیا دلکے خریدار بڑھے

خاک مین مجھکو ملایا ہی تری گردش نے
ظلم کچھ اور ترا چرخ ستمگار بڑھے

مجھکو امید ہے تو قتل کریگا مجھکو
ساتھ قد کے ترے نادان تری تلوار بڑھے

سنہ یہ رہتے ہین بہت مہندی لگی ہاتھ اونکے
فکر یہ ہی کہ کہین سرخی رخسار بڑھے

آدمی وہ ہی ہر اک کام کے آگے جاوے
گر زمانے کیطرح قوت رفتار بڑھے

اک نظر دور سے دیکھا تو اوسی غش آیا
ہوش مین آکے تو پھر طالب دیدار بڑھے

قتل ہو جاؤن مگر ایک نظر دیکھ تو لون
میرا قاتل بھی کہین کھینچ کے تلوار بڑھے

تیرے ساقی کا تلون بھی مزہ دیتا ہی
کبھی مینخوار گھٹائے کبھی مینخوار بڑھے

کسطرح حضرت موسی کو دکھایا جلوہ
حشر تک اور بلندی تری کہسار بڑھے

عمر بھر غور کیا اور نہ سمجھا عاشق
ایسے خوبی سے ترے گیسوی خمدار بڑھے

بعد یوسف ؑ کے اگر مصر مین ہو کوئی وہ حسین
مجھکو امید ہی پھر گرمی بازار بڑھے

اونکو یہ عذر نزاکت ہی کہ چلنا چھوٹا
ہمکو حسرت ہی رہی موت کی رفتار بڑھے

اسکو خواہش ہی ترا دل بھی شفیق ایسا ہو
خوف ہی مجھکو حسینوں مین نہ تکرار بڑھے

متفرقات

وہ جو ناراض ہوئے اشک ہمارا ٹھہرا
حکم اونکا تھا تو بہتا ہوا دریا ٹھہرا

ضعف اوٹھنے نہین دیتا ہی قدم مجنونکی
اپنے ناقے کو ذرا دشت مین لیلا ٹھہرا

ابھی دلجوئی بیمار تجھے لازم ہے
تیرے ہنسنے سے مرا دل بھی مسیحا ٹھہرا

وہ بھی رویا کئے منہ ڈھانپ کے میت پہ مری
اونکے کوچے مین بہت دیر جنازا ٹھہرا

جوش گریہ یہ بڑھا ایسا کہ ڈبویا مجھکو
ایک دم بھر نہ مری اشکونکا دریا ٹھہرا

رکھتے ہی جل کے ہوا خاک نہ کچھ دیر لگی
زخم سوزاں پہ نہ اک آن بھی پھاہا ٹھہرا

عمر بھر ساتھ مری اوسکو بھی گردش ہی رہی
دل نہ ٹھہرا مری قسمت کا ستارا ٹھہرا

ناوک افگن ترے ناوک سے تعلق یہ ہی
تیر جب آکے پڑا دل بھی ہمارا ٹھہرا

منزل عشق بھی اوسپر نہ ہوئی طے ہم سے
ایک دم بھر نہ کبھی پاؤن ہمارا ٹھہرا

مینے دم توڑا تو منہ پھیر کے سب لوگ اوٹھے
پاس میرے نہ کوئی اپنا پرایا ٹھہرا

ہم جو مر مر کے وہاں پہونچیں تو ہی شکر کی جا
کوے جانان عدم آباد کا رستا ٹھہرا

قبر مین ساتھ مرے دلنے تڑپنا چھوڑا
بعد مرنیکے بھی ٹھہرا تو کہو کیا ٹھہرا

مینے جب غور کیا آئے وہ آنکھوں مین مری
مجھسے اور یار سے بس اتنا ہی پردا ٹھہرا

وصل ہو یا کہ شب ہجر یہ تڑپا ہی کیا
کوئی حالت ہو مگر دل نہ ہمارا ٹھہرا

جی گیا مین دل مردہ بھی تڑپنے ہی لگا
جب مری قبر پہ کچھ دیر مسیحا ٹھہرا

مجھکو دیکھا تو وہ گھبرا کے یہ فرمانے لگے
ہین ترے پاس ہون اب دلکو خدارا ٹھہرا

شب فرقت مین مری جان بچائی کسنے
یار کا نام لیا جب دل شیدا ٹھہرا

ہجر مین سینۂ سوزان بھی شفیق ایسا ہی
دل جو ٹھہرے تو سمجھ آگ پہ پارا ٹھہرا

نبی جتنے ہین اونکا سردار احمدؐ
خدائی کا اوسکی ہے مختار احمدؐ

یقین ہی گنہگار ہم بخشے جائین
ہی امت کا اپنی طرفدار احمدؐ

نہ ہم عاصیونکو وہان بھول جانا
جنان مین جو ہو تیرا دربار احمدؐ

پڑھایا ہے کفار کو تونے کلمہ
جہان پر کھینچی تیری تلوار احمدؐ

ترے عاشقونکے ہوئے دل تصدق
جو دیکھی تری زلف خمدار احمدؐ

زمین پر جہان نقش پا تیرا دیکھا
تصدق ہوا چرخ دوار احمدؐ

قدم تونے جب حوض کوثر پہ رکھا
پہونچ جائین گے تیرے میخوار احمدؐ

وہی شکل بخشش وہی راہ جنت
میسر جو ہو تیرا دیدار احمدؐ

ترے نام پر جیتے ہین مرنے والے
ہوئی زندگی اونکو دشوار احمدؐ

ثنا راہ الفت مین تیری کرونین
زبان سی کہون اپنے سو بار احمدؐ

خدا سے سفارش کرو حشر مین تم
سزا پا رہی ہین گنہگار احمدؐ

جنھین عشق تھا حشر تک مرکے پہونچے
دکھا دینا اون سبکو دیدار احمدؐ

ادھر موت آئی گئے وہ جنان مین
جو تھے دل سے تیرے طرفدار احمدؐ

رہی ہوش مین مرنے والے تمہاری
زبان نے کہا آخر کار احمدؐ

شفیق ایسے جاہل کو تو بخشوانا
نہین اور کچھ مجھکو درکار احمدؐ

کیا مبارک ہوئی بلبل کو نظارۂ صیاد
سبب قید ہوے تیرے اشارے صیاد

کہا بلبل نے کہ نوچے ہین تو برباد نکر
دفن کر باغ مین یہ پر ہین ہمارے صیاد

کہا بلبل نے کہ اسطرح مرا دل چھیدا
جہان ارمان تھی وہین تیر اوتارے صیاد

زخم دل ڈالے ہین تونے تو مری پاس سی ہٹ
آتش افسردہ ہین سب خونکے شرارے صیاد

دام پھیلا دیا بلبل کو گرفتار کیا
چھپ کے بیٹھا رہا گلشن کو کنارے صیاد

قید یون نے تجھے دیکھا تو تڑپتا چھوڑا
سب ہین خاموش تری خوف کی مارے صیاد

جان پر کھیل گئے ظلم نہین اوٹھ سکتا
تیرے قیدی، ہین بہت گور کنارے صیاد

جاکے دربان نے کہا ہوگئے قربان تجھپر
تیرے مہمان قفس آج سدھارے صیاد

مرکے بھی بلبل ناشاد ابھی جی اوٹھے
اپنے قیدی کو اگر آکے پکارے صیاد

کہا بلبل نے مجھے شربت دیدار پلا
اب زبان خشک ہوئی پیاس کے مارے صیاد

بلبلین کہتی تھین روزن ہین قفس کی چھٹنے
ہم اسیرونکی ہین قسمت کی ستارے صیاد

اس رہائی سی تو بہتر ہے کہ تو قتل کرے
ابتو شل ہوگئے بازو بھی ہمارے صیاد

اسکی غفلت سی ہوئی قید مین سبکو تکلیف
سامنے آتا نہین شرم کے مارے صیاد

زخم گریان سی جو کچھ خون کی قطرے نکلے
یہ سمجھ لے وہ مرے دل کے ہین پارے صیاد

اپنا دل آپ پھنسائیگا شفیق ایسا ہے
اپنی زلفون کو ذرا اور سنوارے صیاد

اطاعت مین تمھاری ول اگر ہو پارسا ہوکر
بتو قدرت نمائی کرتے ہو فرضی خدا ہوکر

پھنسے دریائے غم مین آپ کرکے تجربہ حاصل
ڈبوئی میری کشتی حضرت دل ناخدا ہوکر

دیا مجھکو جو نامہ مین خوشی مین جابنے گذرا
یہان قاصد بھی گر آیا تو پیغام قضا ہوکر

مجھے جو پوچھتا ہی بعد میرے ہنسکے کہتے ہین
کسی گوشے مین جا بیٹھے ہین وہ ہمسے خفا ہوکر

مجھے سمجھا نیکا جب لطف حاصل ہو تجھے ناصح
کہ چند سے ٹھوکرین کھائے کسی پر مبتلا ہوکر

ذرا سینے مین ایجان رہنے دیجیے اپنے تیر دلکو
کہ اپنے خون ٹپکے گا مرے دل سے جدا ہوکر

مرا دل کرتے ہو پامال اگر تم خوب سے بچنا
تمہارے پاؤں سے لپٹے گا یہ رنگ حنا ہوکر

نظر نیچی ہے ماتھے پر پسینہ آیا جاتا ہے
ابھی خلوت میں آئے ہو مگر شرم و حیا ہوکر

حسینوں کو بچاتا ہے خدا کس کس بناوٹ سے
بلا جو سر پہ آئی رہ گئی زلف رسا ہوکر

نہیں جب مانگتے تھے ہم تو ہمکو حرص بھی کم تھی
ہوس بڑھنے لگی کچھ اور مصروف دعا ہوکر

شفیق زار کہتے ہیں وہ میری ستانیکو
وفا کا نام تمنے کھو دیا اہل وفا ہوکر

آبلہ پا ہوں تو کس کس کا ہے احسان مجھ پر
میرے رکھتے ہیں قدم خار مغیلان سر پر

پہلی ہی رات ہے ناواقف الفت پہ کٹھن
آفتیں سیکڑوں آئیں شب ہجران سر پر

ہمہ تن ڈھیر ہے مٹی کا کوئی دیوانہ
ایسی اوڑ اوڑ کی پڑی گرد بیابان سر پر

ایسا سب شور مچاتے ہیں کہ جسکی نہیں حد
سشیکو دیوانے اوٹھا لیتے ہیں زندان سر پر

شام ہوتے ہی چمکنے لگے لاکھوں جگنو
لطف دیتے ہیں بہت ذرۂ افشان سر پر

تیری ان بانکی اداؤں نے مجھے مارا ہے
کسطرح آج دوپٹہ ہے مرجان سر پر

تیرا دیوانہ اوسی جان کی طرح رکھتا ہے
کبھی دلبر کبھی تصویر گلستان سر پر

سر کو پھوڑا ہے تو زخموں کی ہوئی گلکاری
تیرے وحشی نے بنایا چمنستان سر پر

بکھرے کیا منہ پہ تری بال ہیں گھونگھر والے
حسن دیتی تھی بہت زلف پریشان سر پر

بت نادان جو مرا مانگ میں سیندور بھرے
آفتیں آئینگی پھر گبر و مسلمان سر پر

کوچۂ یار میں بھی حسرت دیدار رہی
کہکے یہ خاک اوڑاتا ہے ہر ارمان سر پر

سنکے قاتل نے مرے برق گرائی کیسی
یک بیک آ ہی گیا موت کا سامان سر پر

اے شہ حسن اگر حکم ابھی تم دیدو
پریاں لے آئیں ابھی تخت سلیمان سر پر

حال میرا ہے برا مجھکو تسلی دیکر
ہاتھ رکھتے ہیں مری جان کی خواہان سر پر

دل جگر تجھپہ تصدق کروں جان بھی بیدم
تو اگر آ تو بٹھا لوں تجھے مہمان سر پر

ہی شب قدر مین بس خوبی اعمال یہی
کبھی سجدہ کیئے رکھا کبھی قرآن سر پر

وحشیون مین بھی ترا مرتبہ ایسا ہی شفیقؔ
قیس رکھتا ہے ترا تار گریبان سر پر

جان میری ہی اسی یار وفادار کی ساتھ
مین بھی تڑپونگا ہمیشہ دل بیمار کی ساتھ

مردے جی اوٹھتے ہین پازیب کی جھنکار کی ساتھ
یہ بھی پیچھے ہی قیامت تری رفتار کی ساتھ

میری سمجھانے سے آشنا تو اثر اونپہ ہوا
اب نہین گھر سے نکلتی کبھی اغیار کے ساتھ

اب نہ درمان نہ دوا اور نہ شفا موت آئے
سب یہ سامان گئے صاحب آزار کی ساتھ

دلکو کچھ عقل نہین آئی یہ نادان ہا
یہ ہمیشہ ہی رہا کرتا ہی ہشیار کے ساتھ

دیکھنے والونکی اب جانکا بچنا ہی محال
اور معشوق نکل آئے مرے یار کے ساتھ

دلکو مدہوش بناتی ہین نشیلی آنکھین
کچھ عجب ناز سے میخوار ہین میخوار کی ساتھ

یون تو مرنیکو ہزارون ہی ہین مرنیوالے
کوئی جانباز رہا میرے جفاکار کی ساتھ

خوبرویان جہانسے نہین مطلب ہی اوسے
آسمان ظلم کیا کرتا ہے ناچار کی ساتھ

ساتھ نظروںکے تری جنبش ابرو بھی ہو
تیر بھی چلتے ہون ظالم تری تلوار کی ساتھ

اوسکی فریاد پہ صیاد اگر توڑتا ہے
جان بلبل کی نکل جائیگی منقار کی ساتھ

تیر افگن مرے سینے مین اسے رہنے دے
سب لہو دلکا نکل آئیگا سوفار کی ساتھ

کیا تماشا ہی کہ آئینہ جو دیکھا اوسنے
سانپ لہرانے لگے گیسوئے خمدار کی ساتھ

اے مسیحا دم آخر وہی کچھ کام آئی
عمر بھر موت رہی تھی ترے بیمار کی ساتھ

رات بھر گذری شفیقؔ آپ ذرا یاد کرین
اوسنے اقرار کیا تھا مگر انکار کی ساتھ

جاہی لینا سنوٹ سے کبھی سرشار ہو جانا
کہین تم بنتی ہی بنتی نہ بادہ خوار ہو جانا

عیادت کو مری آتے ہین وہ خوش قسمتی میری
مبارک ہو مجھے اسطور سے بیمار ہو جانا

یہی راز و نیاز عشق کا حاصل ہوا اچھا
دل اونکو دیکے عالم مین ذلیل و خوار ہو جانا

تری دونو ادائین ابروئے خمدار اچھی ہین
عنایت سے جھکین ہنکر کبھی تلوار ہو جانا

صفائی ہم تری تیر نگاہ یار دیکھین گے
اشارہ مین ہماری دل جگر کے پار ہو جانا

تمھین نام خدا بڑھنا مبارک ہو یہ دل والا
اوسی قد کے برابر گیسوئے خمدار ہو جانا

مسیحا آنکے پھر عیادت کہہ گئی مجھسے
تپ ہجران بڑھا کر صاحب آزار ہو جانا

ابھی کمسن ہو آرایش یہ آرایش کی کوشش ہے
شباب آئے حسینون بھر کے پھر سردار ہو جانا

سمجھ مین کچھ نہین آتا یہ الفت کی کرامت ہے
اونھین دل دیکے اپنی جانسے بیزار ہو جانا

ہوئی گلنار میرے خون سے بالکل سراپا تو
دولھن کی شکل سے کوئی زمین بار ہو جانا

دکھا کر اپنا جلوہ ہنسکر وہ کہنے لگے مجھسے
کسی دن اور بھی ایطالب دیدار ہو جانا

کوئی بھی بات ہو تیوری چڑھاتی ہو مجھے دیکھے
کہین اکدن نہ میرے قتل پر تیار ہو جانا

یہ دلمین ٹھان لی سب کچھ کہین گے گر تعجب ہے
گئے جب اونکے آگے صورت دیوار ہو جانا

مجھے نازک مزاجی اونکی اکدن مار ڈالیگی
ہنسی کی بات مین بھی ہر گھڑی تکرار ہو جانا

وہ گھر سے نکلے ہین دل چھیناں دیوانگی ہوگی
جہان نقش قدم بنتا وہان گلزار ہو جانا

کوئی دیوانہ گر کر اوٹھ نہین سکتا قیامت ہے
کہ اوسکی چارجانب خاک کا انبار ہو جانا

اب اونسے بات بھی کرنی بہت مشکل ہوئی مجھکو
گئے محفل مین ہم اور مجمع اغیار ہو جانا

کوئی بھی بات مین کہدون وہ سمجھین یا نہ سمجھین پر
زبانسے مین کہون کچھ بھی اودھر انکار ہو جانا

بلایا بعد مدت کے شفیق اوسنے تمھین جاؤ
وہان ہی جا لگا کھٹکا ذرا ہشیار ہو جانا

بتایا کسقدر اخلاق سب پر مہربان ہوکر
زمین سے جھک کی خود ملنے لگا یہ آسمان ہوکر

ہوا مضبوط دل فرقت مین میرا امتحان ہوکر
کرین اب ظلم مجھپر اکدل ہفت آسمان ہوکر

خدا کی شان نے چھوڑا نہین یہ پردہ داری ہے
کہ یہ بانکی چادر مین چھپی ہین مچھلیان ہوکر

حسینان جہانسے کب ہمین امید تھی ایسی
کرینگے ظلم بھی ہمپر شریک آسمان ہوکر

ابھی ہی بچپنا ہنس ہنسکے تمسے بات کرتے ہو
مجھے تم قتل کر ڈالوگے اکدن نوجوان ہوکر

جو مین کہتا ہون وہ سب قید مین بیڑی کہتی ہین
شریک حال ہین سب بیڑی میری ہمزبان ہوکر

جو مجھسے پوچھئے تو عید کے دنکا بہانہ ہے
دکھانے اپنی زینت آئی مجھپر مہربان ہوکر

کسی کے ہجر مین مجھسے تعلق غمکا ہی ایسا
رہا ہی تن بدن مین میری مغز استخوان ہوکر

دل اونکے پاس سی آیا ہی اک مدت مین پھر بھی
نہ کچھ مجھسے کہے کمبخت اونکا رازدان ہوکر

یہ دل کہتا ہی مجھسے رہرو ونکی ٹھوکرین اچھی
رہونگا اونکے بھی دریہ مین سنگ آستان ہوکر

ہوا مٹی کی رنگت میرا چہرہ ضبط کرنے سے
یہ سارا راز کھولے دیتا ہی درد نہان ہوکر

عیادت کو مری آئے ہین طنزاً یہ کہتے ہین
اوٹھایا کوہ غم کسطرح تمنے ناتوان ہوکر

ترا ممنون ہو مین غور صادق تیرا کیا کہنا
رہی تصویر اونکی گوشۂ دلمین نہان ہوکر

معاذ اللہ ضبط آہ سوزان ہی بہت مشکل
اوڑا جاتا ہی سارا رنگ رخ میرا دھوان ہوکر

تماشائی ہین مقتل مین کوئی مرنے والا ہی
سبھونکو ہوگئی حیرت ہمارا امتحان ہوکر

یہ مجھسے عمر کہتی ہی کوئی حالت تمہاری ہو
رہونگی ساتھ منزل بھر مین گرد کاروان ہوکر

قدر انداز نے سیکھا ہی ایسا حسن اخلاقی
لگاتا ہی نظر کے تیر جھکتا ہی کمان ہوکر

لگائی تیغ ابرو ایک نے تیر نظر اونسے
اوٹھے بزم حسینان سے تو ہم بھی خستہ جان ہوکر

ہمارے خواب مین آئے نظر نیچی کئے بیٹھے
رہا آنکھونکا پردہ بھی اونکے درمیان ہوکر

کیا ہی ضبط گریہ سب رگونمین اشک پھیلے ہین
بنیگا طوفان گرتے یہ بھی عالم مین روان ہوکر

منائے سے نہین منتی ہین بگڑی ہین بہت زلفین
رہین گی یہ شریک گردش چشم بتان ہوکر

ملا ہے خون عاشق اونگلیونمین دیکھ لے نادان
دکھائینگی یہ اپنا رقص تجھکو تتلیان ہوکر

اوجاڑا آشیان اسنے تو وہ بجلی گراتا ہے
بہت زور آسمان کو ہی شریک باغبان ہوکر

مرا دیوانہ کہتا ہی کہ اوڑکے تا فلک پہونچین
یہ رفعت پیرہن کی ہی ہماری دھجیان ہوکر

یہ ہم پر ظلم چرخ پیر اکدن یاد ہی رکھنا
کہا یہ دل نے مجھسے حسرت وارمانکا مجمع ہی

لباس نیلگون تیرا اوڑیگا دھجیان ہوکر
عدم جاتا ہو نہین شوکت سی میر کاروان ہوکر

شفیق اتنا اثر گر شاعری مین ہو تو اچھا ہی
گلے سے اپنے لپٹا لین وہ مجھکو شادمان ہوکر

سہرا

چاہیئے باندھ لے نوشاہ وہ سر پہ سہرا
لیکے آئین جو یہان صاحب دختر سہرا

کاہین کہتا ہے نوشاہ کے پر زر سہرا
آج چمکائیگا کس کس کا مقدر سہرا

باندھ کر بزم مین آیا ہی جو وہ مہر جمال
رخ روشن سی ہوا اور منور سہرا

اسطرف شوق اودھر شرم وحیا مانع ہی
چاہیئے باندھنا دونو کے برابر سہرا

ایسی تقریب مین یہ مجھکو خوشی زائد ہے
آج دیکھے گا برادر کا برادر سہرا

خوف ہی اوسکو کہین مجھسے نہ بڑھ جائے کہین
اس لئے ناہی ہی زلف معنبر سہرا

منتین ماننے والونکی مرادین آئین
آج ارمان بھری دیکھے گی مادر سہرا

اسطرح چال نہ چل جس سی نظر تجھکو لگے
پاؤن پر گرتا ہے نوشہ کے یہ کہکر سہرا

سر پہ نوشہ کے چڑھا ہی بڑی عزت ہی اسے
کیون نہو اپنے نصیبے کا سکندر سہرا

بڑھ کے یہ باد بہاری نے جز دی اسکو
لیکے گلشن سی آب شیکو ہے صرصر سہرا

شاعری کرتے ہوئے تیس برس گذری شفیق
یہ نہ سمجھے کہ کہا جاتا ہی کیونکر سہرا

قطعہ

مدتون سے یہ سوچتے تھے ہم
بات ایسی تو کوئی کر جائین

دم جو نکلے تو اسطرح نکلے
دیکھنے والے لوگ ڈر جائین

جب خبر ہو محلے والون کو
سب کے سب آکے گھر مین بھر جائین

یہ قطعہ شفیق کا دفن ہے

سر و پا کا نہ ہوش اونکو رہے
اپنے آپے سے سب گذر جائین

چشم حسرت مری کرے یہ اثر
چشم تر آئین نوحہ گر جائین

کہہ رہے ہون عزیز لاشے پر
تمتو جاتے ہو ہم کدھر جائین

سنکے اونکو بھی کچھ نہ تاب رہی
ییکے احباب جب خبر جائین

ایسے مرنیکا نام ہے مرنا
یون تو مرنیکو آج مر جائین

قطعہ

کیا کیا حسین باغین پھرتے ہین راتدن
سب جھولیون مین اپنی گل تر لئے ہوئے

اٹکھیلیونکی چال جوانی کا جوش ہے
شانونپہ اپنے زلف معنبر لئے ہوئے

افشان لگاکے رات کو سوتی ہین مہ جبین
پیشانیون پہ لاکھون ہی اختر لئے ہوئے

عشاق قتل ہونگے اونسے بھی بیگناہ
ہاتھونپہ ابرونکی ہین خنجر لئے ہوئے

چشمونکی اونکی پتلیان کیا قہر ڈھائینگی
آنکھونکے گرد پلکونکا لشکر لئے ہوئے

دنبالہ دار سرمہ سے ہوتا ہی یہ عیان
نیزہ سیہ ہے چشم ستمگر لئے ہوئے

کیا ضو فگن دہن مین ہی دندانکی آب و تاب
جیسے صدف شکم مین ہو گوہر لئے ہوئے

ایسی حسین سیف زبانی دکھاتے ہین
گویا کہ لفظ لفظ ہے خنجر لئے ہوئے

کسطرح اپنا حسن چھپاتے ہین مہ جبین
زیر نقاب ہین مہ انور لئے ہوئے

باندھے ہوئے ہین اپنے دوپٹونکی گاتیان
سینے پہ اپنے حسن کا جوہر لئے ہوئے

دیکھا ہی ان حسینون مین کچھ لطف میکشی
ہین گورے گورے ہاتھون مین ساغر لئے ہوئے

جاتے ہین جھومتے ہوئے کیا سوی میکدہ
میخوار اپنے ساتھ برابر لئے ہوئے

ان مہ وشونکو چھوڑ دی ہشیار اے شفیق
ہین تیرے واسطے مے احمر لئے ہوئے

قصیدہ در مدح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ

ہے بنی زیب تمہیں صاحب عرفان ہونا | خوب شایان ہے تمہیں شارح قرآن ہونا
راہ معبود میں یون چلکے بتایا سبکو | اسطرح چاہئے ہے بندہ یزدان ہونا
تجھکو اچھا کیا معبود نے ای ختم رسل | ہو مبارک تجھے خالق کا ثنا خوان ہونا
تجھکو اسطرح سے معراج ہوئی صل علے | پاس اللہ کے تیرا سوا مہمان ہونا
تونے ای ختم رسل بات خدا سی کی ہے | ابتو واجب ہے تجھے خرم و شادان ہونا
یہ بھی کیا کم ہے کہ تو عرش برین تک پہونچا | اور پھر غیب سے دعوت کا بھی سامان ہونا
خوب محبوب کی خاطر یہ ہوئی وقت طعام | پردہ غیب سے اک ہاتھ نمایان ہونا
شب معراج کا سب حال دو عالم پہ کھلا | مرضی حق نہ تھی اس راز کا پنہان ہونا
تو بڑا جانتا تھا سلطنت دنیا کو | تیری تقدیر میں تھا فخر سلیمان ہونا
خوب اللہ نے بکنے سے بچایا ابتک | آپکو زیب نہ تھا یوسف کنعان ہونا
فضل معبود سے یہ اوج مبارک ہو تجھے | سارے خاصان خدا کا تجھے سلطان ہونا
منکرو نکو وزرا اعجاز نمائی دکھلا | تیرے قبضے میں ہے دشوار کا آسان ہونا
اور اک مطلع پر نور شفیق آج سنا | جس سے ظاہر ہو ترا سب پہ سخندان ہونا

مطلع

تمہیں ظاہر ہے بنی بے سروسامان ہونا | حشر میں امت عاصی کی نگہبان ہونا
سامنا خالق عادل کا ہے دیکھیں تو حضور | اپنی خود امت عاصی کا پریشان ہونا
جب چلین سوئے سقر اپنی بداعمالی سے | ہم گنہگار ونکے اوسوقت نگہبان ہونا
جانتے ہیں کہ قیامت میں بھی ہونا ہی ہے | ہمکو خود اپنے گناہوں سے پشیمان ہونا
مردہ دل امت عاصی ہے جلا دے مولا | اوسکے کام آئے ترا عیسی دوران ہونا
اپنا دیدار دکھا اسکی خبر ہے تجھکو | تیری امت کا مریض تب ہجران ہونا

ہم گنہگاروں کو یہ یاد رہے گا مولا
آپ کے صدقے سے کم نوح کا طوفان ہونا

حشر میں تیری سفارش سے ملیگی جنت
دیکھنا امت عاصی کا بھی شادان ہونا

حشر میں فخر خدا کم ہوا باعث سے تری
حور سولوں کو ترا بندۂ احسان ہونا

دو جہان ہین ترے قدموں سے منور مولا
اس سے ظاہر ہے ترا مہر درخشان ہونا

تیری ہی نور سے اسلام نے رونق پائی
تیری باعث سے ہے امت کا مسلمان ہونا

سچ تو یہ بات ہے اسلام کی عزت رکھلی
آپ کے بچوں کا امت پہ سے قربان ہونا

مرتبہ تیرا دو عالم میں ہے یہ ختم رسل
تھا نواسے کا لقب شاہ شہیدان ہونا

اب یقین ہوتا ہے خاتون جنا کے باعث
مشکلین امت عاصی کی بھی آسان ہونا

در جنت مین گذر امت عاصی کا ہو
شان ہے آپ ہی کی مالک رضوان ہونا

یا نبی آپ سے کہتا ہوں مین اپنی حالت
آپکے علم مین ہے میرا پریشان ہونا

آپ سمجھیں اگر اچھا تو یوں ہے دینا
مصیبت سے مرا دست و گریبان ہونا

مشکلین ہون جو زمانیکی نہ گھبرا ئے شفیق
آپ کہدیجیے بیفکر نہ پریشان ہونا

قصیدہ در تہنیت ولادت حضرت خاتم الرسالت صلعم

دو جہان مین دھوم تھی جب مصطفا پیدا ہوا
کہتے تھے جبریل فخر انبیا پیدا ہوا

کہتے تھے جبریل و آدم یہ ہمین ہے تجربہ
مشکلین حل ہو گئین مشکلکشا پیدا ہوا

اب ترا دریاے رحمت جوش مین ہوگا سوا
کشتی امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا

تا قیامت ایک ہی عالم رہیگا حسن کا
دو جہا نمین کون ایسا مہ لقا پیدا ہوا

منکر دنکو کلمہ اپنے نام کا پڑھوا دیا
دو جہا نمین کون ایسا دوسرا پیدا ہوا

یہ شب معراج خاطر تونے کی وقت طعام
انکی خواہش تھی کہ بس دست خدا پیدا ہوا

راز خالق منکر و نیز اس سے ظاہر ہو نگے
وہ بھی خود کہدینگے یہ معجزنما پیدا ہوا

ہے یہ ایسا راز خالق جسکو سب معلوم ہی
دوست موسیٰ مین فقط اک آبلا پیدا ہوا

روشنی مین اسکی سب اسلام کا کلمہ پڑھین
نور ایمان بڑھ گیا شمس الضحیٰ پیدا ہوا

مومنونکی حاجتین نکلا کرینگی حشر تک
یہ جہانمین منبع جود وسخا پیدا ہوا

حضرت موسیٰ کلیم اللہ تھی کچھ شک نہین
یہ محمدؐ بھی لسان کبریا پیدا ہوا

حضرت عیسیٰ کا بھی اک معجزہ مشہور ہے
اسکا نائب بھی نصیر لکا خدا پیدا ہوا

جتنے گذرے ہین جہانمین اولیا وانبیا
حق تو یہ ہی یہ سبھونکا بادشا پیدا ہوا

اے محمدؐ مین ولادتکا تری لکھونگا حال
مین ہون ان پڑھ میرے دلمین ولولا پیدا ہوا

تو مدد کر نظم کی سب مشکلین آسان ہون
مدحکا بھی میرے دلمین حوصلا پیدا ہوا

اے شفیق اب تو بھی اوسکا نام لیکر نظم کر
ہو کہ عالم بحر مین اک حاجت روا پیدا ہوا

فکر کرتی ہی یہ مطلع دوسرا پیدا ہوا
ہی مسرت وہ جہانکا بادشا پیدا ہوا

مشکلین آسان ہوئین کہتی تھین بی بی آمنہ
گھر مین عبد اللہ کے حاجت روا پیدا ہوا

ساری اشیاء جہان کو حکم سجدہ کا ہوا
ہر زبان سے نعرۂ صلّ علیٰ پیدا ہوا

سلطنت اسکی ہوئی راز خدا ظاہر ہوا
بانی اسلام یہ معجز نما پیدا ہوا

ایک کاہن نے کہا آکر یہ عبد اللہ سے
آپکے گھر شافع روز جزا پیدا ہوا

جاننے والے سب اسکی خوش ہوئی اس بات سے
خلد مین جانیکا یہ ہی راستا پیدا ہوا

اسکو خالق نے بنایا مالک کون ومکان
مرضی معبود کا یہ مقتدا پیدا ہوا

جتنا سن اسکا بڑھا اوتنا کھلا راز خدا
ہوگئی شہرت تو چرچا جابجا پیدا ہوا

عمر جب اسکی چہل سالی کی آپہونچی قریب
یہ خیال قدرت رب العلا پیدا ہوا

اب نبوت اسکی ظاہر سب یہ ہو وہ دیکھلین
شور ہوا اسلام مین خیر الوریٰ پیدا ہوا

پھر تو اسکے نامکا ڈنکا جہانمین بج گیا
ذکر دنیا مین اسیکا جابجا پیدا ہوا

لیکے فرمان خدا ہر سمت یہ جانے لگا
کفر اور اسلام مین اک دغدغا پیدا ہوا

صاحب اعجاز کہتا تھا کوئی ساحر کوئی
دیکھکر اعجاز اسکا غلغلا پیدا ہوا

امتحان لینے لگے کفار انکا آن کر
اونکی جو خواہش تھی ویسا واقعا پیدا ہوا

بھاگتے تھے منزلون کفار انکے نام سے
جا بجا سب منکرونکو دغدغا پیدا ہوا

پھر خدا کی راہ مین اسنے کئی ایسے جہاد
اوسکو مارا اسنے جو بہر جفا پیدا ہوا

بانی اسلام اسکا نام عالم مین ہوا
کشتئ امت کا اپنی ناخدا پیدا ہوا

مدح گوئی اس جہالت پر کرو گو تم شفیق
رک گئی تم جب نہ کوئی قافیا پیدا ہوا

حد مراتب کی ترے کوئی نہین ہی جانتا
صلب سے تیرے بنی نور خدا پیدا ہوا

جیسی بی بی فاطمہ تھین ویسا ہی شوہر ملا
کیا اسی باعث سی یارو مرتضےٰ پیدا ہوا

نور کیا وہ کہتے ہین سب جنکو بی بی فاطمہ
کون ایسا شافع روز جزا پیدا ہوا

اے رسول اللہ وہ نائب تمہارا ہی ضرور
بطن سی اسکے اک ایسا لاڈلا پیدا ہوا

وہ فدائی ہی بزرگو نکا ترے ختم الرسل
فضل خالق سی نواسہ دوسرا پیدا ہوا

اور بھی اسلام کی رفعت جہا مین بڑھ گئی
فاطمہ کے گھر مین شاہ کربلا پیدا ہوا

یہ ہے وہ جو تیری امت پر فدا ہو جائیگا
کشتئ امت کا تیری ناخدا پیدا ہوا

بعد تیرے تیری امت اوسکو ماریگی ضرور
ہی خوشی مین غم غریب نینوا پیدا ہوا

یا رسول اللہ میری حاجتین بر آئین سب
بعد خالق بس تو ہی حاجت روا پیدا ہوا

تیرے ہوتے مشکلین میری نہ پھر آسان ہون
دو جہا مین تجھسا کب مشکلکشا پیدا ہوا

اک اشارے مین ترے سب کام بنتے ہین مرے
جس سی عزت جائیگی وہ سانحا پیدا ہوا

اے رسول پاک میرے دلکو ہوتا ہی یقین
غیب سی کوئی نہ کوئی سلسلا پیدا ہوا

دو جہانکے بادشہ ہین تیرے حامی ای شفیق
عرض کر جو تیرے دلمین مدعا پیدا ہوا

ایک ذرہ جو ہی ساقی ترے میخانے کا — وہ بھی حصہ ہی مری عمر کے پیمانے کا
اپنے میخوار کی اب جلد خبر لے ساقی — درد سر سے مجھے اب خوف ہی مرجانے کا
دل مردہ کو مرے تو ہی جلا اے ساقی — راستہ دیکھ رہا ہون مین تری آنے کا
تیری الفت مین مرون قبر منور ہو گی — ہی مری خاک مین ذرہ تری کاشانے کا
نہ تو صحرا کو گیا مین نہ گیا زندان کو — تیری چوکھٹ پہ رہا سر ترے دیوانے کا
مئے الفت سے ہی سرشار ترا متوالا — تیرے قدمو نپہ رہا سر ترے مستانے کا
اوسکی ضد سے تو پیاپے مین پیے جاتا ہون — ابتو زاہد نہین مجھکو کبھی بہکانے کا
تشنہ ہی ہون مری اسمین خطا کیا ساقی — شوق ہونٹو نکو ہی ساغر سے لپٹ جانے کا
در پہ ساقی کے پڑا رہتا ہو جو اٹھ پہر — حشر تک ہی وہ ٹھکانا اوسی مستانے کا
اور میخوار مہ نو بھی جسے کہتے ہین — ہے کنارہ ترے ٹوٹے ہوئی پیمانے کا
مجھکو بھی ضد ہی کہ ساغر مری لب سے نہ ہٹے — ابتو زاہد کبھی مجھکو نہین سمجھانے کا
تیرے کوچے مین ہی میخوارونکا مجمع ساقی — اپنے میخانے مین کیا دخل ہی بیگانے کا
مین وہ میکش ہون کہ گلشن مین اگر جاتا ہون — نگران رہتا ہون انگور کے ہر دانے کا
اپنا ساقی ہی نصیریکا خدا میخوار و — وہ جلاتا ہی ہمین شوق ہی مرجانے کا
جام خالی مرا بھر دے جو کہین دست خدا — مرتبہ اور بڑھیگا مرے پیمانے کا
در میخانہ پہ چھائی ہی گھٹا ایسا قی — لطف ہی ابر مین بجلی کے چمک جانے کا
برق سے کھتا ہی دل آتا ہی میرا ساقی — ابتو موقع ہی تڑپنے کا نہ تڑپانے کا
دل یہ کہتا ہی فلک سے بھی تجھی ڈھونڈ کے لاون — پر جو پا جائے ابھی قصد ہو اوڑ جانے کا
اب کہو مطلع ثانی بھی کرو فکر شفیق — آ گئی موت تو یہ وقت نہین آنے کا
مطلع
دل ہی مشتاق ترا وقت بتا آنے کا — آتش شوق سے اب خوف ہی جل جانے کا
فاطمۂ بنت اسد خانۂ حق تک پہنچین — راستہ ہو گیا مُحجر مین نکل جانے کا

شوق یہ ہی در مقصود سی مین گود بھرون
یہ نتیجہ ہوا اللہ کے گھر آنے کا

کسکے قدمونکی ہی مشتاق زمین کعبہ
وقت ہی کعبہ کی دیوار ونکے پڑہ جانے کا

کیسا مولود ہی یہ جس سی ملائک خوش ہین
گھر مین اللہ کے سامان ہی زچا خانے کا

آپ اس شانسے تشریف زمین پر لائے
پہلے سجدہ کیا اللہ کے شکرانے کا

بادہ کش دیکھ لین تہذیب اسی کہتے ہین
جام جب بھرتا ہی سر جھکتا ہے پیمانے کا

سر جو سجدے سے اوٹھا کلمۂ توحید پڑھا
یہ حدیثونمین ہی ٹکڑا انہین افسانے کا

اب بتونکی بھی خدائیمین پڑینگے رخنے
رنگ کچھ آج دگرگون ہی صنم خانے کا

گھر مین اللہ کے مہمان ہی ہمارا ساقی
تین دن ہوگئے در بند ہی میخانے کا

سوئے کعبہ چلے آتے ہین رسول مقبول
شوق ہی بھائی کو بھائی سی لپٹ جانے کا

فاطمہ بنت اسد گود مین لیکر نکلین
سامنا ہوگیا لو شمع سے پروانے کا

شاعری مین سے تجھے دیتا ہے شفیق ایسا خدا
جسمین کچھ دخل ہی اپنے کا نہ بیگانے کا

در واقعات غدیر

چمن مین آتش گل کے ہوئی احکام یہ جاری
بہار آئی ہی اب ہر شاخ سی لگیگی چنگاری

نہالان چمن انگڑائیان لے لیکی کہتے ہین
ہوا شاداب گلشن دیکنا نازک ہی تیاری

یہ دن نوروز سی کچھ کم نہین کہنی لگی بلبل
رگ گل کو جو توڑا رنگ کی چھٹتی ہی پچکاری

بہار آئی چمن مین گل نہین پھولون سماتی ہین
کسیکا رنگ ہی دھانی کسیکا زنگاری

زمین نرم سے سبزہ نکلا ہوتا ہی نمو ایسا
جگہہ کوئی نہین خالی بھری ہی ایک اک کیاری

جوانان چمن سی چپکے چپکے کہتی ہی بلبل
چھپا ہی مہندیونکی پتیونمین رنگ گلناری

شجر یون بارور ہین چھپ گئین سب پتیان انکی
وہ کثرت ہی کہ شاخون نی ثمر روکی بدشواری

سحر کا وقت ہی باد صبا مین ہی اثر ایسا
ہوا کھانیکو گلشنمین چلے آتے ہین آزاری

کہان باغ جہاںمین سیگشو نکا آج ہی جھرمٹ
مئی حب علیؑ کی ہی کہین اسوقت سیخواری

یہ ساقی کون آتا ہی چمن مین کیا مسرت ہی
کہ پہلے ہی سی ہے انگور کے خوشونسی می جاری

شفیق ابتو اثر مین ڈوبکی مطلع کوئی کہنا
مطلع
کہ حج آخری سی آرہی ہی فوج سرکاری

یہ کسکی حکم سے اس دشت مین ہوتی ہی تیاری
ببولونکے درختونمین نظر آتی ہی گلکاری

مبارک ہو تمھین مژدہ علی ابن ابیطالبؑ
کہ ایسے دشت مین نازل ہوئی ہی رحمت باری

رسول پاک کو جبریل نی یہ حکم پہونچایا
علیؑ ابن ابیطالب کو دیدو اپنی مختاری

وہ چورا ہا خدا کی راہ کا اسلامکا مجمع
جہانپر ہر طرفسے آرہی تھے لوگ درباری

وہ اک چھوٹا سا چبوترہ خمکدہ ساری خدائیکا
خدا کے حکم سے ہونے لگی اوسجا یہ میخواری

بنایا سب نی ملکر دیدیا جب حکم احمد نے
کجاوے پر کجاوا ہوگئی ممبر کی تیاری

اوسے کیوا سطے احمد نی ممبر پر قدم رکھا
جسے اسلام کی ہر وقت کرنی ہی مددگاری

رسول پاک نی دست خدا کو یون کیا اونچا
سپیدی دونون بغلون کی نمایان ہوگئی ساری

کہا مین جسکا مولا ہون علیؑ بھی اوسکا مولا ہے
رہیگا تا قیامت حکم یہ میرا یون ہی جاری

کوئی پہلے سبھونسی یا علیؑ بخ بخ لگے بولے
کسی کی پھر زبان پر کلمۂ حق ہوگیا جاری

مبارک ہو مبارک ہو تمھین اے ساقی کوثر
مبارک ہو غدیر خم کی میخواری

قدم دست خدا کی شوق سی اقبال نی چومے
متانت کہہ رہی ہی زیب ہی ایسے کو سرداری

شفیق ابتو غزلکا بھی کوئی مطلع سنا دینا
دکھا دیناز بانسے کھینچکر تصویر دلداری

حسینون سی ملا مین اس لئی سیکھی دل آزاری
مطلع
رقیبونکے کلیجو نپر لگائے زخم بھی کاری

تمھین زیبا ہی صاحب قاتل کفار بھی کہنا
تمھاری نام سی گم ہوگئی ہی مردم آزاری

زمانہ ہوگیا تو نے بتونکو یون کیا گھایل
ابھی تک یاد ہی کفار کو تیری دل آزاری

ترے دشمن کی آقا جان بچنی غیر ممکن ہی
لڑائی آنکھ جسنے پڑ گیا تیر نظر کاری

زمانہ ہوگیا یوسف بکے تھے ہوگئی شہرت
قیامت تک تمھاری حسن کی ہی گرم بازاری

تمھین معلوم ہوگا علم ہی ہر بات کا تمکو
ترے کوچے مین دیوانونکی دلچسپی کے ساماں ہین

دکھایا کسنے جلوہ طور پر تھا کون دیداری
خدا کی شان نے وہ ہی درِ دولت پہ گلکاری

شفیق ایسا پریشان حال ہی اب آیئے مولا
ہمیشہ سے سنا ہی آپکو شوق مددگاری

نظم در ستایش عالیجناب السید حسین صاحب شستری ایدہ اللہ تعالی

کیا رہا سایہ فگن ہر سر پہ چرخ اخضری
تا قیامت اسکو دکھلانی بہار اخری

کیا تری تعریف ہو سید حسین ذی حشم
تیرے دادا کی امامت نانا کی پیغمبری

خاندان فخر دو عالم ہی ترا سید ہے تو
کیا بزرگون کو ترے حق نے ملی بالاتری

دو جہانمین یون تو خاصان خدا گذرے بہت
زیب ہی نانا کو تیرے افسرونکی افسری

تیرا ہی دادا رسول پاک کا نائب ہوا
دین پیغمبر کی اوسنے ہر طرح کی برتری

ہر طرح اسلام کو لایا ہی راہ راست پر
ہر طرح اسلام کی اوس ہی سے ہوئی ہی رہبری

تیرے دادا کو لقب دست خدا کا مل گیا
دو جہانمین ہو گیا مشہور زور حیدری

مختصر زور ید اللہی دکھایا آپنے
اک اشارے مین ہتیلی پر تھا باب خیبری

یون ملایا خاکمین باقی نہین نام و نشان
کیا گھٹایا آپنے لڑ لڑ کے زور کافری

کافرونکا خرمن ہستی جلا اور خاک تھا
برق کی مانند چمکی ذوالفقار حیدری

جب نبیؐ نے اوسکو خیبر مین پکارا یا علیؑ
ایک دم بھر مین دکھائی آپنے چابک تری

راہ خالق مین بکا ایسا کیا کار اہم
تابع فرمان ہوا سو جانسے شاہ بربری

مشکلین خلق خدا کی اوس ہی سے آسان ہوگئین
کام سب ہو گئے دادا ہی تیرے سر سری

یون گذرنیکو تو شاہان جہان گذرے بہت
زیب ہی دادا کو تیرے افسرونکی افسری

جسکو حق اچھا کہی تعریف کیا اوسکی شفیق
جس سے وابستہ رہی ہر وقت لطف داوری

مطلع ثانی بھی آسانی سے کہنا اے شفیق　　تو غزل گو ہے دکھا دے سبکو اوج لبری

یون در دولت پہ ہے محمد و علی کی جلوہ گری
حسن ایسا ہے کہ جسکو دیکھنے آئے پری

تیرے ہی نقش قدم سینے پہ رکھتی ہے زمین　　کرتا ہے تجھپر تصدق نجم چرخ چنبری
ضو فگن وہ راتکو یہ ضو فگن آٹھون پہر　　کیا مقابل ہون تری آنکھونسے زہرہ مشتری
گر ترے رخکی صفا سے وہ مقابل ہو کبھی　　پہلے اپنے دلکے دھبے دھوئے ماہ انوری
ہے نجابت بھی سیادت بھی بزرگونسے ترے　　ہے غلط فہمی کرے تجھسے جو کوئی ہمسری
تیرے ماتھے کے پسینہ کا اگر قطرہ گرے　　قطعہ　　کیا عجب کی بات ہے پیدا ہو آب گوہری
وہ در نایاب ہے اوسکی بھلا کیا قدر ہو　　کیا کوئی قیمت لگا سکتا ہے اوسکی جوہری
نام مین اتنا اثر تیرے ہے اے ابر کرم　　جو کبھی مرجھائی ہوئی کونپل وہ ہوتی ہے ہری
تو خدا کی شان سے گویا مجمع اوصاف ہے　　زیب ہے تجھکو بھی اپنی قوم کی سکرٹری
تھوڑی سی ہمکو بھی جا جنت مین ملجائے ضرور　　ہے وہان بارہ اماموں کی جو اک بارہ دری
کربلا کے تشنہ لب بیٹھے ہین سب بالائے حوض　　ہے بزرگونسے ترے آباد بزم کوثری
ساقی کوثر پلاتے ہین سبھونکو بھر کے جام　　پی رہے ہین سب کے سب جام شراب احمری
یا علیؑ مر کر ترے دربار تک پہونچا شفیق　　آج تو پورا ہو سکا بھی سوال آخری
حاجتین وابستہ میری ہونگی تجھسے عمر بھر　　مین خراسانی ہون تو سید حسین شستری
تیرے فرزند و برادر حشر تک جیتے رہین　　حشر تک اونپر رہے ہر وقت لطف داوری
گر قصیدہ مین غزل کہنا ہے تجھکو اے شفیق　　آج تو ساقی سے لے جام شراب احمری

غش نہ آجائے ہمین ہوتی ہے وہ جلوہ گری
میکشون ہشیار اب شیشے سے نکلیگی پری

جوش مے کو دیکھکر پیر مغان ہنسنے لگا　　بے پئے رندون مین اب چلتی ہے جنگ زرگری

عاشقونکے دل بلا گردان ہزارون ہو گئے
اسطرح جیسے دو شپر پھیلی ہی زلف عنبری

چارہ گر تیر نظر کے سیکڑون ناسور ہین
دیکھے زخمون پر مرے ممکن نہین بخیہ گری

جب چلا دو گام بھی بن بن کے رکھی ہین قدم
کیون تصدق ہو نہ اوسکی چال پر کبک دری

بھر کے ساغر بھیکے جاتی ہین ہماری نام پر
کیا نئے انداز سے کی آپنے ساقی گری

قیدخانے سے نکل کر جانب صحرا چلا
ہو مبارک آپکے وحشی کو آشفتہ سری

آئنہ ہی سامنے زینت کی کوئی حد نہین
دمبدم ایجاد ہوتی ہی ادا سے دلبری

جبکے افشان سر سے اوڑھا ہی ڈوپٹہ یار نے
پڑگیا پردا چھپی جاتی ہی بزم اختری

ہی جہالت مین تمھاری شاعری ایسی شفیق
دیکھکر تمکو گلے لینے لگاتے جمہرے

قومی نظم

پوچھتا کیا ہی مسیحا کیا ہمین آزار ہی
ہمتو کیا شے ہین ہماری قوم تک بیمار ہی

عارضہ ایسا ہی جس سی جان بچنی ہی محال
چارہ سازی کے لئے اک چارہ گر درکار ہی

چارہ ساز ایسا ہو جسکو شافی مطلق کہین
اوسکے بن صحت نہوگی وہ ہمین آزار ہی

خون کی جا سب رگون مین فکر کا ہے مادہ
ہی دل نازک اور اوسمین غم کا اک انبار ہی

ناتوان ایسے ہین جس سی بات کر سکتے نہین
سانس کا لینا بھی جسم زار کو دشوار ہی

ناتوانی وہ ہی جس سی لب ہلا سکتے نہین
ضعف ہی ایسا تبسم کا بھی پورا بار ہی

دل جلایا گرمی افکار نے افسوس ہی
سانس ٹھنڈی لین تو مثل آہ آتشبار ہی

چارہ گر صحت سی بالکل نا امیدی ہو گئی
ایک تیر غم ہمارے دل جگر کے پار ہی

ناتوانی کہہ رہی ہی یہ زبان حال سے
گر نہ صحت ہو تو ایسی زندگی بیکار ہی

قوم اپنی ناتوانی پر ذرا بھی اک نظر
زور سی چلنا بھی تجھکو دو قدم دشوار ہی

گردشین ساری زمانے کی ہین تیری واسطے
تیرا بچنا ہی کٹھن ایسی تری رفتار ہی

قوم تجھکو چاہئے ہی دیکھکر رکھنا قدم
قرض لینا چھوڑ دے اے قوم کہنا مان لے
ایک لیکے سو کا دینا یہ بھی کوئی عقل ہے
قوم پھر سمجھاؤنگا تجھکو ذرا تو صبر کر
ضعف تیری کیا عدالت ہی ذرا انصاف کر
ضعف نے مجھسے کہا میری شکایت ہی فضول
قرض لینے کا بہت ہی شوق یہ سمجھیں ذرا
قرض کا لینا ہر اک کو ہی بنا ہے مفلسی
گر ہوا دعویٰ عدالتمیں کٹی گی زندگی
زر لیا تھوڑا سا اور دینا پڑا مال کثیر
جائدادیں اپنی سب جاتی رہیں اس قرضمیں
اپنی دولت دوسرے کو دیکے یہ حاصل ہوا
قرض کے لینے سے باز آ قوم کہنا مان لے
شوقین کپڑے کے کیا شوقین مفلس ہوگئے
بوٹ کی فرمائشیں جانے لگی ہیں دور دور
ضعف نے جو کچھ کہا القوم سب تو نے سنا
گر لباس فاخرہ سے ہوگئی عزت تو کیا
عزت ذاتی کی کوشش چاہئے ہر شخصکو
قوم اب بھی صرف ناجائز کو گر جائز رکھا
قوم گر اپنے بزرگوں کے چلن پر تو چلے
شرم کی جا ہی کہ ایک جاہل نصیحت گر بنے

جسطرف جاتی ہی تو وہ راہ ناہموار ہے
جان بری اس سے ہی مشکل یہ بڑا آزار ہے
سو میں نوے ہیں کہ جنمیں قرض کی بھرمار ہے
اب مجھے کہنا ہی وہ جس امر کی درکار ہے
سب ہیں اچھے میرا ہی فرقہ خفیف و مقدار ہے
اپنے اپنے فعل کا ہر شخص خود مختار ہے
رہن کی صورت سے بڑھیگا سود یہ رفتار ہے
کم ہوئی عزت تو عالم میں ذلیل و خوار ہے
قرقی و وارنٹ پھر اپنے گلے کا ہار ہے
اسمیں نقصان ہر گھڑی ہی یہ برا بیوپار ہے
پھر ٹھکانا ہی نہیں رہنے سے بھی ناچار ہے
آپ تو مفلس ہوئے اور دوسرا زردار ہے
قرضکا لینا ہر اک عاقل کو ننگ و عار ہے
ٹھاٹ ہو لیکن کہے جاتے ہیں دھاریدار ہے
جسطرف کو دیکھئے جوتونکا اک طومار ہے
اب بتا مجھکو تجھے اقرار یا انکار ہے
ہوں پھٹے کپڑے زمانہ کہدے خوش اطوار ہے
اپنی دولت کو بچائے وہ بڑا ہشیار ہے
پھر یہی ٹیڑھی زمین اور خرچ کجرفتار ہے
چار دنمیں دیکھ لے ہر شخص پھر زردار ہے
جو تجھے سمجھا رہا ہی وہ شفیق زار ہے

احوال طوفان بارش لکھنؤ ۱۳۳۳ھ

اور اک سطلع کی مجھکو فکر ہے اسدم خدا
مجھسے ان پڑہ کا بھی تو ہی مالک و مختار ہے

پردہ داروں کا بڑا مجمع سر بازار ہے
لکھنؤ جو شہر تھا کل آج وہ مسمار ہے

جس مکان کی موت آئی قبر بھی وہ سجا بنی
جس طرف کو دیکھئے مٹی کا اک انبار ہے

ہر مکان ٹوٹا یہ کہتا ہے زبان حال سے
کیا بنائیگا مجھے میرا مکین ناچار ہے

دیکھتا ہے مجھکو حسرت کی نظر سے کیا مکین
گیا رہے مجھ مین نہ میری چھت ہے نی دیوار ہے

پرورش بچون نے پائی مجھ مین کس آرام سے
اب ڈرانی شکل میری دیکھنا دشوار ہے

بی بیان کل تک جو مجھ مین بیٹھی تھین پردہ نشین
آج بے پردہ وہی ایک ایک پردہ دار ہے

نقش پا جسکے نہ میری حد سے باہر تھے کبھی
آج سر ننگے وہی بی بی سر بازار ہے

راہ مین بی بی کوئی بیٹھی ہے جا در تا نکر
گر پڑا اوسکا مکان وہ کیا کرے ناچار ہے

مسجد و نمین کربلاؤن تک بھری ہین بی بیان
کچھ سبب ایسا ہے وان رہنا انھین دشوار ہے

خانہ بربادی سے ہر مومن کا نقشا ہے برا
جس کسیکو دیکھئے جینے سے وہ بیزار ہے

غم یہ ہے کیونکر عزاداری کرین مظلوم کی
تعزیہ رکھنے کو بھی کوئی جگہ درکار ہے

یا حسین ابن علی امداد کا اب وقت ہے
خالق اکبر سے تم کہدو تو بیڑا پار ہے

قدردان تجھکو کوئی ملجائیگا ایسا شفیق
آپ پوچھے گا تجھے کس چیز کی درکار ہے

درحالات زبان اردو

جاننے والے ہین یہ شان زبان اردو
لکھنؤ دہلی ہے ایوان زبان اردو

خوب دونون نے فصاحت سے اسے زینت دی
ان سے بڑھتا گیا امکان زبان اردو

لکھنؤ دہلی کی یہ ملک ہے کچھ شبہ نہین
انکے قبضے مین ہے سامان زبان اردو

بج گیا ملک فصاحت مین انھین کا ڈنکا
اسکے ارکان جو گر لے تھے سنبھالا ہمنے
طلبا آنکے عالم کے سبق ہمسے لین
ہمنے شیرین سخنی خوب بتائی سبکو
اپنے قبضے مین رہیگا ورد دوات اسکا
فصحا ہو گئے عالم مین ہمارے دم سے
مستند ملک فصاحتمین ہی ہر لفظ اپنا
سارے عالم مین ہمین اہل زبان ہین بیشک
جنبش لب سے ہماری ہوئی زینت اسکی
ہو فصاحت بھی بلاغت بھی یہی واجب ہی

یہی عالم مین ہین شاہان زبان اردو
ہمین دونون ہی رہی جان زبان اردو
ہمین دنیا مین ہین شایان زبان اردو
روز آتے رہے مہمان زبان اردو
ہے قلم اپنا ہی دربان زبان اردو
لاکھون ہی آئینگے خواہان زبان اردو
ہمسے قایم رہا ایمان زبان اردو
ہمنے قایم کئے ارکان زبان اردو
ہمنے پیدا کئے سامان زبان اردو
وہ ہی مصرع کا ہے دیوان زبان اردو

یہ تو سب جانتے ہین جاہل مطلق ہی شفیق
پوچھنا وس سے ہی کیا شان زبان اردو

چند تواریخ طبع دیوان انداز بحساب تہجی

از نتیجۂ فکر جناب سید علی محسن خانصاحب آبر لکھنوی

خاص مشفق مرے جناب شفیق
شعر گوئیمین جنکی مشاقی
بے پڑھے بے لکھے یہ قوت نظم
مختصر یہ کہ چھپ گیا دیوان
فکر تاریخ کی مجھے بھی تھی
سنہ ہجری تھا ۱۳۲۳ کیون ہو اے آبر

نامور ہین میان خاص و عام
قبضہ مین فن شاعری ہی تمام
تیری قدرت ہی خالق علام
قدردانونکا بس ہی آگے کام
دل پکارا وہ ٹھالیے سرنام
آپ اپنی نظیر اب یہ کلام ۱۳۲۳

از نتیجۂ فکر جناب سید منیر آغا صاحب اشہر لکھنوی

از سخن زادگی اہر خوشگو
سہر حدے از کلام آباد است

اگر انیست قول ملک قبول
حد لطف سخن خداداد است

نوٹ سنہ ۱۹۱۶ء

مصنف صاحب سے سنہ ۱۹۱۶ء مین فرمایش کی گئی تھی اور سنہ ۱۹۱۷ء مین یہ دیوان طبع ہوا یہی وجہ ہے کہ تاریخ مذکور مین سنہ ۱۹۱۶ ہین۔

از نتیجۂ فکر جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی تلمیذ جناب مشتاق لکھنوی

میرے شفیق شفیق لایق نے
خوب ملک سخن مین نام کیا

طبع موزون کی کب کرامت ہے
مدح آلِ نبیؐ کا ہے یہ صلا

جسکو کہتے ہین مبدءِ فیاض
انکی جاگیر مین خدا نے لکھا

فطرتاً شعر نظم کرتے ہین
اکتسابی نہین ہے شان ذرا

طبع موزونکی وہ روانی ہے
جیسے بہتا ہوا کوئی دریا

گو کہ ناخواندہ ہے یہ صاحبِ فہم
لیکن اہل قلم مین در آیا

ایسی فردِ کمال رکھتا ہے
واہ کیا کہنا لکھنؤ تیرا

دیکھکر انکے حافظے کی شان
نام حافظ زمانہ بھر بھولا

عیب سے پاک وصاف ہین اشعار
شاعران ہے کہین نہ ہے انکا

شکر صد شکر اس زمانے مین
کلیات انکا چھپ گیا پورا

حمد مین نعت مین مناقب مین
وہ قصیدے کہے کہ صلِ علیٰ

صحبت خاص ناصر دین مین
مینے اعجاز بارہا ہے سنا

مجھسے تاریخ کو کیا ارشاد
بے ریا دوست جانکر اپنا

رکھا سینے پہ مینے دستِ قبول
اور ہوا سال طبع کا جویا

دیکھکر نظم لاجواب کی شان — دلنے بیساختہ یہ مجھسے کہا
کیون تعجب ہی سال طبع یہ لکھ — فیض ہی سب رسول اُمّی کا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب سید عسکری مرزا خان صاحب بلیغ لکھنوی

عالم میں ہو کس طرح ثنا خوانِ شفیق — اللہ کی قدرت ہی یہ سامانِ شفیق
ایسے ہوتے ہین لکھنؤ کی آن پڑھ — جو اہلِ نظر ہون دیکھین دیوانِ شفیق

سنہ [illegible]

ولہ

فطرت کی ابتدا ہی سی یہ فکر ہی بلیغ — سکہ ہو ملکِ نظم مین نامِ شفیق کا
جی چاہتا ہی جلد یہ دیوان چھپ چکے — شہرہ ہو لکھنؤ مین کلامِ شفیق کا

سنہ ۱۳۳۴ھ

ولہ

جو مشہور ہین سید احمد حسین — کہ آسان نہین جنکی مدح وثنا
بڑا نام پیدا کیا نظم مین — خدا نے کی اعلیٰ طبیعت عطا
لکھو جلد تاریخ ہجری بلیغ — کہ دیوان خوش فکر بھی چھپ گیا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید محمد جعفر حسین عرف محمد صاحب بہار لکھنوی

مرے احباب خاص مین سی ہین — دل پہ لکھا ہوا ہی نامِ شفیق
شاعر خوش مذاق وخوش گفتار — ہے مرے دلمین احترامِ شفیق
جسکو کہتے ہین سب غزل گوئی — ہے وہ اک شغل صبح وشامِ شفیق
کیا مبارک ہی اے بہار یہ سال — بفراست چھپا کلامِ شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب میرزا ذاکر حسین صاحب قزلباش ثاقب لکھنوی

ہے زیر طبع اک مجموعۂ عشق — فسانہ ہے یہی از قاف تا قاف
شفیق خوش بیاں کا ہے یہ دیوان — زبانِ خلق پر ہیں جسکے اوصاف
روانی طبع کی شعروں سے ظاہر — ہو جیسے چشمۂ شیرین و شفاف
نہ تعقید ہیں نہ اغلاط معانی — زبان لکھنؤ مشہور اطراف
یہ ہے دیوان کی تاریخ ثاقب — عروسانِ سخن کا حجلۂ صاف

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب احمد علیخاں صاحب تخلص بہ نشتر لکھنوی

یہ علم و فن سے جو تسخیر ہیں غبار خسیس — ہوں وہ گوہر ہیں
ذکاوت ذہن ہی کچھ ایسی قلم کہاں لکھا دوات کیسی
لکھی ہے وہ کسلئے غزل پر ہوئی ہے اصلاح بھی جو اکثر
ہر ایک مصرع کا حرف پہلا جو لیکی ثروت قلم نے لکھا
میں کر چکا سال طبع موزوں جو دفتر منقوطہ گن کر لیا ہوں
تلاش وہ شعر تر ہیں کمال ہوتی ہے عقل حیران
کھنچی تصور سے شکل جیسے مکین ہوئی دل میں صورت جان
یہ لفظ رخصت ہے دے کر رہی ہمیشہ کو دل میں مہمان
کئے پھر اعداد جمع یکجا تو سال ہجری ہوا نمایان
قلم جو مرجان کا ہو تو لکھوں شفیق رنگین سخن کا دیوان

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا بادشاہ مرزا اثر شاگرد افصح الفصحا وابلغ البلغا جناب پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

ثمر یہ جوش مسرت میں کہہ اوٹھا اختر — مرے شفیق مرے دوست کا کلام چھپا
موافق اپنی لیاقت کی وہ بھی دیتا داد — مگر ہے غیر کے طعنوں کا اسکو خوف سوا
یہی کہیں گے کہ تھا دوست دوست کی ہی کہی — معاف کرنا اسی سے وہ کچھ بھی کہہ نہ سکا
یہ سچ ہے دوست کی تعریف مستند ہی نہیں — کلام وہ ہے کہ ہیں جسکی غیر مدح و ثنا
یہی صفت ہے تمھاری کلام میں بھی شفیق — زبانیہ غیر کی ہوگا بلند صلّ علی
تمھارا حکم جو تھا تو بھی کہہ ثمر تاریخ — بس اس خیال سے حرف روی کو حذف کیا

بہت خلوص سے پھر یون لکھا سن ہجری | شفیق خوب یہ دیوان بے عدیل کہا
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی

دیوان جناب سید احمد حسین کا
حرفونکی آرو شنی سے ہی اک شمع انجمن
خال رخ حسین ہی جو نقطہ ہی اسمین بھی
جو کوئی مدہ ہی حور کے ماتھی کی ہے شکن
محجوب شمع پردہ فانوس مین ہوئی
معنی ہین لفظ لفظ مین گھونگھٹ مین یا دلھن
کچھ اسمین شک نہین کہ گل سرسبد یہ ہی
تازہ بہار کیون نہو ہے رد گلشن چمن
دیوان شفیق کا ہی وہ بیمثل ولاجواب
پتلی کیطرح آنکھونمین رکھتے ہین اہل فن
سلک گہر ہی نظم مین جاوید اونکی نظم
گویا بھرا ہی موتیو نسے حق نے یہ دہن
خود سال طبع مین اٹھی ہی اک حسن دلفریب
جو ہر سنا ہی راز کا آئینہ سخن
۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب سید سرفراز حسین خبر خلف جناب سید اعجاز حسین صاحب اعجاز و تلمیذ حضرت اوج مدظلہ

سخن آرا شفیق نکتہ پرور
سخن کا گھر ہے جنکے دم سے آباد
نہین اچھے بڑے اور او سبہ شاعر
ہین شاگردی اہل فن سے اوستاد
بہت ہی پر اثر منظوم والا
بفیض مدح اہلبیت امجاد
یہ دعوی حافظہ کرتا ہے انکا
کبھی ہمکو نہین ہی بھولنا یاد
مضامین نظم مین الہامیہ ہین
یہ شان اختراعی ہی نہ ایجاد
سنین طبع اکی ہوئی خبر اب
مصنف کا بجا لاؤ تم ارشاد
ہوئی جب امتثال امر کی فکر
خدا سے مین ہوا خواہان امداد
کہا دل نے نہ کیون مقبول ہو نظم
کہ ہین نایاب اشعار خداداد
۱۳۳۵ھ

ازنتیجۂ فکر جناب حکیم مرزا فدا احمد صاحب دانش لکھنوی

طبع کرد احمد حسین نکتہ سنج
ذی شرف ذی قدر و ذی جاہ و خلیق

آن کلامے را کہ باشد جوش زن
در کؤوس چشمہا مثل رحیق

گفت دانش بعد سال طبع نیز
قابل نقل است دیوان شفیق

سال طبعش ہست ہم ز قلب جان
روح و جان ماست دیوان شفیق

بہر تاریخ است این مصراع نیز
جاہد فکر است دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

ازنتیجۂ فکر جناب ڈاکٹر محمد اسمعیل خانصاحب ذبیح دہلوی

شفیق لکھنوی کا چھپ گیا دیوان
بیان اچھا زبان بھی خوب شیرین ہی

عنادل ہین چمن مین زمزمہ پیرا
ذبیح دہلوی سن - نظم رنگین ہی

سنہ ۱۳۳۵

ازنتیجۂ فکر جناب ذاخر لکھنوی

نظم شفیق ذاخر کیا پوچھتے ہو کیا ہے
عشاق کی وفا ہی معشوق کی ادا ہی

اللہ ری حسن بندش بیتاب ہین نگاہین
دیکھین ہین شعر جسنے دل اوسکا کھو گیا ہی

لطف اسکا جانتے ہین فرقت کے مرنے والے
قصہ جہان ہی غمکا وہ درد لا دوا ہی

جسجا ہی حال وصلت وہ نظم کہہ رہی ہی
برہم کسی سے شاید معشوق خود نما ہی

تخئیل ہی جہان پر وہ ہی بلند ایسی
دلنے شکار عنقا گر دو نچہ کر لیا ہی

افسانہ ہائے حسرت آئی ہین گر کہین پر
لیلے کی کیفیت ہی مجنون کا ماجرا ہی

دیوانگان الفت گر قید ہین کہین پر
وحشت کی ابتدا ہی فرقت کی انتہا ہی

دلکی کشش کی حالت دکھلائی ہی جہان پر
زندان کے در پہ کوئی دل تھامے رو رہا ہی

اصناف شاعری پر قدرت یہ کی ہی حاصل
عالم کی کیفیت کو بند اک جگہ کیا ہی

توصیف نظم ذاخر ممکن نہین قلم سے
محو جمال و زینت عشاق مہوشان ہین

وہ کہدو سال ہجری جو دلکا مدعا ہے
آئنہ کرامت دیوان شفیق کا ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب رضا فرنگی محلی

مرتب ہوکے دیوان چھپ گیا خوب
رضا کہہ بے نقط تاریخ اسکی

مبارک ای شفیق نکتہ پرور
ہوا مسرور ہر کامل سراسر

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید باقر حسین صاحب شہرت لکھنوی خلف حضرت لطافت مرحوم

کلام شفیق اسقدر بامزا ہے
زبانو نپر احباب کی مرحبا ہے

کرین فخر کیونکر نہ ہم لوگ اسپر
یہ ہین فرد ایسا نہین دوسرا ہے

کوئی دیکھے خوش قسمتی لکھنؤ کی
نہ ہے ایسا کوئی نہ کوئی ہوا ہے

جسے چاہے حسن قسم کی دے وہ دولت
عجب کیا ہے ہر شے پہ قادر خدا ہے

جو منکر ہون اسکے کوئی اونسے کہدے
یہ مسلک تمھارا نہایت برا ہے

جو ہے پھولتی پھلتی ہر نظم انکی
یہ دین اوسکی کیا رشک کی آئین جا ہے

یہ رنگین طبیعت ہین اور زود گو ہین
سخن مین اثر ہے زبان مین مزا ہے

ہین نا آشنا پڑھنے لکھنے سے بالکل
نہین جھوٹ کچھ اسمین سچ واقعا ہے

مگر شعر کہنے مین مشتاق ہین یہ
کہ دعوی ہے یہ قول بیشک مرا ہے

نہو گر یقین انکا دیوان اوٹھا کر
یہ خود دیکھ لے مالک و شوار کیا ہے

کہی اسکی تاریخ ہجری مین شہرت
یہ مجموعہ نازک خیالات کا ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید صدر الاسلام صاحب صدر لکھنوی

سچ یہ ہے خالق عالم کی عنایت ہی شفیق — صورت مہر فلک مطلع دیوان چمکا
صفدر کا مصرعۂ تاریخ بھی ہی نورانی — عالم نظم پہ یہ روی سہ تابان چمکا

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب صفدر صاحب

چھپ رہا ہے شفیق کا دیوان — طبع موزون ہی فکر عالی ہے
لکھدو صفدر یہ طبع کی تاریخ — نظم مین جان اسی نے ڈالی ہے

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب مولوی مرزا الطاف حسین صاحب عالم لکھنوی

اشتیاق طبع بیحد تھا دل پر شوق کو — مدتون کے بعد نکلا آج ارمان شفیق
چھپ گیا غزلوں کا دیوان چاہیئے تھا جس طرح — پورا پورا اب ہوا اردو پہ احسان شفیق
حبذا ذہن رسا و طبع موزون آفرین — شاعری دلسی ہوئی جاتی ہی قربان شفیق
آئین آئین ہین کہان بیاح دنیائے سخن — منصفی کی آنکھ سے دیکھین ذرا شان شفیق
مصرع سال اشاعت مبنی العالم کہا — پردہ ساز شاہد معنی ہے دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

واہ گلہاے مضامین ہین شگفتہ کیا کیا — کہین سب اہل سخن اسکو گلستان شفیق
سال ترتیب کی ہی فکر فصاحت جو ہمین — (لکھدو) کیا لائق توصیف ہے دیوان شفیق

سنہ ۱۳۳۴ھ

از نتیجہ فکر جناب مولوی عبد الرحیم صاحب کلیم لکھنوی

بہ چمن بہار آمد چہ خزان گشت راہی — ز دہن نفس برآید چو نسیم صبحگاہی
سخن شفیق صاحب بود آنچنان بجلوہ — چو سواد زلف جانان دم طبع شد سیاہی

به هلالی و زلالی نه کنم چسان شمارش — شده شهره کلامش چو ز ماه تا به ماهی
بلاد شاعری و بممالک معانی — به نظام شهریاری به سریر بادشاهی
سنه نوشت سال چاپش چه کلیم بهر هجری — همه نوع نظم زیبا چو عطیهٔ الٰهی

سنه ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر مختار جناب محمد مختار احمد صاحب تلمیذ جناب رضا فرنگی محلی

قائم ہوئے تلاطم دریائے نظم میں — تم واقعی شناور بحر عمیق ہو
کرتے ہو سنکے مجتہد الشعر حل اوسے — کیسا ہی مسئلہ وہ اہم یا دقیق ہو
اہل زبان ہو حافظ علم عروض ہو — دشمن سخن تو وہ بھی تمہارا رفیق ہو
مضمون جو تھے ادق وہ کیے سہل ممتنع — دق سامعین ہوں نہ سخنور کو ضیق ہو
واللہ ہوں معترض کی جو انصاف کے خلاف — تیغ سخن سے قطع زبان فریق ہو
فرمایش شفیق ہے مجسم ہو سال طبع — پھر شرط یہ ہے سب سے جو افضل طریق ہو
مختار حل معمّے ہو بے وحی کس طرح — تائید غیب جبکہ کلام شفیق ہو

سنه ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی

شکر خدا شفیق کا دیوان چھپ گیا — ہر شعر جسکا بزم سخن میں ہے یادگار
ہر لفظ میں اثر ہے ستم کا بھرا ہوا — سینے میں جنکے دل ہیں وہ کیوں ہوں نہ بیقرار
ایک اک غزل میں سلسلہ بندی حسن و عشق — یوں ہے کہ جیسے سلک گہرہاے آبدار
مضمون ہیں کیوں نہ آہ عنادل کا ہو اثر — کھائی ہیں چوٹیں قلب و جگر پر ہزار بار
دیوان چھپا ہے شاعر امی لقب کا آج — کیا اعتبار جسکو شرف بخشتے کردگار
اے سرزمین لکھنؤ تیری ہو کیا ثنا — تجھ میں مرے شفیق سا ہے فخر روزگار
وہ شاعر یگانہ کہ جسکے کلام کی — اک دھوم ہو رہی ہے سر بزم اعتبار

احمد حسین نام تخلص شفیق ہے — احباب خاص و عام کا سو جان سے نثار
محشر نے سال طبع کہا اور یوں کہا — روح سخن شفیق کا دیوان پر بہار

۱۹۱۶ء

از نتیجۂ فکر جناب احمد خانصاحب نظم شاگرد جناب رشید لکھنوی

مقبول ہوا نام الٰہی سے کلام — اُمّی نے لئے نظم مضامین دقیق
ہر شعر میں ہے حسن بلاغت کا وفور — ہر لفظ ہے دریائے فصاحت میں غریق
منظوم ہوئے عشق کے کس حسن سے راز — تحقیق رہی طبع سخنور کی رفیق
غواص ہی فکر سخن سنج جہان — پایاب ہوئی شعر کی ہر بحر عمیق
مصراع سن طبع لکھو شوق سے نظم — الہام و کرامت ہے یہ دیوان شفیق

۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب نواب عباس مرزا خانصاحب نفس لکھنوی

نمود ابر سیہ شد ز دامن کہسار — رجوع کرد سوئے باغ ہمچو باد بہار
رسیدہ بر سر طرف چمن بشوق تمام — ز طرز خاص شدہ درفشان و گوہر بار
برفت آب روان گرد ہائے صحن چمن — بشست چہرۂ گلشن تقاطر امطار
بحکم باد بہاری فشاند دامن ابر — غبار رنج خزان از چہرۂ اشجار
ز شستشوی باران تمام ارض چمن — بسان پاک دلان گشت صاف آئینہ وار
درین زمانہ کہ موج نسیم جان افزاست — چرا نشستہ اے باغبان در گلزار
منم کہ شیشۂ خالی نہفتہ زیر بغل — بہ فکر بادہ تجسس نمودہ در بازار
بشوق آب طرب بر در تو آمدہ ام — نشستہ ام بامید تو پشت بر دیوار
بیا بگو کہ ز رنج خمار بیتابم — کجاست کلبۂ ساقی و خانۂ خمار
ز صاف و درد کہ داری بیار و عذر منہ — مکن دریغ چو ممکن بود کم و بسیار

شنیده ام که تو هم ذوق سخنی داری … بیاور و بیا عذر گنج میار دمے آر
که ناگهان بدر باغ باغبان آمد … پری جمال و گل اندام و یاسمن رخسار
بلب تبسم و روی خطاب جانب من … بدست جام بلورین پر از مے گلنار
سلام کرد و بخشید و نزد من بنشست … بحسن خویش چو مستان باده کش سرشار
بخنده گفت که چون طبع میشود دیوان … بگو برائے کلام شفیق چند اشعار
ترا که شوق بتاریخ گفتن است بسے … چه خوش بود که برآید بیک کرشمه دو کار
بنفس صنعت صوری نوشت تاریخش … هزار و سه صد و سی و چهار و یک بشمار

سنه ۱۳۳۴ھ

وله

بتوفیق یزدان کلام شفیق … شود در جهان مرجع خاص و عام
بنفس مصرعه سال تاریخ گفت … امین سخن شوخ و صائب کلام

سنه ۱۹۱۷ع

از نتیجۂ فکر جناب واجد حسین صاحب واقف لکھنوی

در عین بہار گشت بلبل خاموش … گلزار سخن چو دید شد حلقه بگوش
منقوط نوشت سال طبعش واقف … این نظم عطیۂ الٰہی پر جوش

سنه ۱۳۳۵ھ

از نتیجۂ فکر جناب محمد مشرف خانصاحب وصل لکھنوی پوسٹ ماسٹر پنشن یافته تلمیذ حضرت امیر مینائی مرحوم حال وارد صفدر گنج ضلع بارہ بنکی

ہو گیا مطبوع دیوان شفیق … سرنگون ہیں دیکھکر اہل فن
خنجر مضمون ہے یا تیغ نگاہ … ہر نکیلے شعر میں ہے بانکپن
حاسدونکے اڑ گئے ہوش و حواس … نکته چینونکے ہوئے نشه ہرن
فکر جب مجھکو ہوئی تاریخ کی … ہاتف غیبی ہوا یون نغمه زن

وصل کلمہ منقوط میں یہ سال طبع
آج پایا شاعر شیریں سخن

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب پرنس محمد وصی علیخان عرف سلطان صاحب وصف لکھنوی

کلام شفیق است نایاب تر
کہ طبع است آن قلزم بے کنار

بہر جملہ آن خیط صبح سخن
صفائے بیانش پا آئینہ دار

عدو پیش آن خود ہزیمت گرفت
مضامین بود خنجر آبدار

بگوش جہان رفت صیت سخن
بہر شعر می داشت شان وقار

رقم کرد تاریخ از فکر وصف
کلام فراست چمن پر بہار

سنہ ۱۳۳۵ھ

از نتیجہ فکر جناب سید محمد ہادی صاحب خان بہادر ہادی کلکٹر و مجسٹریٹ غازی پور

ان پڑھ بفضل خدا اسے شاعر ہو جائے
موزوں ہی ادنی کیوں واسطے حمد و سپاس

اشعار شفیق کا بھلا کیا کہنا
بندش یہ لطیف اور زبان میں یہ مٹھاس

وہ باغ لگا دیا کہ جسکے اندر
ہر پھول میں ہی کمال فن کی بو باس

دیوان چھپا تو دی یہ ہاتف نے ندا
شاباش لبس ای شفیق با حرف شناس

سنہ ۱۹۱۷ع

از نتیجۂ فکر جناب چودھری رحم علی صاحب ہاشمی تلمیذ حضرت عزیز لکھنوی

مشتاق تھی مدت سے نظر اہل نظر کی
سونی تھی بغیر اسکے ہر اک بزم معانی

تیار وہ دیوان شفیق اب ہوا آخر
تخئیل کی شوخی میں ہی تصویر جوانی

لکھ ہاشمی خستہ جگر مصرع تاریخ
ہر شعر میں ہی بحر لطافت کی روانی

سنہ ۱۹۱۷ع

تاریخ ختم تصنیف دیوان سید احمد حسین عرف ننھو صاحب شفیق

رنجیتہ کلک پروفیسر مولوی مرزا محمد ہادی صاحب مرزا

جبکہ دیوان ہو گیا کامل	شاعر وہین بڑھا وقار شفیق
سال تصنیف لکھدو اے مرزا	بے تکلف کلام یار شفیق

سنہ ۱۳۳۴ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب نواب محمد باقر علیخان صاحب قدر شاگرد حضرت حمید لکھنوی

کیا خوب کہین شفیق نے سب غزلین	سارے شاعر موصف دیوان ہین
یکتا کا الف بڑھا کے تاریخ ہو قدر	سب اہل سخن معترف دیوان ہین

تاریخ از نتیجۂ فکر جناب باقر صاحب حمید لکھنوی برادر حضرت رشید لکھنوی ۱۳۳۵ھ

ہے حافظہ طبع بھی رسا ہے	حق تو یہ ہے قدرت خدا ہے
ہان ان کو بجا ہے طبع پر ناز	دیوان شفیق چھپ رہا ہے
تاریخ کہو حمید ہجری	دفتر اک حسن و عشق کا ہے

۱۳۳۵ھ

تاریخ از نتیجۂ فکر عالی حضرت اُستادی قبلہ و کعبہ جناب سید مصطفی میرزا صاحب عرف پیارے صاحب رشید مدظلہ العالی

تنہو صاحب شفیق شاعر	جنکا دیوان یہ چھپا ہے
کہتا ہون ادب کو ترک کر کے	میرا یہ دوست باوفا ہے
مین نے دیکھی ہین تھوڑی غزلین	میری بھی زبان پہ واہ واہ ہے
بے لکھا پڑھا ہوا ایسا کامل	یہ سحر نہین اگر تو کیا ہے
تاریخ کی تھی رشید کو فکر	آخر لکھا۔ قدرت اک خدا ہے

۱۳۳۵ھ

نوٹ چونکہ تاریخہائے مذکورہ دیر مین وصول ہوئین لہذا درج سلسلہ بھی نہو سکین۔